علمائے اہلِ سنت راج محل کی مختصر سوانح حیات

تذکرہ

علمائے راج محل

صاحب گنج، جھارکھنڈ

از قلم: مفتی محمد عبد السلام مصباحی، راج محلی

زیر اہتمام:

مدرسہ حنفیہ رضویہ، بیگم گنج

تھانہ رادھا نگر، ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ

راج محل کے ۸۳ علمائے اہل سنت کے مختصر سوانحی خاکوں پر مشتمل ایک گراں قدر معلوماتی ذخیرہ

بنام

تذکرۂ علمائے راج محل

(صاحب گنج جھارکھنڈ)

حصہ اول

مرتب

حضرت مولانا قاری مفتی **عبد السلام** مصباحی قادری راج محلی

متوطن۔ بیگم گنج، رادھانگر، راج محل۔

استاذ۔ مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم، خالص پور، ادری، مئو، یوپی۔

زیراہتمام

شعبۂ نشر واشاعت۔ مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج تھانہ رادھانگر صاحب گنج جھارکھنڈ

ناشر

ازہری پستک بھنڈار

نزد پیر بابا درگاہ ڈنگا، اُدھوا، رادھانگر (راج محل) صاحب گنج، جھارکھنڈ

نام کتاب : تذکرۂ علمائے راج محل

مرتب : مولانا مفتی عبد السلام مصباحی قادری راج محلی

نظر ثانی : **حضرت مولانا مظفر الاسلام صاحب مصباحی** استاذ مدرسہ اسلامیہ خالص پور ادری،

: **حضرت مولانا قاسم صاحب مصباحی** استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور یوپی ہند

: **حضرت مولانا شبیر احمد راج محلی** جنرل سکریٹری الفلاح سوشل ویلفیر سوسائیٹی راج محل

سن اشاعت : ۱۴۴۳ھ ۲۰۲۱ء

کمپوزنگ : دہلی کمپیوٹر ادری، مئو، یوپی

قیمت : 350

کتاب ملنے کے پتے

ازہری بک ڈپو درگاہ ڈنگا ادھوا	8340266233
مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج رادھانگر	9609709337
الفلاح لائبریری پھول بڑیا راج محل	7766993992
خانقاہ فردوسیہ جونکا تین پہاڑ	7488975752
کلیمیہ بکڈپو کلیا چک مالدہ	9733233180

فہرست کتاب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو جملہ علماے اسلام

بالخصوص

سراج الامۃ کاشف الغمہ **امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت** کوفی رضی اللہ عنہ

متوفی (۱۵۰ھ ۷۶۷ء)

و

مجدد اسلام امام اہل سنت **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان** قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز

متوفی (۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء)

اور

میری ابتدائی تعلیم وتربیت کے انتہائی مشفق استاذ جناب **منشی گوہر علی مرحوم** پنجانند پوری

متوفی (۱۴۰۱ھ ۱۹۹۴ء)

کے نام منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں

جن کے باطنی فیوض سے فقیر بے مایہ کو اس خدمت کی سعادت نصیب ہوئی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم العلما

محمد عبد السلام رضوی مصباحی راج محلی

کلمات تاثر

بقلم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ممتاز حسین مصباحی۔

باغ پنجرہ اسلام پور، رادھانگر (راج محل) ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ،

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ رگھوناتھ گنج مرشد آباد

الحمد اللہ الذی اعلی منزلۃ المومنین بالایمان باللہ ورسولہ ورفع منہم درجۃ العالمین بمعانی کتابہ وحدیث رسولہ وخص المجتہدین منہم بمزید الاصابۃ وثوابہ والصلاۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ المعز والمکرم نے انسان کو پیدا فرمایا اور انھیں علم کی دولت سے مالا مال فرما کر قلم سے لکھنا سکھایا اور قرآن وحدیث کے علوم سے نوازا، نیابت رسول ووراثت رسول کے لقب سے ملقب کیا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا: اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، یعنی عالم دین ہی انبیاے کرام کے وراث ہیں۔ آدمی کروڑ پتی، ارب پتی ہو سکتے ہیں مگر وارث نبی اور نائب نبی وہی ہوتے ہیں جنھیں علم رسول ﷺ سے حصہ ملا، اگرچہ وہ غریب و نادار کیوں نہ ہو۔ جب تلک زمین پر علماے ربانی باقی رہیں گے امن و امان قائم رہے گا، اسلام ہرا بھرا رہے گا، اور مدرسے اور مسجدیں آباد رہیں گی، انھیں بزرگوں کے حق میں رسول کریم ﷺ نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماے حقانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں، عالم کی موت عالَم کی موت بتایا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ہمارا راج محل نہایت ہی بابرکت ہے جس نے کثیر تعداد میں علما کو جنم دیا اور تا ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اس لیے اگر اسے مدینۃ العلما کہا جائے تو بجا ہے۔ علماے راج محل صرف اپنے دیار ہی میں

نہیں بلکہ ملک ہند کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور سب کے سب مسلک سواد اعظم کی ترویج واشاعت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ہمارے فاضل گرامی مفتی محمد عبدالسلام مصباحی راج محلی کا دھیان سب سے پہلے اس طرف گیا کہ علماے راج محل کی یاد باقی رکھنے کے لیے"تذکرہ علماے راج محل" کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی جائے۔لیکن سوانح عمری کی ترتیب کا کام کس قدر دشوار ہے اسے وہی جانتا ہے جس نے اس میدان میں قدم رکھا۔عزیز القدر مفتی عبد السلام صاحب نے بہت ہمت کر کے، اور اپنا قیمتی وقت نکال کر اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے انتھک کوشش کی اور اس میں وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ہم ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اِنہیں کونین کی سرخ روئی عطا فرمائے اور ان کی اس تصنیف "تذکرہ علماے راج محل" کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔آمین۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

طالب دعا:۔**محمد ممتاز حسین حبیبی** غفرہ لہ ووالدیہ۔راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ

۲۷ صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۵ اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز منگل۔

کلمات تحسین

از۔حضرت علامہ مفتی واعظ الحق صاحب حبیبی مصباحی مدظلہ العالی پیارپوری

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ پنچانند پور، کلیاچک، مالدہ بنگال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للعلی العلیم رب المصطفیٰ والصلواۃ والسلام علیٰ حبیب الرحمٰن الذی هو حامدو احمد رضا و علیٰ آله وصحبه لذین هم حملة العلم و مصابیح الهدیٰ

علم نبوت کے حاملین، عقائد حقہ کے ترجمان اور اعمال صالحہ کے مبلغ علماے دین کے مقام و

مرتبہ کو حضرت علیم وخبیر عزوجل نے ایسا بلند فرمایا ہے کہ بڑا سے بڑا عابد جو غیر عالم ہے ان کے علوے منزلت کو چھو نہیں سکتا۔رب العزت نے انہیں اپنی مخصوص خشیت عطا کی اور اپنے برگزیدہ بندے انبیاے کرام علیہم السلام کی وراثت کا تاج زرین ان کے سر رکھا۔علماے دین پر رحمت خداوندی کی بارشیں نازل ہوتی ہیں۔اور ان کے لیے ملائکہ اور آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں سمندر میں دعاے مغفرت کرتی ہیں۔ان کی مجلسیں روے زمین کی ساری مجلسوں سے بہتر، ان کی عزت اللہ و رسول کی عزت، ان کا سونا عبادت، ان کا مذہبی مذاکرہ تسبیح، ان کی سانسیں صدقہ، اور ان کی آنکھ کے آنسو کا قطرہ جہنم کے ایک سمندر کو بجھا دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی تعظیم وتکریم کونین کی فلاح و بہبودی کا ایک عظیم ذریعہ، اور رسول کریم ﷺ کی مرضیات سے ہم کنار ہونے کا مضبوط وسیلہ ہے۔جب کہ دوسری طرف ان کی توہین وتذلیل دین ودنیا کی تباہی کا باعث اور اللہ ورسول کی ناراضگی کا سبب ہے۔ان کی یہ ساری خوبیاں اس پر مبنی ہیں کہ وہ وراثت انبیا کا بار گراں اٹھائے ہوئے ہیں اور حتی الامکان مذہب حق کی ترویج اور دین متین کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہمارے دین ودنیا اور آخرت کے عظیم محسن ہیں۔ایسے محسن اور کرم فرماؤں کو وہی شخص فراموش کر سکتا ہے جس کا لگاؤ دین سے برائے نام ہے۔اور جن کو دین سے سچا لگاؤ ہے وہ کبھی انہیں بھلا نہیں سکتا۔اب ہم جو اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور علماے دین کو انبیاے کرام کا سچا وارث اور نائب سمجھتے ہیں ان کا شکریہ ادا کریں جن کی وجہ سے ہمارا مذہبی تشخص قائم ہے، اور عقائد کی حفاظت اور اعمال کی اصلاح ہو رہی ہے۔تو ہمارا دینی وملی فریضہ بنتا ہے کہ ان محافظین اسلام اور پاسبان اہل سنت کی تاب ناک زندگی کے چند اہم گوشوں کو اجاگر کر کے انھیں آئندہ نسل کے لیے باقی رکھیں اور یہ بھی انھیں کی طرح اپنی زندگی کو

روشن رکھیں۔اس طرح سے ہم اپنی دینی بیداری اور جذبۂ ایمانی کا ثبوت دیں۔ بہت ہی خوش نصیب ہیں ہمارے برادر گرامی حضرت العلام مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی زید مجدہ وطال عمرہ جنہوں نے اس میدان میں ہم سے سبقت کی اور بڑی عرق ریزی اور جہد مسلسل سے علمائے راج محل کی سوانح کو اختصار کے ساتھ مرتب فرمایا۔مولانا ممدوح کو ہم قریب سے جانتے ہیں وہ ایک حق گو حق پرست ذی استعداد عالم باعمل ہیں۔خلوص وللّٰہیت، ایثار وقربانی، سنیت کی ترویج وتبلیغ، مجاہدانہ کردار اور حمایت دین کا جذبہ اپنے دل میں بھرپور رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہو وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔اس لیے جمیع علمائے راج محل کی طرف سے مرتب ممدوح تہنیت و مبارکبادی کے لائق ہیں۔ہم خدا کی بارگاہ میں تہِ دل سے دست بدعا ہیں کہ برادرم عزیز القدر مفتی صاحب موصوف کو ہماری طرف سے اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کی تصنیف ”تذکرۂ علمائے راج محل“ کو مقبول عام و خاص بنائے۔آمین۔

واعظ الحق مصباحی راج محلی۔خادم الحدیث جامعہ رضویہ پنچانند پور مال۔ ۳۰؍ستمبر ۲۰۲۱ء

کلمات تحسین

بقلم۔حضرت علامہ ومولانا مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی راج محلی مدظلہ العالی

صدر شعبۂ تحقیق سید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف جامع اشرف کچھوچھہ شریف۔یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ المختار اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین۔

صوبۂ جھارکھنڈ کے ضلع صاحب گنج میں تحصیل راج محل ایک تاریخی مقام ہے جو کبھی بنگال

پھر بہار میں شامل تھا اور اب جھارکھنڈ میں آگیا ہے۔راج محل کا تاریخی سلسلہ حکومت مغلیہ سے جاملتا ہے۔یہاں کی قدیم تاریخی عمارتیں، آثار قدیمہ مثلاً اکبر کے وزیر راجہ مان سنگھ (موت: 1614ء) جو اکبر کے نورتنوں میں تھا اور ایک زمانے میں بنگال، بہار واڑیسہ کا گورنر بھی تھا، اُن کے نام سے منسوب سنگھی دالان، محلہ مان سنگھا اور اکبری مسجد، نواب سراج الدولہ سے منسوب نواب دیوڑھی وغیرہ راج محل کی تاریخی حیثیت کو اجاگر کرتے ہیں۔پچھلے پچاس سالوں کے اندر راج محل کا نام علمی دنیا کے نقشے میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔یہاں کی غالب اکثریت سنی مسلمانوں کی ہے اور اب یہاں پر علمائے اہل سنت کی اتنی بڑی تعداد وجود میں آچکی ہے کہ بجا طور پر اس کو مدینۃ العلما کہا جاسکتا ہے۔مجھے کئی بار یہ خیال آتا تھا کہ علمائے راج محل کے تعارف اور ان کی خدمات پر مشتمل کوئی کتاب منظر عام پر آئے تاکہ تاریخ راج محل کا کم از کم ایک باب آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ ہوجائے۔یہ ایک ضرورت تھی جس کی تکمیل ضروری تھی۔۔۔مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ راج محل کے ایک جواں سال فاضل **عزیز القدر مولانا عبدالسلام مصباحی** نے تذکرۂ علمائے راج محل لکھ کر گویا میرے دل کی آواز پر لبیک کہا ہے۔مولانا موصوف ایک متحرک وفعال اور ذی استعداد عالم ہیں جو اپنی علمی ودعوتی تگ ودو کے سبب اپنے معاصر علما میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔مولا تبارک وتعالیٰ اُن کی اِس قلمی کاوش کو مقبول بنائے اور انہیں مزید دینی وعلمی خدمات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا گو ودعا جو: رضاء الحق اشرفی راج محلی

خادم سید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف جامع اشرف کچھوچھہ شریف۔یوپی

4 ربیع الاول 1443ھ/ 11 اکتوبر 2021ء

کلمات تاثر

بقلم: حضرت علامہ مولانا عبدالخالق صاحب قبلہ اشرفی حسن ٹولہ راج محل مدظلہ العالی
صدر المدرسین جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد و نصلی علی رسولہ الکریم و آلہ و صحبہ اجمعین۔

ہم نے جانا تھا لکھے گا کوئی حرف اے میر　　پر تیرا نامہ تو شوق کا ایک دفتر نکلا
ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں　　فقط بات یہ کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق
ہم نے ایک شمع جلا کر سرراہ رکھ دیا　　اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

تاریخ نویسی اور تذکرہ نگاری سے قوم کا خوابیدہ شعور بیدار ہوتا ہے، ان کے اندر تحقیق و جستجو کا جوہر جنم لیتا ہے اور اس سے اگر ایک طرف متقدمین کی حیات و خدمات، احوال و آثار کا احیا ہوتی ہے تو دوسری طرف متاخرین کی راہ نمائی بھی۔ جس قوم نے بھی تاریخ نویسی و تذکرہ نگاری سے انحراف کیا ہے تو نہ صرف ان کا وجود صفحۂ ہستی سے مسمار ہوا بلکہ ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے اس لیے ہر دور کے تمام مدبروں، مفکروں اور دانشوروں کا تذکرہ و سوانح نگاری کی افادیت و اہمیت پر اتفاق رہا ہے۔ علامہ ابن البنا (۴۷۱ ھ) نے کسی سے دریافت کیا کہ خطیب بغدادی نے اپنی "تاریخ" میں میرا ذکر ثقہ رواۃ میں کیا ہے یا کاذبین و وضاعین میں؟ انہیں جواب ملا کہ خطیب بغدادی نے آپ کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا ہے، تو ابن البنا نے یہ مشہور جملہ فرمایا: "یا لیتہ ذکرنی و لو مع الکاذبین" یعنی کاش خطیب بغدادی میرا تذکرہ لکھ دیتے خواہ جھوٹوں کی جماعت میں ہی کر دیتے۔ اسی طرح مشہور عرب تذکرہ نویس مورخ علامہ

سخاوی کی کتب کا چرچا و شہرت سن کر کسی نے کہا تھا کہ کاش میں علامہ سخاوی کی زندگی میں مرتا تو کم از کم میرا تذکرہ ان کی کتابوں میں شامل ہو جاتا۔ مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تذکرہ نویسی کے بے شمار فوائد ہیں بالخصوص جب صاحب تذکرہ کا شمار علوم نبویہ کے وارثین، صالحین اور مصلحین کی جماعت سے ہو تو دل میں ان کی اقتدا و اتباع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ بعض صوفیا کے یہ دو قول بہت مشہور ہیں: "الوقت کالسیف ان لم تقطعه یقطعك" یعنی وقت مانند تلوار ہے اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمھیں کاٹ دے گا۔" نفسك ان شغلتها بالحق و الا شغلتك بالباطل وہ تمھیں باطل میں مشغول کر دے گا۔ یہ کس قدر فکر انگیز، معنی خیز اور نصیحت سے لبریز اقوال ہیں۔ آج کے اس پرفتن دور میں ہمیں خواب غفلت سے بیدار ہو کر کچھ مثبت کام کرنا چاہیے ورنہ غفلت کی زندگی تو درحقیقت موت سے بھی بدتر ہے۔ حضرت مفتی عبدالسلام مصباحی رضوی بیگم گنجوی مذکورہ اقوال کی عملی تفسیر ہیں۔ آپ ان محرک و فعال شخصیتوں میں سے ایک ہیں جو اپنے قیمتی اوقات کو مذہبی و علمی، رفاہی و اصلاحی امور میں صرف کرتے ہیں، آپ ماہر درسیات ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم بھی ہیں۔ سال گزشتہ موصوف سے کچھوچھہ شریف میں ملاقات ہوئی، دوران گفتگو انھوں نے کہا کہ میں نے علماے راج محل کے تذکرہ و سوانح پر کام کرنے کا عزم مصمم کر لیا ہے، راقم نے ان کے اس قابل ستائش اقدام کا خیر مقدم کیا اور بھرپور تعاون کا بھروسہ دلایا۔ اگرچہ اختلاف و انتشار، افتراق و منافرت اور باہمی رسہ کشی کے اس دور میں اس عظیم کام کو انجام دینا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا تاہم "بہر کارے کہ کمر بستہ شود، اگر خار بود گل دستہ شود" کے مطابق علامہ موصوف نے علما سے رابطہ کیا اپنی ٹیم کو گاؤں گاؤں میں مامور و معین کیا، ان سے مضامین حاصل کئے، اور جنہوں نے اپنے احوال کی معلومات بذریعہ فون فراہم کی ان کی

نوک و پلک کو سنوار کر ضبط تحریر میں لائے، دن کا سکون وچین قربان کیا، دماغ سوزی کی، راتوں کو جاگ جاگ کر آنکھوں کو تھکایا اور ان کو نیند کی لذت سے محروم رکھا تب جا کر ”تذکرہ علماے راج محل“ وجود کے پیکر میں ڈھل کر منصۂ شہود پر آیا اور علماے راج محل کی گردنوں پر اس ذمہ داری کا جو بار گراں تھا اس کو اتار دیا۔لہٰذا سب پر ان شکر لازم کہ "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" میں مفتی عبد السلام مصباحی رضوی اور ان کے رفقاے کار کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ کتاب اکابر ومشاہیر علماے راج محل کے احوال وآثار اور دینی وملی خدمات پر تحقیقات کرنے والوں کے لیے مدد ومعاون اور ماخذ ومرجع ثابت ہوگی۔اللہ عزوجل مرتب اور ان کے معاونین کی اس مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور انھیں دارین کی سعادت سے سرفراز فرمائے۔آمین۔

عبد الخالق اشرفی راج محلی، صدر المدرسین جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ۔

سید الکلمات

از۔حضرت علامہ مولانا سید معین الدین حسن قادری، امانت گھاٹ، راج محل

تذکرۂ علماے راج محل، دیکھ کر مسرت ہوئی، مرتب ومعاونین کے لیے دل سے دعائیں نکلیں، یقینا یہ کام قابل ستائش ہے، بڑے بڑے علما ومشائخ کے تذکرے کتابی شکل میں منظر عام پر آنا عام بات ہے مگر وہ حضرات جو محدود علاقائی سطح پر دین وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں، اپنی زندگی کو دین وسنت کی خدمات کے حوالے کر رکھا ہے، انصاف یہی ہے کہ ان کی بھی حیات وخدمات مسلک ومشرب کے حوالے سے منظر عام پر لایا جاے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور آنے والی نسلوں میں محدود سطح پر خدمت دین کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔مرتب

حضرت مفتی عبد السلام صاحب قبلہ نے اس عظیم کام کا بیڑا اٹھایا اور بحسن وخوبی انجام تک پہنچایا مولیٰ تعالیٰ ان کے علم میں عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔

فقیر قادری۔سید معین الدین حسن قادری۔امانت گھاٹ راج محل۔

دعائیہ کلمات

از۔حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احسان دانش رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی

رئیس الاساتذہ دار العلوم غوثیہ منظر اسلام کربلا راج محل

پہلے بنگال پھر بہار اور موجودہ وقت میں جھارکھنڈ کی مردم خیز قدیم آبادی کا ایک سنہرا نام ”راج محل“ ہے جسے اپنے محل وقوع اور قدرتی و جغرافیائی حسن کی وجہ سے علماے ملت، صلحاے امت، سلاطین زمانہ اور حکمران وقت کا مرکز اور وطن ہونے کا شرف حاصل رہا ہے۔کئی صدیوں کے جمود وتعطل کے بعد گزشتہ کئی سالوں سے مدارس اسلامیہ کی کثرت، ذی صلاحیت وفن کار علما کی جماعت ودیگر ذرائع سے اپنی روشن ماضی کی بازیابی کے لیے کوشاں ہے۔کتاب ”تذکرۂ علماے راج محل“ اس سلسلے کی اہم کڑی ہے جسے عزیزی فاضل گرامی مولانا مفتی عبد السلام مصباحی رضوی نے ترتیب دیا ہے۔اس میں ”مناظرہ راج محل کربلا“ از قلم عزیزی مفتی منظور احمد مصباحی رضوی اور ”تاریخ راج محل“ از قلم خطیب اہل سنت حضرت مولانا رمضان حیدر صاحب فردوسی زیدہ مجدہ کی شمولیت نے کتاب کی افادیت میں چار چاند لگا دیا ہے۔دعا ہے کہ رب قدیر کتاب اور صاحب کتاب عزیزی فاضل گرامی مولانا مفتی عبد السلام مصباحی رضوی زیدہ مجدہ کو قوم وملت کے لیے بافیض بنائے اور ان سے سنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا خوب کام ہو۔امین بجاہ سید المرسلین۔والسلام

محمد احسان دانش رضوی پورنوی

منظوم کلمات تحسین

باکمال وباشرف ہیں حضرت عبدالسلام

باکمال وباشرف ہیں حضرت عبدالسلام آیئے تالیف پر ان کی کریں تھوڑا کلام

عالموں کا تذکرہ ان کے قلم سے ہوگیا پرکشش ہے یوں کہ پڑھتے پڑھتے کھوگیا

ہے مولف عالم حق مفتی دین مبیں پارہی ہے فیض ان سے آج ادری کی زمیں

شاہ نعمت، مرتضیٰ مجذوب کا ہے ذکر بھی خوب روشن جابجا سے ہوگئی ہے فکر بھی

'تذکرہ' کے نام سے تالیف کرکے اک کتاب کردیا محفوظ اپنا کارنامہ لاجواب

آپ پر ہے ناز حضرت! بستی "بیگم گنج" کو دور رکھے مولی تعالیٰ آپ سے ہر رنج کو

کررہے ہیں دیں کی خدمت رات دن جو جاگ کر آئیں گے دینے سلامی دیکھنا سب بھاگ کر

شکر ہے اپنے علاقے میں بھی ایسی ذات ہے رحمت باری تعالیٰ خوب تیری بات ہے

علم کے ایوان میں مسندنشیں رہیے سدا فیض ملتا ہی رہے غوث و رضا مخدوم کا

مصرعِ تاریخ بھی کیا خوب نکلا باوقار ہے مؤلف ''صاحب علم وہنر سیرت نگار''
۱۴۴۳ھ

درس گاہ ناز کے پروردہ ہیں عبدالسلام ان کے علم وفکر کو حیدرؔ کا ہے لاکھوں سلام

حیدر خستہ سخن کیا شان لکھے آپ کی حشر تک نسلیں خدا آباد رکھے آپ کی

نتیجۂ فکر فقیر محمد رمضان حیدر نعیمی قادری فردوسی خانقاہ جونکا شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیا ومسلما

احوال واقعی

نہ ہو مایوس اے اقبال اپنی کشت ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زر خیز ہے ساقی

''تذکرہ علماے راج محل'' آپ کے ہاتھوں میں ہے اس میں ۸۳ علماے راج محل کے احوال وسوانحی خاکے جمع کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب وتالیف کے سلسلے میں مختصراً عرض ہے کہ جب میری دو کتابیں ''دینی وتاریخی معلومات'' اور ''منتخب مسائل نماز واہم دعائیں'' چھپ کر منظر عام پر آئیں تو دل میں خیال آیا کہ وطن مالوف کے لیے کتابی شکل میں کوئی خدمت ہونی چاہیے چناں چہ غور وخوض کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اگر علماے راج محل کی حیات وخدمات کو مختصراً قلم بند کیا جائے تو کم ازکم آئندہ نسل کے لیے ہی سہی ایک تاریخی کام ہوگا پھر میں نے اس کے لیے اپنے چند معتمد علیہ علماے کرام سے مشورہ طلب کیا تو سب نے یہی کہا کہ یہ ایک اچھا قدم ہوگا اس سے کم ازکم علماے موجودین کی تاریخ محفوظ ہوجائے گی بہر کیف میں نے سب سے پہلے اپنی معلومات کے مطابق علماے راج محل سے فون پر رابطہ کیا اور سوانحی خاکہ بنا کر ان سے احوال طلب کیے پھر باضابطہ طور پر بیگم گنج کے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مصباحی، حضرت مولانا شفیق الاسلام صاحب مصباحی اور مولانا فرید صاحب ثقافی کو ذمہ داری دیا کہ آپ لوگ ممکن حد تک ہر عالم دین کی خدمت میں پہنچ کر ان سے احوال حاصل کر کے میرے یہاں بھیجیں ان لوگوں نے اس کے لیے کافی محنتیں بھی کیں مگر بہت کم لوگوں نے

ازخود اپنے احوال دینے میں پیش قدمی کی بلکہ اس دوران کچھ مشکل اور تلخ امور سے بھی گذرنا پڑا، بہرکیف! اس طرح کے تلخ تجربات کا مقابلہ کرتے ہوئے میں نے اپنا کام شروع کر دیا، اور وہ علما جو اپنے احوال تحریراً یا تقریراً دیتے رہے، انہیں قلم بند کرنے لگا۔ الحمدللہ اپنی معلومات میں اکثر علماے کرام نے اپنے احوال بھیجنے کی زحمت گوارہ فرمائی اس طرح اب تک (۱۵ دسمبر ۲۰۲۱ء) جتنے احوال موصول ہوئے ان کو ترتیب دے کر حصہ اول کے طور پر کتابی شکل دینے کی تیاری شروع کر دی ایسا بہت حد تک ممکن ہے کہ کچھ علماے کرام تک احوال طلبی کا پیغام نہ پہنچا ہو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں ویسے توفیق الٰہی اگر شامل حال رہی تو بعد میں موصول ہونے والے احوال کو حصۂ دوم کے طور پر ترتیب دیا جائے گا یاد رہے کہ ناموں کی ترتیب میرے لیے ایک بڑا مسئلہ بن کر سامنے آیا اور اس کے لیے بھی کچھ علماے کرام سے مشورہ کیا تو اکثر کی یہی رائے ہوئی کہ چوں کہ علم وفضل کی وجہ سے کسی کا نام پہلے لانا آج کے پرفتن دور میں اختلاف سے خالی نہیں ہوگا کیوں کہ کوئی عالم دین اگر کسی کے نزدیک علم وفضل میں اعلیٰ ہے تو دوسرے کے نزدیک نہیں! لہٰذا تاریخ پیدائش کے اعتبار سے اگر تقدم وتاخر کا معاملہ رکھا جائے تو ایک حد تک اختلاف کم ہوگا چناں چہ اسی کا لحاظ کرتے ہوئے اسماے گرامی کی ترتیب دی گئی ہے۔

احوال ومواد کی فراہمی۔ تحریری شکل میں معدودے چند علماے کرام ہی نے اپنے احوال بھیجے جن میں سے بعض کو میں نے من وعن قائم رکھا ہے اور بعض میں کچھ حذف واضافہ اور ذاتی تجربات ومشاہدات کو اپنی طرف سے قلم بند کیا ورنہ زیادہ تر علماے کرام کے احوال بطور انٹرویو فون میں رکارڈنگ کر کے ترتیب دینے کے بعد انہیں دوبارہ سنایا بھی گیا ہے کسی گوشے پر اگر صاحب معاملہ کو اعتراض ہوا تو اس میں حذف واضافہ کر کے اس کی تصحیح کر دی گئی اس اعتبار سے میں اس بات میں حق بجانب ہوں کہ جو بھی احوال لکھے گئے ہیں سب کے ذمہ دار خود صاحب معاملہ ہیں نہ

کہ مرتب۔ پھر بھی تذکرہ میں علماے اہل سنت کی خدمت میں عاجزانہ گذارش ہے کہ اگر کسی عالم دین کی شان میں تنقیص کے کلمات آ گئے ہوں یا احوال میں مشاہدات کے خلاف بات آگئی ہو یا کتابت وطباعت میں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اس کے لیے معذرت خواہ ہیں مشیت ایزدی اگر شامل حال رہی تو آئندہ طباعت میں اس کی اصلاح ہو جائے گی اخیر میں میں بہت ہی شکر گذار ہوں پیر طریقت علامہ مولانا رمضان حیدر صاحب فردوسی مدظلہ النورانی کا کہ موصوف نے اس راہ میں حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ تاریخ راج محل کی مناسبت سے ایک مبسوط مقدمہ تحریر فرما کر کتاب کی افادیت کو دوبالا فرما دیا۔ اسی طرح کرم نواز علامہ مولانا منظور احمد رضوی راج محلی مدظلہ العالی کا بڑا احسان مند ہوں کہ آپ نے ”مناظرہ کربلا راج محل“ کی روداد قلم بند فرما کر کتاب کی اہمیت کو مزید مستحکم بنا دیا۔ جو علماے راج محل کے لیے خصوصاً اور عام لوگوں کے لیے عموماً گراں قدر معلوماتی ذخیرہ سے کم نہیں ہے ساتھ ہی لائق شکر ہیں مولانا مظفر الاسلام صاحب مصباحی ادروی، حضرت مولانا قاسم صاحب مصباحی ادروی اور فاضل نوجوان حضرت مولانا شبیر احمد راج محلی کہ ان حضرات نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مشترکہ طور پر احوال پر نظر ثانی و پروف ریڈنگ کر کے اور زبان وبیان کی سلاست کو دیکھ کر اصلاح فرمائی۔ دعا ہے کہ مولا تعالیٰ میری اس خدمت کو قبول فرمائے اور علماے اہل سنت کے صدقے ہمارے خاندان کے مرحومین کی مغفرت فرمائے اور میرے لیے بھی ذریعہ نجات بنے۔ آمین۔

محمد عبدالسلام مصباحی قادری غفرلہ

خادم التدریس مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم، خالص پور، ادری، مئو، یوپی

متوطن۔ بیگم گنج تھانہ رادھا نگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

یکم ربیع النور ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ

علمائے کرام اور احیائے دین

پیغمبر اسلام حضور سرور کائنات علیہ الصلاۃ والسلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد احیائے دین اور بقائے ملت کا کام علمائے اسلام نے انجام دیا تاریخی تناظر میں جب جب مذہب وملت کے خلاف کفر وضلالت واسلام مخالف آندھیاں چلی ہیں تو علمائے کرام کی جماعت نے سینہ سپر ہوکر سب کا مقابلہ کیا اور مذہب وملت پر کسی طرح آنچ آنے سے بچایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم علیہ السلام نے علما کو اپنی نیابت کا شرف عطا فرمایا عالم کے قلم کی روشنائی کو شہید کے خون سے زیادہ مقدس اور باوزن بتایا چناں چہ حضور کا ارشاد پاک ہے کہ روز قیامت علما کے قلم کی سیاہی اور شہید کے خون کو وزن کیا جائے گا تو علمائے کرام کے قلم کی سیاہی زیادہ وزنی ہوگی۔ اسی طرح ایک مقام پر رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور زمین وآسمان کی ساری مخلوق حتی کہ چیونٹیاں بھی اپنی بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں علما کے لیے دعاے رحمت کرتی ہیں۔ مزید ارشاد پاک ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد اعمال کا دروازہ بند ہوجاتا ہے سوائے تین اعمال کے۔ ان تینوں میں ایک چیز علم ہی ہے جس کا فائدہ آدمی کے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے الغرض علمائے کرام کے بے شمار فضائل ومراتب احادیث رسول سے ثابت ہیں اور کیوں نہ ہو علمائے کرام کی جماعت نے ہی جہد مسلسل اور عمل پیہم کے ذریعہ دین کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے اور حفاظت دین کی خاطر اپنی جان ومال سب کچھ قربان کرکے دین ومذہب کے لیے قلعہ کی شکل میں اپنے کو پیش کیا ساتھ ہی دنیا سے بے رغبت ہوکر دینی خدمات انجام دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے دنیا حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرنا چاہا تھا مگر حصول علم کے بعد میرے علم نے مجھے دنیا کو ہی

چھوڑا دیا۔ ایسے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ علمائے کرام کی تعظیم وتوقیر اور عزت واحترام امت مسلمہ کے لیے نہایت ہی ضروری ہے حالاں کہ موجودہ وقت میں علمائے کرام کے ساتھ کچھ لوگ معاندانہ طور طریقہ اپناتے ہوئے ان کی تذلیل پر خوش ہوتے ہیں ایسے موقع کے لیے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت کے لوگ اپنے علما سے بغض رکھنے لگیں تو ان پر چار قسم کے عذاب مسلط کیے جائیں گے۔ (۱) قحط سالی آئے گی دانہ دانہ کے لیے لوگ ترسیں گے (۲) بادشاہ وقت کی جانب سے مظالم ڈھائے جائیں گے (۳) حکام اور افسران خیانت کریں گے (۴) دشمنوں کے مسلسل حملے ہوں گے۔ (المستدرک لحاکم)۔ غور کیا جائے! کیا ان چار عذابوں میں کوئی ایسا ہے جس سے ہم دوچار نہیں ہیں بلکہ چاروں عذاب میں فی الوقت پورے طور پر ہم مبتلا ہیں اور اس سے نجات کی تلاش میں سرگرداں ہیں ایسے میں ضروری ہے کہ علمائے کرام سے عقیدت ومحبت اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے اور ان کے لیے حسن ظن کے ساتھ ساتھ ان کی حیات وخدمات کو اپنے لیے یادگار بنائے اور ان کے نقش قدم کو مشعل راہ تصور کرے۔ اسی کے پیش نظر ناچیز راقم الحروف نے اپنے وطن مالوف اور آبائی علاقہ قصبہ راج محل کے علمائے کرام کی مختصر سوانح حیات کو کتابی شکل میں ترتیب دینے کا عزم بنایا ہے (**وفقنی اللہ ھذا**) اس میں کوئی شک نہیں کہ راج محل (ضلع صاحب گنج) کثیر العلما آبادی کا نام ہے سیکڑوں علمائے کرام کو مولی تعالیٰ نے اس علاقہ میں پیدا فرمایا جو ملک کے مختلف گوشوں میں دین وسنیت کے فرائض منصبی کو انجام دینے میں مصروف ہیں۔ قدرت نے یہاں کی مٹی میں بے پناہ علم فضل، عقل ودانائی، ذہانت وفقاہت ودیعت کی ہے یہی وجہ ہے کہ از ہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں پڑھنے والے راج محلی طلبہ کا ایک روشن نام ہے۔ بہر حال علمائے راج محل کے سوانحی خاکوں اور ان کی دینی سرگرمیوں کو تحریر کرکے کتابی شکل دینے میں اصل مقصد نئی نسل کے لیے ایک یادگار چھوڑنا ہے تاکہ ان کی

حیات مستعار مستقبل میں لوگوں کے لیے مشعل راہ کے طور پر نظر آئے رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس خدمت کو قبول فرما کر مقبول انام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ راج محل

ازقلم۔ حضرت علامہ مولانا ابوالفیضان محمد رمضان حیدر قادری نعیمی فردوسی مدظلہ العالی

سجادہ خانقاہ عالیہ فردوسیہ جونکا شریف راج محل

ترتیب وتلخیص: (مرتب کتاب) حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالسلام مصباحی راج محلی مدظلہ العالی

راج محل کے چند نام

(۱) راج محل (۲) اکبر نگر (۳) آغا محل (۴) دامن کوہ اور ایک مؤرخ نے آگ محل بھی لکھا ہے جو قابل اعتبار نہیں معلوم ہو رہا ہے یاد رہے کہ تمام ناموں کی وجہ تسمیہ بھی کافی دلچسپ ہے اور اپنے دامن میں ایک تاریخ سمیٹے ہوئے ہیں جسے ہم آگے بیان کرنے کی کوشش کریں گے ان شاء اللہ۔

راج محل کی تاریخ

راج محل اس وقت ریاست جھارکھنڈ کے شمال مشرقی علاقے کے ضلع صاحب گنج میں واقع ہے یہ تاریخی شہر پہاڑی سلسلہ کی گود میں گنگا کنارے آباد ہے اسی وجہ سے اس شہر کو ''دامن کوہ'' بھی کہا گیا ہے اور کئی دستاویز میں یہی مذکور ہے۔ راج محل کی پہاڑیاں بہت مشہور ہیں اور کثرت سے قدیم تاریخ میں ان پہاڑیوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے راج محل کی پہاڑیوں کا سلسلہ شمال سے جنوب تک ۲۶ ہزار مربع کلومیٹر کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے جس کی اوسطاً بلندی ۶۶۰ سے ۹۸۰ فٹ تک ہے جو دفاعی نقطۂ نظر سے قدیم زمانے میں کافی اہمیتوں کی حامل ہے۔

یاد رہے کہ جغرافیائی حیثیت سے راج محل بین الاقوامی شہر کولکاتا سے تقریباً ۳۲۶ کلومیٹر جب کہ شہر پٹنہ سے ۳۴۸ کلومیٹر اور پورب گنگا ندی پار بنگال کے شہر مالدہ سے بوٹ یا اسٹیمر کے ذریعہ تقریباً ۴۰ کلومیٹر ورنہ خشکی کے راستے فرکہ ہوکر تقریباً ۷۷ کلومیٹر اور تاریخی مقام گوڑھ (شہر لکھنوتی) سے ۷۱ کلومیٹر دور ہے۔

راج محل بنگال کا حصہ

راج محل صدیوں تک بنگال کا ایک خوبصورت اور اہم حصہ رہا ہے بلکہ اسے دارالحکومت بننے کا بھی شرف حاصل ہے یہ اس دور کی بات ہے جب بہار واڑیسہ کے صوبے بھی بنگال میں شامل تھے ڈاکٹر انعام الحق ایم اے پی ایچ ڈی کی تحقیق کے مطابق سرزمین بنگال کی معلومہ تاریخ تین ہزار سال قبل مسیح پہنچتی ہے رگ وید کے جزو آئیتار یہ ارینا ک میں اس دیش کا ذکر ''ونگا'' کے نام سے ملتا ہے اس عہد سے ساتویں صدی عیسوی تک قدیم بنگال متعدد قبائلی خطوں میں تقسیم رہا ہے مثلاً ونگا، پنڈار، گوڑ، راڑھ، سما، برہما، تمر اسیتی اور سماتت ساتویں صدی عیسوی میں راجا ششنکا نے ان تمام خطوں کو گوڑ (جو راج محل سے تقریباً ۷۰ کلومیٹر دوری ہے اور صدیوں بنگال کا مرکز رہا ہے) کے نام سے ایک وحدت میں منسلک کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس وقت تینوں قبائلی خطے پنڈار، گوڑ اور ونگا بنگال کے مترادف سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ قبائلی خطے ونگا نام کی وحدت میں ہندوؤں کے عہد میں منسلک نہیں ہوئے بلکہ مسلمانوں کے عہد میں ہوئے ہیں ان کو متحد کرنے کا عمل ترکوں کے عہد میں شروع ہوا اور اس کی تکمیل مغل بادشاہ اکبر کے دور میں ہوئی اکبر کے دور میں سارا بنگال ''صوبہ بنگالہ'' کے نام سے موسوم ہوا اس کے وسیع وعریض علاقے میں اس وقت بہار اور اڑیسہ بھی شامل تھے۔ (مسلم بنگالی ادب صفحہ ۴)

ضمناً یہ بات بیان کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا کہ اسی راج محل بنگال کا دورہ حضرت امیر

خسرو نے بھی کیا ہے حافظ شیرازی نے ایک شعر میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا۔

شکر شکن سوز دہمہ طوطیان ہند

زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

بتایا جاتا ہے کہ غیاث الدین تغلق نے جب بنگال کا سفر کیا تو حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ کو بھی ساتھ لے گیا ابھی آپ وہیں تھے کہ اپنے مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر سنی۔ سنتے ہی بھاگم بھاگ دہلی آئے غم کے مارے براحال ہوگیا مال و دولت جو کچھ بھی تھا سب کچھ لٹا دیئے اور اپنے مرشد کی یاد میں خود کو گھلانے لگے یہاں تک کہ چھ ماہ بعد اکتوبر ۱۳۲۵ء میں خود بھی وفات پائی اور اپنے مرشد کے پاس مدفون ہوئے

(شعر العجم ج ۲ صفحہ ۱۰۷ تا صفحہ ۱۲۳)

اس سفر سے پہلے بھی حضرت امیر خسرو کا بنگال سفر ہو چکا تھا گویا امیر خسرو کا آخری سفر بھی بعینہ راج محل کا اگر چہ نہیں تاہم راج محل کے ماتحت بنگال کے خطے کا تھا۔

راج محل مہا بھارت کے زمانے میں

راج محل سنتھا پرگنہ کا حصہ رہا جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے

جناب ماسٹر محمد شمس الھدیٰ کی تحقیق کے مطابق مہا بھارت کے زمانے میں سنتھا پرگنہ'' انگا مہا جن پد'' کا حصہ تھا جس کا راجا'' دریودھن'' نے'' کرن'' کو بنایا تھا بودھ کے قدیم ادب میں اس علاقہ (راج محل سنتھال پرگنہ) کو کجنگالا کہا گیا۔ (تاریخ جمعیت علمائے سنتھال پرگنہ)

راج محل سنتھال پرگنہ کا حصہ

سنتھال پرگنہ دولفظوں کا مجموعہ ہے'' سنتھال'' اور'' پرگنہ''۔ سنتھال اس علاقے میں رہائش

پذیر قبائلی قوم کا نام ہے تیر کمان سے جنگلی جانوروں خاص کر چوہے کا شکار کر کے کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ میں نے کسی ایک مضمون میں پڑھا ہے کہ انگریزی دور حکومت میں سنتھال کو راج محل کی پہاڑیوں کے دامن میں بسایا گیا اور انہیں رہنے سہنے اور کھیتی باڑی کرنے کے لیے زمینیں دی گئی اس وجہ سے راج محل کو دامن کوہ بھی کہا جانے لگا۔ سنتھال پرگنہ کا دوسرا حصہ پرگنہ ہے اور پرگنہ فارسی لفظ ہے جس کا معنی ہے ضلع ۱۸۴۵ سے ۱۸۵۵ء کے درمیان سنتھال کے دولیڈر'' سدھو'' اور'' کالھو مرمو'' نے انگریز کالونیوں کے خلاف بغاوت سے اپنی تحریک کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں بھاگلپور اور بیربھوم سے کاٹ کر سنتھال پرگنہ نامی ضلع بنایا گیا تھا پہلے یہ بنگال کے زیر انتظام تھا جو بعد میں پہاڑ کے ماتحت کر دیا گیا غیر منقسم بہار میں ۱۷ رمئی ۱۹۸۳ء کو سنتھال پرگنہ کو چار اضلاع (۱) گڈا (۲) دمکا (۳) دیوگھر اور (۴) صاحب گنج میں تقسیم کیا گیا پھر دمکا سے جامتاڑا اور صاحب گنج سے پاکوڑ ضلع بنائے گئے۔ اسی طرح کچھ سالوں سے راج محل کے جنوبی حصہ کو الگ کر کے رادھا نگر تھانہ بنا دیا گیا ہے۔

۱۵ رنومبر ۲۰۰۰ء میں بہار سے جھارکھنڈ بننے کے بعد یہ اضلاع جھارکھنڈ کے زیر انتظام آ گئے (تاریخ جمعیت علمائے سنتھال پرگنہ) ملخصا راج محل جو کبھی'' بنگالہ'' کبھی'' مہا بھارت'' تو کبھی سنتھال پرگنہ کا ایک خاص مرکزی مقام رہا ہے حسن و جمال میں بے نظیر رہا ہے۔ مغل شہنشاہوں، شہزادوں اور ان کے جنگجوؤں اور بنگال کے نوابوں کے لیے محبوب اور منظور نظر رہا یہاں پر ان سبھوں نے شاندار محلات، مساجد، بارہ دری، سرنگ، دالان، باغات اور حمامات تعمیر کئے دلکش چشموں اور فواروں سمیت کئی خوبصورت باغات لگوائے اور کئی تاریخی عمارات تعمیر کیے یہ سارے حقائق کے نشانات اور باقیات آج بھی راج محل کے مختلف مقامات پر چشمان تحقیق کے

منتظر ہیں اہل ذوق وشوق کو چاہیے کہ راج محل اور اس کے اطراف میں موجود درج ذیل آثار قدیمہ کو غور سے ملاحظہ کریں اور اس کی اہمیت کو سمجھیں۔(۱) جامع مسجد (۲) جمعہ مسجد (۳) فتاح خاں مسجد (۴) اکبری مسجد (۵) سرسی پہاڑ (۶) پیر پہاڑ منگل ہاٹ (۷) بہادر شاہ کا محل (۸) بارہ دواری (۹) شاہی دالان (سنگھی دالان) (۱۰) نواب میر قاسم کا محل (۱۱) باغ گل (۱۲) مقبرہ بی بی بینا (۱۳) مقبرہ میران (۱۴) ٹکسال (۱۵) مزارات منڈتی موڑ (۱۶) تین پہاڑ (۱۷) راج محل کا پرانا کوٹ (۱۸) پرانا کوٹ کے اندر مقبرے (۱۹) درگاہ ڈانگا کا مزار (۲۰) گنگا ندی (۲۱) مہاراج پور کا جھرنا (۲۲) تیلیا گڈھی کا قلعہ (کرم ٹولہ اسٹیشن) (۲۳) صاحب گنج ہیڈ کواٹر کی گنگا ندی اور اس پر بننے والا تاریخی پل۔

راج محل بحیثیت راجدھانی

مشہور زمانہ تاریخی کتاب ''اکبر نامہ'' میں مرقوم ہے کہ اس کی بنیاد بنگال کے صوبیدار ''مان سنگھ'' نے رکھی تھی اس وقت اس کا نام ''اکبرنگر'' رکھا گیا تھا راج محل کو بنگال کا نیا دارالحکومت بنایا گیا کیوں کہ اس وقت کے بنگال کے دارالحکومت ''گوڑ'' سے کہیں زیادہ محفوظ تھا۔ گوڑ اس وقت بنگا ل کا مرکز تھا اور کئی صدیوں تک اسے راجدھانی ہونے کا شرف حاصل رہا اس کو ''لکھنوتی'' بھی کہتے ہیں اور اس نام سے بھی تاریخ میں کثرت سے ذکر موجود ہے اسی لکھنوتی اور گوڑ کو ''تاریخ فرشتہ'' نے حسن اور خوش حالی کے لحاظ سے مصر سے بھی بہتر لکھا ہے (کالملان پورنیہ) اس وقت ''لکھنوتی'' گوڑ مالدہ ضلع کا حصہ ہے اور مالدہ راج محل سے تقریباً ۳۵۔۴۰ کلومیٹر دور ہے۔حسینی صفحہ ۲۸۲ پر ہے۔ راج محل ''راجہ مان سنگھ'' کے حکم سے آغا محل میں ترتیب دیا گیا اور پھر اس کا نام اکبر بادشاہ کے نام پر اکبرنگر رکھا گیا محمد کاظم بن محمد

امین صفحہ ۲۲۴ کے حوالے سے وکی پیڈیا میں موجود ہے کہ بنگال کے علاقے کا مرکز ''اکبرنگر'' تھوڑی دیر کے لیے ڈھاکہ بن گیا لیکن شاہ جہاں کے دور حکومت کے آخری دو عشروں میں جب بنگال کی گورنری شہزادہ محمد شجاع کو دیا گیا تو اکبرنگر (راج محل) دوبارہ ریاست کا مرکز بن گیا اور خوش حال ہوا اس سے معلوم ہوا کہ راج محل کی مرکزیت ختم ہونے کے بعد پھر اسے دوبارہ دارالحکومت بننے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔کامیاب زندگی (ایک اصلاحی ناول) کے مصنف کفایت اللہ فارس نے لکھا ہے اور (محمد معصوم صفحہ ۴۵ تا ۴۸) وکی پیڈیا میں بھی موجود ہے کہ ۱۶۴۸ء میں شاہ جہاں کے بیٹوں کے درمیان حکومت سے متعلق تنازع کے بعد شہزادہ محمد شجاع نے اکبرنگر راج محل میں بادشاہت کا اعلان کیا اور اس شہر کو اپنا اصل مرکز بنایا اور نگ زیب کی فوج سے شاہ شجاع کی آخری جھڑپ بھی اسی شہر راج محل میں ہوئی۔

راج محل کی کچھ اہم تاریخی باتیں

کفایت اللہ فارس کی کتاب ''کامیاب زندگی'' سے چند اقتباسات راج محل کی تاریخی تناظر میں پیش کیے جاتے ہیں جو غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

(۱) ۱۶۲۲ء میں اس (راج محل) نے بغاوت کا دور بھی دیکھا ہے جو بادشاہ جہانگیر کی ملکہ نورجہاں کے عزائم کا نتیجہ تھا جس کی وجہ سے اس کے سوتیلے بیٹے خرم کی بغاوت کا آغاز ہوا جو بعد میں بردھان سے ہوتا ہوا اکبرنگر یعنی راج محل گیا ان دنوں راج محل کا گورنر ابراہیم خاں فتح گنج میں تھا جسے خرم کے خلاف مقابلہ کرنے کی ذمہ داری دی گئی تھی جنگ کے پہلے دور میں فتح گنج نے گنگا کے شمالی کنارے پر واقع عالم نگر میں فتح حاصل کی لیکن اس کے بعد نور پور کی لڑائی میں خرم کی فوج نے شکست دے دی اس طرح راج محل میں خرم کا قبضہ ہو گیا۔

(۲) ۱۶۳۹ء میں شاہ جہاں کے شہزادے محمد شجاع کو بنگال کا منصب دار بنایا گیا جس نے راج محل کو اپنا دارالحکومت بنایا یہاں اپنے لیے ایک خوبصورت محل تیار کیا اور بہت سی دوسری عمارتیں بنوائیں باغات میں فوارے لگوائے اس دوران اس نے مان سنگھ کے تیار کردہ قلع کی بھی مرمت کی۔

(۳) ۱۶۵۷ء میں شجاع نے دہلی کے تخت کی لڑائی میں خود کو راج محل سے شہنشاہ قرار دیا لیکن وہ اپنے بھائی اورنگ زیب کے ساتھ سیاسی جنگ میں شکست کھا گیا۔

(۴) ۱۶۵۹ء میں شجاع نے راج محل کو چھوڑ دیا اور اس کے بعد دوبارہ یہاں پر کبھی واپس نہ آسکے کہا جاتا ہے کہ ان باہمی لڑائیوں میں گولہ بارود کی وجہ سے شجاع کا یہ محل ملبے میں بدل گیا تھا لیکن اس کی خوبصورتی کے آثار ختم نہیں ہوئے تھے۔ بعض مؤرخین کے مطابق راج محل میں شاہ جہاں کے باغی بیٹے خرم سے جنگ کی وجہ سے پورا علاقہ نذر آتش ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام اس موقع پر بعض لوگوں نے آگ محل رکھ دیا تھا۔

راج محل اور شیر شاہ سوری

شیر شاہ سوری جب بادشاہ بنے تو انہوں نے پورا نظام ہی بدل دیا اتنا مضبوط نظام تشکیل دیا کہ ان کے بعد میں آنے والے مغل بادشاہوں کو بھی ان پر عمل کرنا پڑا اور ان کے بعد انگریز بھی ان کو بدل نہ سکے۔

شیر شاہ سوری کی ''محمود شاہ صوبہ دار بنگال'' سے جنگ ہوئی جب شاہ محمود نے اپنی شکست نزدیک دیکھی تو صلح پر آمادہ ہوا (واضح رہے کہ یہ لڑائی تیلیا گڈھی اور گوڑ میں ایک ساتھ لڑی گئی تھی) محمود شاہ تیلیا گڈھی میں جو بنگال کا اہم دروازہ تھا اپنے اور پرتگالی لشکر کے ساتھ گھات میں بیٹھا تھا لیکن شیر شاہ سوری اس سے دو قدم آگے تھے اپنے بیٹے اور سالار اعلیٰ کو تیلیا گڑھی بھیج دیا کہ وہ محمود شاہ کو الجھائے رکھے اور خود راج محل کے کوہستانی سلسلوں سے پھر جنگلات

سے پھر سبزہ زاروں سے ہوتے ہوئے گوڑ (جو بنگال کی اس وقت کی راجدھانی تھی) پر حملہ آور ہو گئے تھے۔ اس اچانک حملے نے محمود شاہ کے ہوش اڑا دیے تھے آخر کار وہ صلح پر مجبور ہوئے اور شیر شاہ سوری سے ان کی صلح اس شرط پر ہوئی کہ وہ تیرہ لاکھ سکے بطور جرمانہ ادا کرے گا نیز گوڑ سے لے کر سکری گلی (راج محل) تک کا پورا علاقہ شیر شاہ سوری کے تصرف میں دے دے گا اس وقت گوڑ (ضلع مالدہ) سے سکری گلی (راج محل ضلع صاحب گنج) کے طول وعرض کو دیکھا جائے تو اس میں گمانی، بر ہروا، ادھوا، تین پہاڑ، مہاراج پور وغیرہ آسانی سے آجاتا ہے اس لحاظ سے احتمال ہے کہ یہاں کی عوام کو شیر شاہ سوری نے جاگیریں دے کر زراعت میں لگایا ہوگا گمان ہے کہ پورنیہ بہار سے بنگلہ دیش تک گنگا ندی کے کنارے کاشت کاری کرنے والی قوم شیر شاہ سوری کی ہی بسائی ہوئی ہے چونکہ شیر شاہ سوری رعایہ پرور بادشاہ تھے اس لیے ممکن ہے کہ بڑی تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا ہو اور چونکہ ان کے اسلام کی وجہ شیر شاہ ہی تھے لہذا اپنا نام ''شیر شاہ وادی'' رکھ لیا اور اس کا تلفظ بھی مختلف ہے ''شیر شاہ وادی'' شیر شاہ آبادی، شیر شاہ بادی، شیر شاہ بادیہ اور فی زمانا اس کا مختصر بادیہ یا بدیہ ہو کر رہ گیا ہے۔

کامیاب زندگی قسط بست و یکم (۲۱)

پورنیہ کٹیہار اور ان شہروں کے اطراف میں ایک مشہور قبیلہ شیر شاہ وادی کے نام سے آباد ہے اسی طرح راج محل کے اطراف میں بھی بہت سی بستیاں آباد ہیں جہاں کے لوگوں کو بدیہ کہا جاتا ہے جن کی زبان بنگلہ ہے پیشہ کے اعتبار سے سب کاشت کار ہیں۔ ویسے ان دنوں یہاں کے لوگوں نے تجارت کی طرف بھی خاصہ دھیان دیا ہے اور ممبئی کولکاتا دہلی جیسے بین الاقوامی شہروں میں تحصیل علم وفضل اور تجارت وکاروبار کے سلسلے میں آنا جانا کرتے ہیں اور بہت سارے لوگ دوسرے شہروں میں اور خاص کر ضلع مالدہ کے مختلف علاقوں میں جا بسے ہیں۔ آثار وقیاس یہی ہیں کہ یہ ''بدیہ'' لفظ

بھی بادیہ اور بادیہ شیر شاہ سوری کا مخفف ہے۔ اگر ایسا ہے تو بدیہ کہے جانے والوں کی تاریخ شیر شاہ سوری سے ملتی ہے اس سے ان حضرات کی قدیم ترین اقامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

گوڑ (مالدہ) سے راج محل

مغل عہد میں بنگالی ثقافت کا مرکز اور پایۂ تخت گوڑ تھا مغل فتح کے بعد ۱۵۵۷ء میں ایک مہلک وبا پھیل جانے سے سب کچھ تباہ و برباد ہوگیا تحریری شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان دنوں گوڑ کی آبادی تقریباً دس لاکھ بیس ہزار تھی یہ پوری آبادی کورونا کی طرح بلکہ اس سے بھی خطرناک وبا پلیگ کی نذر ہوگئی صرف چند ہی لوگ اپنی جانیں بچا کر دوسرے علاقوں میں چلے گئے جن میں بعض اہل علم اور اولیاء اللہ بھی تھے ان کی اولاد آج بھی چٹگاؤں (بنگلہ دیش) میں ''گوڑیہ'' نام سے مشہور ہیں گوڑ کی تباہی کے بیس سال بعد ۱۵۷۵ء تا ۱۵۹۵ء تک گوڑ مالدہ بنگال کا پایۂ تخت رہا مگر ملک میں بدامنی کے سبب ثقافی مرکز نہ بن سکا۔ افغان کی زوال پذیر طاقت مغل عروج سے برسرپیکار رہی کبھی افغان فتح یاب ہوئے اور کبھی مغلوں کو کامیابی ہوئی غرض کہ امن عامہ برقرار نہ رہا تا آں کے ۷؍نومبر ۱۵۹۵ء کو راجہ مان سنگھ نے بنگال کا پایۂ تخت گوڑ (مالدہ) سے راج محل منتقل کر دیا۔ مسلم بنگالی ادب صفحہ ۱۳۹

نوٹ۔ لکشمن سین کو جب راج ملا تو انہوں نے گوڑ کو لکھنوتی نام سے اپنی راجدھانی بنایا۔ ہمایوں نے مملکت بنگالہ کو شیر شاہ سوری کے تصرف سے نکال کر گوڑ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور گوڑ کا نام جنت آباد رکھا۔

جعفر از بنگال

مرشدآباد (راج محل سے جانب جنوب تقریباً ۹۰ کلومیٹر پر واقع بنگال کا ایک ضلع) کا نواب

سراج الدولہ محتاج تعارف نہیں ہے سراج الدولہ کی وجہ سے بنگال میں شیعہ مذہب متعارف ہوا اور ابھی تھوڑا بہت جو بھی شیعہ ہیں اسی کے یادگار ہیں۔ ہندوستان کی سب سے بڑی امام بارگاہ نظامت امام باڑہ کی تعمیر سراج الدولہ نے کرائی تھی جو اب بھی سیاحوں اور زائرین کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ صاحب زادہ محمد عمر اپنی سراج الدولہ اشاعت اول ۱۹۴۶ء کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ جب علامہ اقبال کے سامنے نواب سراج الدولہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا سراج الدولہ کو ابھی ہندوستان نے نہیں پہچانا نہیں تو مرشدآباد دوسرا اجمیر بن جاتا درحقیقت سراج الدولہ کے آخری سانس کے ساتھ ہندوستان کی آزادی کا چراغ گل ہوگیا کلکتہ سے ۷۵ میل کے فاصلہ پر ۲۳؍جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کی جنگ ہوئی اس جنگ میں نواب کا بڑا قریبی معتمد اور ہم مذہب سالار میر جعفر کی سازشوں اور غداریوں کی وجہ سے نواب کے دوسرے وفادار سالاروں کا قتل ہوا جس کی توقع کسی کو نہیں تھی نتیجے میں جنگ کا فیصلہ انگریزوں کے حق میں ہوگیا حالانکہ تاریخی روایات کے مطابق میر جعفر نے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر نواب سے وفاداری کا حلف لیا تھا۔ میر جعفر کی غداریوں کی وجہ سے پلاسی جنگ میں شکست کے بعد نواب مرشدآباد کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور ایک روایت کے مطابق راج محل کے ادھوانالہ میں گرفتار ہوگئے اور ۲؍جولائی ۱۷۵۷ء کو میر جعفر کے سامنے مرشدآباد لائے گئے پہلے تو نظربند کئے گئے اور پھر انگریزوں اور میر جعفر کے خفیہ معاہدہ کے مطابق میر جعفر کی رہائش گاہ میں قتل کر دیئے گئے اس وجہ سے میر جعفر کے مکان کو بعد میں عوام نے نمک حرام ڈیوڑھی کا نام دیا ہے۔ علامہ اقبال نے میر جعفر کے کردار کو ''جاوید نامہ'' میں یوں بیان کیا۔

جعفر از بنگال وصادق از دکن
ننگ آدم ننگ دیں ننگ وطن

اس کے علاوہ

الاماں از روح جعفر الاماں

الاماں از جعفران ایں زماں

لکھ کر میر جعفر کو غداری کی ضرب المثل بنادیا

راج محل میں اسلام

بنگال میں باضابطہ اسلامی حکومت بختیارالدین خلجی نے قائم کیا ہے انہوں نے یہ حکومت راجا لکشمن سین سے حاصل کی تھی اور راج محل سے بہت ہی قریب شہر لکھنوتی (مالدہ) کو مرکز بنایا تھا مگر تاریخی حقائق اور مستند ترین دستاویزات سے ثابت ہے کہ بختیارالدین خلجی سے بہت پہلے بنگال میں صوفیائے کرام کی آمد ہو چکی تھی بنگال میں ابتدائی تبلیغ واشاعت دین کے حوالے سے جن بزرگوں کے نام ملتے ہیں ان میں سلطان صوفی ماہی سوار متوفی ۴۳۹ھ / ۱۰۴۷ء سلطان محمد رومی متوفی ۴۴۵ھ / ۱۰۵۳ء بابا آدم شہید متوفی ۵۱۹ھ / ۱۱۱۹ء شاہ نعمت اللہ بت شکن اور شاہ جلال الدین تبریزی متوفی ۶۴۲ھ / ۱۲۶۴ء وغیرہ بہت نمایاں نام ہیں۔
(بنگالی مسلم ادب)

بنگال کا پہلا مرکز

اس زمانے میں جب عرب بنگال آئے تو انہوں نے ایک امیر کے تحت کام کیا اس تبلیغی مرکز کے روح رواں وہی بزرگان دین اور صوفیائے کرام تھے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ بعض کتابوں کے مطالعہ سے سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت صوفی سلطان رومی اور بابا آدم شہید بنگال کے اولین صوفیائے کرام میں ہیں ان حضرات کو اسلام کی تبلیغ میں بے پناہ مصائب وآلام کا سامنا کرنا پڑا ہے بلال سین

نامی راجا نے دشمنی کی حد کرتے ہوئے بابا آدم کو شہید کر دیا ہے۔

حضرت جلال الدین تبریزی سے بنگال میں سلسلہ سہروردیہ کی بنیاد پڑی ہے بقول قدوسی اگر تاریخی معلومات کی بنیاد پہ یہ کہا جائے کہ شمالی ہند میں سلسلۂ سہروردیہ کی بنیاد سب سے پہلے حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی سے پڑی ہے اور بنگال میں سب پہلے جلال الدین تبریزی نے فروغ بخشا ہے تو شاید کچھ بے جا نہ ہوگا بلکہ حضرت جلال الدین تبریزی کی عظمت اور بنگال میں ناقابل تردید ان کی خدمات جلیلہ کے لیے مولانا اعجاز قدوسی کا یہ جملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ''حضرت جلال تبریزی کی حیثیت بنگال میں تبلیغ وارشاد کے سلسلے میں وہی ہے جو حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی شمال ہند میں ہے'' مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی کے تحریر کے مطابق سلطان العارفین حضرت جلال الدین تبریزی ۱۲۰۰ء کے آخری دہائی میں بنگال تشریف لائے شمالی بنگال کا علاقہ آپ کی تبلیغ کا مرکز رہا آپ کی اخلاق وروحانی برتری نے لوگوں کو آپ کی طرف مائل کیا آپ کے کشف وکرامات نے غیر مسلموں کو آپ کا گرویدہ بنایا آپ کی شخصیت کی جلوہ سامانیوں نے ہزاروں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا یہ اس دور کی بات ہے جب بنگال میں راجا لکشمن سین کی حکومت ہوا کرتی تھی شیخ نے بنگال کے مختلف مقامات پر قیام فرمایا دین کی خدمات انجام دیں مساجد وخانقاہیں تعمیر کروائیں کفار ومشرکین کو داخل اسلام فرمایا آج بھی دیوتلہ پنڈوہ شریف (راج محل سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر دور) وغیرہ میں آپ کی خدمات دینیہ کی شاہکاریں موجود ہیں حضرت شیخ جلال الدین کے بعد یہاں کی مرکزی اور تاریخی جگہوں اور مقامات گوڑ لکھنوتی، پنڈوہ، سعداللہ پور میں جن بزرگوں کا فیضان عام وتام ہیں ان میں آئینہ ہند حضرت سراج الدین اخی پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ سعداللہ پور (مصنف ہدایۃ النحو) مخدوم العالم گنج نبات شیخ علاؤ الحق پنڈوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ ومرشد مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی

کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) وغیرھم قابل ذکر ہیں۔

شاہ نعمت اللہ قادری فیروز پوری علیہ الرحمہ

حضرت علامہ جلال الدین شاہ نعمت اللہ بن عطاء اللہ قادری کرنولی یا نارنولی (دہلوی) ثم فیروز پوری علیہ الرحمہ کا شمار غیر منقسم بنگال کے عظیم ترین صوفیہ میں ہوتا ہے۔آپ علیہ الرحمہ صوبہ دہلی کے علاقہ کرنول (یا نانورل) میں پیدا ہوئے۔(ماخوذ از: تذکرہ صوفیاے بنگال ص ۴۲۱، تذکرہ گورو پنڈوہ ص ۱۱۵۔) حصول تعلیم کے لیے آپ علیہ الرحمہ نے مختلف شہروں کا سفر فرمایا۔(ماخوذ از: تذکرہ صوفیاے بنگال ص ۴۱۹) آپ نے سلسلہ قادریہ میں خرقہ خلافت واجازت حضرت شیخ شمس الدین ابوالفتح قادری علیہ الرحمہ سے اور سلسلہ چشتیہ میں حضرت شیخ محمد بن حسن چشتی احمد آبادی علیہ الرحمہ سے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ محمد بن جلال نقشبندی گجراتی علیہ الرحمہ سے حاصل کی۔(ماخوذ از: تذکرہ صوفیاے بنگال ص ۴۲۰) آپ چوں کہ ایک عظیم سیاح تھے، سیر وسیاحت کے سلسلے میں ہی شہر راج محل تشریف لائے تھ۔(تذکرہ گورو پنڈوہ ص ۱۱۵۔) آپ کے مریدوں میں راج محل اور بنگال کے گورنر شاہ شجاع بھی تھے، آپ صاحب تصانیف عالم متبحر میں بھی گنے جاتے ہیں تفسیر جلالین کے طرز پر ۱۰۷۰ھ ۱۶۵۹ء میں آپ نے تفسیر قرآن بھی لکھی ہے۔آپ کی وفات ۱۰۷۵ھ ۱۶۶۴ء میں ہوئی اور راج محل سے تقریباً پچاس کلومیٹر دور بنگال کے فیروز پور مالدہ میں مزار پاک ہے۔

راج محل کا عالم گیر شہرت یافتہ سپوت

حضرت ابوالمعالی مرزا عبدالقادر ''بیدل'' دہلوی علیہ الرحمہ

آپ کا مولد کہاں ہے؟ ولادت کا مقام کونسا ہے؟ اس میں اختلاف ہے بعض نے عظیم آباد پٹنہ لکھا ہے تو بعض نے اکبر نگر راج محل کی صراحت کی ہے۔آپ کی پیدائش راج محل میں ہونے پر

بھی متعدد دلائل موجود ہیں۔شاہ محمد شفیع متخلص بہ وارد طہرانی مرأت وارادات میں لکھتے ہیں محل اصلی تولد بیدل (اکبرنگر راج محل) در بنگالہ کہ نزدیک پتنا ہست وازیں کہ پتنہ دارالامارت است مولد مرزا پتنہ اشتہار یافتہ است۔معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوالمعالی مرزا عبدالقادر بیدل کا مولد اصلی تو راج محل ہی ہے مگر پٹنہ دارالامارت ہونے کی وجہ سے مشہور ہوگیا ہے اور پھر اسی شہرت کی وجہ سے پٹنہ یا عظیم آبادی لکھنے اور کہنے کا سلسلہ چل پڑا ہے۔

دوسری دلیل۔تذکرۂ شعراء مؤلفہ عبدالغنی خاں غنی میں ہے مرزا عبدالقادر بیدل کہ در اکبرنگر (حالاً واقع در بنگالہ) درسال ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۴ء دنیا آمد اسی کتاب کے حاشیے میں ہے اکبرنگر (راج محل) تقریباً صد کلومیٹر از بھاگلپور قرار دارد۔ یعنی راج محل بھاگلپور سے تقریباً سو کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔

تیسری دلیل۔مرأۃ الخیال تالیف شیر علی خاں لودھی میں ہے ''محل اصلی تولد بیدل اکبرنگر (راج محل) است اسی طرح اور بھی کئی ایک کتابوں میں آپ کے راج محل میں پیدا ہونے کی صراحت موجود ہے طوالت کی وجہ سے اتنے پر بس کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے البتہ آپ کے عظیم آباد یا دہلوی ہونے کا ذکر جو کتابوں میں ملتا ہے اس میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ کی پیدائش راج محل میں ہوئی اور یہیں پر آپ نے تعلیم وتربیت حاصل کی پھر دارالامارت پٹنہ عظیم آباد منتقل ہوئے پھر وہاں سے متعدد شہروں میں قیام کرتے ہوئے آخری مسکن دہلی کو بنایا جس کی وجہ سے آپ کو کہیں عظیم آبادی تو کہیں دہلوی کہا گیا۔بہرکیف آپ اپنے وقت کے بہت بڑے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم صوفی بزرگ بھی مانے جاتے ہیں۔آپ چھ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے اور انتہائی کم عمری یعنی دس سال کی

عمر سے شعر گوئی کرنے لگے اور عالمی شہرت یافتہ شاعر کی حیثیت سے عوام وخواص میں مقبول ہوئے۔شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال انہیں مرشد کہہ کر یاد کرتے تھے اسی طرح غالب نے انہیں کے اسلوب کو اردو میں اختیار کیا۔آپ کے معتقدوں میں اورنگ زیب جیسے جلیل القدر بادشاہ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد گرامی شاہ قاضی عبدالرحیم جیسے باکمال عالم دین بھی تھے بڑے بڑے صاحبان جبہ ودستار اور ماہرین علم وفن ان کے آستانہ پر جبہ سائی کو باعث شرف وسرفرازی سمجھتے تھے آپ کی تصنیفات میں (۱) محیط اعظم (۲) طلسم حیرت (۳) طور معرفت (۴) عرفان (۵) چہار عنصر (۶) نکات (۷) رقعات (۸) غزلیات (۹) رباعیات (۱۰) تنبیہہ المہوسین (۱۱) مثنوی بیانیہ (۱۲) قصائد (۳) گل زرد قابل ذکر ہیں۔آپ نے غیر منقسم ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اقامت پذیر رہنے کے بعد اخیر عمر میں دہلی کو آخری ٹھکانہ بنایا چنانچہ جب مع اہل وعیال دہلی تشریف لائے تو نواب شکر اللہ خاں خاکسار بہت خوش ہوئے اور دہلی دروازے کے باہر نہایت عمدہ مکان خرید کر نذر کی اور دو روپیہ یومیہ ضروریات کے لیے مقرر کر دیا یاد رہے کہ اس زمانے میں ماہر کاریگر کی آمدنی پانچ آنے روز ہوا کرتی تھی اس اعتبار سے دو روپیہ کی قیمت اس وقت بہت زیادہ تھی۔آپ نے اپنی زندگی کے آخری ۳۶ چھتیس سال مسلسل دہلی میں گذارے اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے پوری دنیا کو متاثر کیے بغیر نہیں رہے۔بالآخر ۴؍صفر المظفر ۱۱۳۳ھ مطابق ۵؍دسمبر ۱۷۲۰ء کو دہلی میں وصال پرملال ہوا آپ کی وصیت کے مطابق جس مکان میں رہتے تھے وہیں تدفین عمل میں آئی آج بھی افغانستان تاجکستان میں بیدل کے یوم وصال پر عرس بیدل کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔اہل راج محل کو بالخصوص اور اہل وطن کو بالعموم بیدلیات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے افکار عالیہ اور انوار صوفیا عام سے عام تر ہو سکے۔

مدارس دینیہ اور راج محل

مورخین کی رائے کے مطابق ہندوستان میں مدارس دینیہ کا قیام محمود غزنوی اور ان کے امراء کے توسط سے داخل ہوا پھر تدریجاً سارے ملک میں پھیل گیا بتایا جاتا ہے کہ چودھویں صدی عیسوی میں صرف دہلی شہر کے اندر ایک ہزار سے زائد مدرسے تھے اور انگریزوں کی مداخلت سے پہلے غیر منقسم بنگال میں تقریباً اسی ہزار مدرسے قائم تھے ہر چار سو افراد کے لیے ایک مدرسہ۔
جب مدرسہ کے حوالے سے بنگال کا ماضی اتنا تابناک تھا تو پھر راج محل تو بنگال کی راجدھانی اور مغلوں ونوابوں کی پسندیدہ جگہ تھی یہاں پر مدرسے نہ ہوں یہ کیسے ہوگا؟ مگر قدیم مدارس کے تاریخی شواہد ودستاویز مجھ فقیر (رمضان حیدر فردوسی) کو ابھی تک نہ مل سکے جستجو جاری ہے اس سلسلے میں کسی کی بھی معاونت کا استقبال ہے۔تاریخ راج محل، آثار راج محل، علمائے راج محل، صوفیائے راج محل اور مدارس راج محل جیسے اہم عنوانات پر ابھی تک کوئی مستقل کتاب نہیں ہے علاقہ راج محل کے صاحبان علم وفراست اور قلم وقرطاس کی حد درجہ بے توجہی بہت ہی افسوس وملال کا باعث ہے ویسے الحمدللہ علاقہ راج محل سے فی الوقت اہل علم وفضل کی کوئی کمی نہیں ہے ہندوستان کی معیاری اور مرکزی درسگاہوں سے راج محلی فارغین کی ایک لمبی فہرست موجود ہے اور ملک کے مختلف گوشوں میں خدمات دینیہ انجام دینے میں مصروف ہیں۔ہم ذیل میں ان سنی اداروں کی ایک فہرست پیش کر رہے ہیں جہاں بیرونی طلبہ علم دین حاصل کر رہے ہیں۔مدارس راج محل کی فہرست مولانا وسیم جعفر نے بھیجی ہے ممکن ہے کہ کچھ نام رہ بھی گئے ہوں جس کا علم مولانا موصوف کو نہ ہو اس کے لیے معذرت خواہ ہوں گے۔

(۱) دارالعلوم غوثیہ نظامیہ منظر اسلام کربلا نرائن پور راج محل

(۲) مدرسہ احمد یہ نصیریہ تین پہاڑ (مکتب) راج محل

(۳) دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا عیدگاہ راج محل

(۴) دارالعلوم محبوب یزدانی پھول بڑیا راج محل

(۵) جامعہ نظامیہ زینت العلوم حسن ٹولہ راج محل

(۶) المدرستہ الفردوسیہ للعلوم الاسلامیہ (ادارہ خانقاہ فردوسیہ) جونکا شریف تین پہاڑ راج محل

(۷) مدرسہ اشرفیہ دیانت العلوم بیربنا جام نگر

(۸) مدرسہ بحرالعلوم سید فضل کریم امانت گھاٹ پیار پور

(۹) مدرسہ جامعہ صدامیہ کلیمیہ پیار پور

(۱۰) دارالعلوم حنفیہ نوریہ قاسم البرکات حاجی بادل ٹولہ راج محل

(۱۱) مدرسہ عبدالمسلمین فیلوٹولہ راج محل

(۱۲) مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج رادھانگر

(۱۳) مدرسہ حنفیہ اہل سنت (دیاڑ ٹولہ والے کے ماتحت) بیگم گنج

(۱۴) مدرسہ پیر بابا بہاء الدین قادری درگاہ ڈنگا رادھانگر

(۱۵) مدرسہ فیضان رسول پران پور رادھانگر

(۱۶) مدرسہ تاج الشریعہ فیضان اعلیٰ حضرت مان سنگھا

(۱۷) مدرسہ اشرفیہ معین الاسلام مان سنگھا

(۱۸) مدرسہ گلشن ازہری گوہل باڑی پھدکی پور

(۱۹) مدرسہ نظامیہ واعظ العلوم انگلش پھدکی پور

(۲۰) مدرسہ تنظیم الغرباء ناس گھاٹ دکھن پیار پور

(۲۱) مدرسہ فردوسیہ امام احمد رضا انجمن نگر صاحب گنج

نوٹ۔ مندرجہ بالا مدرسے تمام کے تمام غیر سرکاری ہیں ان کی تاریخ بہت پرانی نہیں ہے یہ مدارس راج محل ومضافات راج محل کے ہیں پورے ضلع صاحب گنج کے مدارس کے نام نہیں لکھے گئے ہیں اگر ضلعی پیمانے پر مدرسوں کا احاطہ کیا جائے تو زیادہ ہوں گے۔

راج محل کے چند باا ثر علما جن کی جاے پیدائش راج محل نہیں ہے

کئی ایسے جلیل القدر اور عمر رسیدہ علمائے راج محل اب بھی ایسے ہیں جو باعتبار ولادت راج محل کے نہیں ہیں جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ ''مرتب تذکرۂ راج محل'' نے شاید ان کے احوال وحیات کو کتاب میں شامل نہیں کیا ہے مگر فراغت کے بعد ان کی زندگی کا اکثر حصہ راج محل میں خدمات دین وسنت کے لیے وقف ہے جیسے حضرت علامہ احسان الحق صاحب دانش رضوی کٹیہاری صدرالمدرسین مدرسہ منظر اسلام کربلا راج محل جو سینکڑوں نوجوان علمائے راج محل کے استاذ ہیں اور دوسرے حضرت مولانا قاری بدرجمال صاحب عزیزی مصباحی نعیمی خان پوری جامع مسجد تین پہاڑ کے خطیب وامام ہیں جن کی بدولت تین پہاڑ جونکا شریف ومضافات میں اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بے حد کام ہوئے اور ہوتے ہی چلے جارہے ہیں۔اسی طرح حضرت علامہ مولانا سراج الدین صاحب اشرفی علیہ الرحمہ موہبی بہار جن کی پوری زندگی راج محل میں گزری جن کی محنت سے راج محل میں کثیر علما پیدا ہوئے۔دعا ہے کہ ان کا فیض اور اکابر علمائے اہل سنت کا سایہ اہل راج محل پر تادیر قائم رہے۔

راج محل اور وہابیت کا آغاز

راج محل برسوں تک بنگال کا پایۂ تخت رہا ہے اور یہاں سے تقریباً تیس چالیس کلومیٹر دوری پر مالدہ بنگال کے دو عظیم بزرگ آئینہ ہند سرکار سراج الدین اخی پاک علیہ الرحمہ اور مخدوم العالم گنج نبات سرکار علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے آستانے ہیں ان بزرگوں کے فیوض وبرکات سے علاقہ راج محل بھی مالامال ہے اور الحمدللہ نوے فیصد لوگ مسلک حق اہل سنت وجماعت کے ماننے والے ہیں لیکن سوٗ اتفاق ہی کہا جائے گا کہ علاقہ راج محل سے متصل گمانی نامی علاقہ مجموعی طور پر وہابیوں کے قبضے میں چلا گیا۔ایک وہابی سلفی قلم کار کفایت اللہ فارسی کی تحریر کے مطابق عظیم آباد (پٹنہ) کے خلیفہ مولانا ولایت علی نے شمالی ہندوستان کے لیے عبد الرحمن ملیح آبادی (لکھنوی) کو سن ۱۸۴۰ء میں امیر بنا کر مالدہ کی طرف روانہ کیا (اس وقت گمانی مالدہ ضلع کا حصہ تھا) اور وہابیت کو فروغ دینے کی ذمہ داری دی گئی فارس صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا عبدالرحمن لکھنوی ثم دلال پوری نے ہی مدرسہ شمس الھدی السّلفیہ کی بنیاد رکھی تھی ۱۸۷۶ء سے ۱۹۴۰ء تک ان ہی کے گھر میں طلبہ واساتذہ کا کھانا بنتا تھا اس مدت میں ایک حد تک وہابیت کی جال میں اس علاقے کے لوگ پھنس چکے تھے اور وہابی علماء بھی پیدا ہو چکے تھے۔ وہابی مولویوں میں مولانا عبدالمنان دلال پوری ،مولانا عبدالحنان دلال پوری اور مولانا شمس الھدیٰ عبداللہ پوری کے نام اولین علمائے سلفیہ ووہابیہ میں سرفہرست ہیں۔یہ تھی فارس سلفی صاحب کی تحریر کا خلاصہ۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ عبدالرحمن ملیح آبادی کی آمد سے پہلے علاقہ راج محل بشمول گمانی میں وہابیت کا دور دور تک کوئی سراغ نہ تھا اور نہ ہی اس کی کوئی تاریخ ملتی ہے بلکہ ہر طرف سنیت ہی سنیت اور صوفیت ہی صوفیت تھی پورے علاقے

میں حقیقی اسلام اور اس کے عقائد ونظریات کے حامل مسلمان پائے جاتے تھے آج بھی الحمدللہ راج محل اور اس کے اطراف میں غالب اکثریت اہل سنت وجماعت کی ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ علاقۂ راج محل میں علمائے اہل سنت کی کثرت اور ان کی زریں خدمات دینیہ کا پایا جانا ہے یہاں کے علماء کی تابناک خدمات جلیلہ سے ملک عزیز کا مختلف خطہ وگوشہ چمک دمک رہا ہے مگر ان کی حیات وخدمات کو محفوظ کرنے کا ابھی تک کسی کو خیال نہ آیا۔اللہ بھلا کرے جواں سال عالم متبحر اور مفتی برحق حضرت **مفتی عبدالسلام رضوی** مصباحی دام ظلہ کا جنھوں نے کئی کامیاب تصنیفات کے بعد ''تذکرۂ علمائے راج محل'' کی ترتیب کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور اس حصے میں ۸۳ علما کے سوانح جمع کر چکے ہیں۔مفتی صاحب! ایک اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک با اخلاق عالم دین ہیں وطناً راج محلی ہیں لیکن فی الحال خالص پور، ادری ضلع مئو (مبارک پور اعظم گڈھ کے ایریا) میں ایک سرکاری مدرسہ میں ملازمت کرتے ہیں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا فریضہ انجام دیکر صرف خدمات دینیہ ہی نہیں بلکہ راج محل کا نام بھی روشن کرتے ہیں آپ کی عالمانہ فاضلانہ سیرت وافکار سے کم از کم مجھ فقیر فردوسی کو بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں مولیٰ تعالیٰ سلامت با کرامت رکھے اور قبلہ مفتی صاحب کی خدمات کو قبول فرما کر اپنی شایان شان جزا و بدلہ عطا فرمائے آمین ثم آمین

فقیر محمد رمضان حیدر فردوسی

خانقاہ فردوسیہ جونکا شریف وایہ تین پہاڑ تحصیل راج محل

مناظرہ کربلا سرزمین راج محل میں اہل سنت و جماعت کے لیے فتح مبین کی حیثیت سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے اس لیے اسے کتاب کا الگ سے ایک باب بنایا گیا۔

مناظرہ کربلا راج محل

ازقلم۔ پیکر خلوص ومحبت حضرت علامہ مولانا مفتی منظور احمد صاحب رضوی مصباحی راج محلی

مفتی وقاضی شہر شہر بلگام کرناٹک۔

راج محل زمانہ قدیم سے سنی حنفی مسلمانوں کا مسکن رہا، اکابر علمائے اسلام اور اولیائے کرام نے اسے مرکز بنا کر اس کے اطراف واکناف میں اسلام وسنیت کی تبلیغ فرمائی اور اس علاقہ کو خوش عقیدہ مسلمانوں کے وطن ہونے کا شرف بخشا، مگر انگریزوں کے دور اقتدار میں یہ علاقہ بھی دیگر علاقوں کی طرح کسی حد تک وہابی تحریک سے متاثر ہوا تاہم سنیت وحنفیت کا ہمیشہ غلبہ رہا، ۱۹۷۵ء کے زمانہ میں پھر اس علاقہ کو وہابی تحریک نے اپنا نشانہ بنایا اور کچھ دیوبندی وہابی مولوی گاؤں گاؤں اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے خلاف زہرافشانی کرتے ہوئے مناظرہ کا چیلنج کرنے لگے ان میں دیوبندی مولوی اختر حسین بھاگل پوری سرفہرست تھا، جس کے نتیجے میں علاقہ میں اضطراب وبے چینی پھیل گئی تلمیذ صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج کلیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ومجاہد راج محل حضرت مولانا ایوب حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ودیگر احباب اہل سنت نے اس تحریک کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے دیوبندی مولوی کے چیلنج مناظرہ کو قبول کرلیا اور مورخہ ۱۱/ ۱۲/ جون ۱۹۷۵ء بروز بدھ، جمعرات کو کربلا کے عیدگاہ میدان میں اہل سنت و جماعت اور دیوبندی وہابی علماء کے درمیان مناظرہ طے ہوا۔

حضرت مولانا احسان دانش رضوی کی روایت کے مطابق حضرت مولانا ایوب حسین صاحب قبلہ نے علاقہ کے چند ذمہ داران اہل سنت خصوصاً محترم مہاجن سراج الدین انصاری، کالو مہاجن اور جمشید پیکار وغیرہ کو اس مناظرہ کے کارروائی کی مکمل ذمہ داری سونپی اور حضرت مولانا ایوب حسین صاحب قبلہ کی قیادت میں اہل سنت و جماعت کا ایک وفد اپنے دور کے عظیم الشان تعلیمی مرکز دارالعلوم فیضیہ نظامیہ ایشی پور باراہاٹ بھاگل پور پہونچا، اس زمانہ میں امام علم وفن رئیس الاذکیا وارث علوم امام احمد رضا علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی نورہ اللہ مرقدہ اس عظیم درسگاہ کے مسند تدریس سجا کر زمانہ کے سقراط وبقراط اور رازی وغزالی کو اپنے چشمہ علم وحکمت سے سیراب فرمارہے تھے۔ اس نورانی قافلہ نے راج محل کی مکمل روئیداد حضرت امام علم وفن کی بارگاہ میں بیان کی اور انہیں مناظرہ کی وکالت سونپ دی اور اپنی فرمائش رکھی کہ اس مناظرہ کیلئے بطور سنی مناظر سلطان المناظرین علامہ مفتی محمد حسین سنبھلی صاحب قبلہ اور رئیس القلم مناظر اہلسنت علامہ ارشد القادری فاتح جمشید پور کو مدعو کیا جائے۔

مناظر اہل سنت فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی پورنوی دامت برکاتہم القدسیہ نے راقم الحروف سے فرمایا کہ ”میں ۱۹۷۳ء میں باراہاٹ سے اپنے علاقہ کے دارالعلوم محی الاسلام بجرڈیہہ بائسی ضلع پورنیہ میں درس وتدریس پر مامور تھا کہ ایک روز استاذ گرامی حضرت خواجہ صاحب کی بارگاہ سے ایک طالب علم آپ کا ایک دستی خط لیکر میرے پاس آیا، اس خط میں حضرت خواجہ صاحب نے لکھا تھا ”راج محل کے جنگل میں جنگلی سور آرہا ہے تم اپنے ہتھیار کے ساتھ آجاؤ“ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جناب صدیق بابو ناظم مدرسہ فیضیہ نظامیہ نے بندوق کے لائسنس کی درخواست دی تھی شاید مل گئی ہو اس لیے حضرت خواجہ صاحب شکار کی

بات کرتے ہیں اوران دنوں بہار مدرسہ بورڈ کے امتحانات سر پر تھے تو میں نے شکار پر جانے
سے معذرت کرلی، پھر حضرت خواجہ صاحب نے میری معذرت کے بعد دوبارہ ایک طالب علم
کومناظرہ کی تفصیلات لکھ کر میرے پاس بھیجا اور حکم فرمایا کہ آپ مناظرہ سے ایک روز قبل ہی
ایشی پور باراہاٹ پہونچ جائیں۔ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں ایک روز قبل ہی حاضر خدمت
ہوا اور پھر وہاں سے حضرت خواجہ صاحب کی سربراہی میں پانچ نفوس پر مشتمل علماء کی ہماری
ایک ٹیم ایشی پور سے راج محل کے لیے روانہ ہوگئی جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ امام علم وفن معلم الفقہاء حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی نورہ اللہ مرقدہ شیخ المعقولات دارالعلوم فیضیہ نظامیہ ایشی پور۔

۲۔ مناظر اہل سنت فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن رضوی پورنوی دامت برکاتہم القدسیہ صدرالمدرسین دارالعلوم محی الاسلام بجرڈیہہ بائسی پورنیہ۔

۳۔ مفکر اسلام خطیب ایشیاء ویورپ علامہ مفتی ایوب مظہر رضوی پورنوی نورہ اللہ مرقدہ اور درس نظامی کے منتہی درجہ کے دو طالب علم۔

۴۔ جامع معقول ومنقول علامہ حکیم مفتی ناظر اشرف رضوی پورنوی ثم ناگپوری صاحب قبلہ مدظلہ۔

۵۔ علامہ مفتی محمد عارف رضوی پورنوی صاحب قبلہ برادر اصغر مفتی ایوب مظہر صاحب قبلہ۔

ہم پیر پینتی سے بذریعہ ریل تین پہاڑ پہونچے اور وہاں ریل سے اتر کر راج محل کے لئے
دوسری ٹرین پر بیٹھ کر ہم ٹرین کے چلنے کا انتظار کر رہے تھے حضرت خواجہ صاحب کے علاوہ ہم
چاروں پلیٹ فارم پر ٹہل نے لگے پھر خواجہ صاحب کے حکم سے میں آکر ٹرین میں بیٹھ
گیا مگر مفتی ناظر اشرف اور مفتی عارف صاحبان ٹہل ہی رہے تھے کہ اسی ٹرین میں

موجود مولوی اختر حسین بھاگل پوری دیوبندی کا سامنا ہوگیا مفتی ناظر اشرف صاحب نے
اپنا نام مناظر بتایا اس نے کہا کیا تم مناظرہ کروگے تو انہوں نے میری (حضرت مفتی مطیع
الرحمن صاحب قبلہ کی) طرف اشارہ کیا تو اس پر دیوبندی مناظر مولوی اختر حسین بھاگل پوری
دیوبندی اور دیگر دیوبندی مولویان قہقہ لگا کر ہنسنے لگے چونکہ میری عمر کم تھی اور ابھی داڑھی
کے چند بال آئے تھے” کہا کہ چند بال ہیں وہ بھی میدان مناظرہ میں نوچ ڈالیں گے“۔

یہ قافلہ ۱۰؍جون ۱۹۷۵ء بروز منگل راج محل ریلوے اسٹیشن اتر کر بذریعہ یکہ ٹم ٹم
کربلا پہونچا، لوگوں نے چونکہ مناظرہ کے لیے سلطان المناظرین علامہ مفتی محمد حسین سنبھلی
صاحب قبلہ اور رئیس القلم مناظر اہل سنت علامہ ارشد القادری فاتح جمشید پور کی فرمائش کی تھی
اور خواجہ صاحب نے متذکرہ بالا بزرگوں کو خط بھی لکھا تھا مگر بروقت جواب نہ آنے کی صورت
میں خواجہ صاحب اپنے مایہ ناز تلامذہ کی معیت میں مناظرہ کے لیے نکل پڑے تھے، حضرت
مولانا ایوب حسین صاحب نے حضرت خواجہ صاحب سے مناظر کے تعلق سے پوچھا تو آپ نے
میری (حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ کی) طرف اشارہ کیا، بس کیا تھا مجمع بر سکتہ طاری
ہوگیا اور لوگ ہکا بکا رہ گئے، حضرت مولانا ایوب حسین صاحب مرحوم دھاڑیں مار مار کر رونے
لگے اور اسی اضطرابی کیفیت میں وہ خواجہ صاحب کو بہت کچھ کہہ گئے مگر حضرت خواجہ صاحب نے
صبر وتحمل کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میاں مولانا صاحب سنیت کا درد صرف آپ ہی کے دل میں ہے
یا میرے دل میں بھی ہے اس پر مولانا ایوب حسین صاحب کچھ ٹھنڈے ہوئے“۔

راقم الحروف سے محترم جناب منشی نورالاسلام مکھیا نے فرمایا جوان دنوں غالباً مدرسہ غوثیہ کربلا کے
صدر یا سکریٹری کے عہدے پر تھے کہ ”میں نے حضرت خواجہ صاحب سے کہا کہ حضرت یہ بچہ

مولوی اختر حسین دیوبندی سے کیا مناظرہ کرے گا یہ تو سنیت کی نیا ڈبودے گا''۔
حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ''چچا مجھ پر یقین کیجئے یہ بچہ، بچہ نہیں سنیت کا شیر ہے
کربلا میں سنیت کا جھنڈا گاڑ کر جائے گا''۔

صدر مناظرہ کمیٹی: راج محل کے بزرگ عالم دین تلمیذ حضور صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج
کلیم الدین نعیمی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا انتخاب ہوا۔

حضرت خواجہ صاحب نے اپنی سرپرستی میں مناظر اہل سنت فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن
رضوی پورنوی دامت برکاتہم القدسیہ کو مناظر اور مفکر اسلام استاذ العلما علامہ مفتی ایوب
مظہر رضوی پورنوی نورہ اللہ مرقدہ کو صدر مناظر پیش فرمایا، واضح رہے کہ یہی مناظرۂ راج محل
حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی صاحب کی زندگی کا باضابطہ پہلا مناظرہ تھا۔

دیوبندیوں کی طرف سے بحیثیت مناظر مولوی اختر حسین بھاگل پوری، اور صدر مناظر مولوی
نوشاد عالم بالوگاؤں کا انتخاب ہوا۔

مناظرہ کا موضوع تھا ''مختلف فیہ بنیادی عقائد''

اور اہل سنت کا دعویٰ تھا کہ علمائے دیوبند اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں
توہین وگستاخی کی بنیاد پر کافر و مرتد اور دین اسلام سے خارج ہیں۔

مقام مناظرہ: صحن مدرسہ غوثیہ نظامیہ کربلا عیدگاہ میدان، پوسٹ نرائن پور راج محل ضلع
دمکا سنتھال پرگنہ بہار (موجودہ ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ)۔

طے شدہ موضوع اور شرائط کے مطابق بروز بدھ مورخہ ۱۱؍جون ۱۹۷۵ء بعد نماز مغرب
مناظرہ کا آغاز ہوا اور سب سے پہلے اہل سنت کے صدر مناظر علامہ مفتی ایوب مظہر صاحب

قبلہ نے دیوبندی مناظر سے مخاطب ہو کر فرمایا متانت و سنجیدگی کے ساتھ سنی مناظر کی طرف
سے عائد کردہ جرائم کی صفائی پیش کی جائے خواہ مخواہ غلط مبحث اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی
کوشش نہ کی جائے اور نہ ہی موضوع گفتگو سے فرار اختیار کیا جائے۔

اس کے بعد دیوبندی صدر مناظر نے کہا محبت رسول ﷺ ہر مومن کے ایمان کا جز ہے
مگر اس میں اتنا غلو نہیں ہونا چاہئے کہ رسالت کو توحید کا مساوی قرار دے دیا جائے۔

پہلی تقریر: مناظر اہل سنت فقیہ النفس علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی پورنوی دامت برکاتہم
القدسیہ نے علمائے بریلی کے وکیل کی حیثیت سے اپنا دعویٰ پیش کیا اور فرمایا کہ اللہ و رسول کی
شان اقدس میں توہین و گستاخی کی بنیاد پر مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی،
مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور جوان
کی گستاخی پر مطلع ہو کر بھی انہیں اپنا امام و پیشوا اور مسلمان سمجھے وہ بھی کافر اور خارج از اسلام
ہے اور اپنے دعویٰ کی تائید میں بطور دلیل مناظر اہل سنت نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب
سے متعلق حفظ الایمان کی عبارت ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم
کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے
یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا غیب تو زید
و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے''۔ حفظ الایمان ص؍۸
مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ناشر کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند۔

مزید آپ نے حفظ الایمان کی توضیح و تشریح میں لکھی گئی کتابیں، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کی
شہاب ثاقب اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی کی توضیح البیان کی عبارتوں کو پیش کر کے ان کے

درمیان تعارض وتضاد کو پیش کیا کہ اگر مولوی حسین احمد کا بیان کردہ مطلب درست مان لیا جائے تو مولوی اشرف علی تھانوی مولوی مرتضی حسن دربھنگوی کے فتوی سے کافر قرار پائیں گے اور اگر مولوی مرتضی حسن کا بیان کردہ مطلب درست مان لیا جائے تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے فتوی سے کافر ٹھہریں گے آخر میں آپ نے دیوبندی مناظر مولوی اختر بھاگل پوری سے سوال کیا کہ بتایئے ایمان کو غارت کرنیوالی اس عبارت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

دوسری تقریر: دیوبندی مناظر مولوی اختر حسین بھاگل پوری نے اپنی جوابی تقریر کی ابتدا ہی میں اصل موضوع سے ہٹ کر خلط مبحث کرتے ہوئے ندائے یارسول اللہ، استعانت بالغیر اور مسئلہ حاضر وناظر جیسے فروعی مسائل کا دروازہ کھول دیا اور سنی مناظر اور عوام اہل سنت کو مغالطہ میں ڈالتے ہوئے کہا کہ مفتی مطیع الرحمن صاحب! ہم مولانا اشرف علی تھانوی کو کوئی نبی یا رسول نہیں مانتے کہ ان سے غلطی ممکن نہ ہو وہ بھی ایک انسان تھے ان سے غلطی ہوسکتی ہے جیسا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے غلطیاں کی ہیں، لہٰذا اس کی وجہ سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور ہمارے لیے مولانا اشرف علی تھانوی کو ماننا ضروری نہیں ہے ممکن ہے حفظ الایمان میں غلطی ہو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ حد کفر تک پہونچتی ہو غلطیاں دونوں طرف سے ہوئی ہیں لہٰذا انہیں چھوڑئے یہ کہہ کر دیوبندی مناظر نے اپنی تقریر ختم کردی۔ دیوبندی مناظر کا یہ بہت بڑا مغالطہ تھا کیوں کہ اس سے پہلے مالدہ بنگال کے مناظرہ میں جس میں مناظر اہل سنت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری اور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی شریک تھے اسی مولوی نے سنی مناظر کو مغالطہ دینے کی کوشش کی تھی۔

تیسری تقریر: مناظر اہل سنت نے دیوبندی مولوی کے عائد کردہ سوالات کے جوابات قرآن

وحدیث کی روشنی میں دیئے اور فرمایا کہ ہمارے فریق مخالف دیوبندی مناظر مولوی اختر حسین بھاگل پوری کو اعتراف ہے کہ غلطی مولانا اشرف علی تھانوی نے کی ہے اور ان کے بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بھی کی ہے مولانا اختر حسین صاحب واضح ہو کہ مولانا اشرف علی تھانوی کی غلطی کا تعلق ایمان اور کفر سے ہے کیوں کہ انہوں نے حفظ الایمان میں نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں کھلی توہین وگستاخی کی ہے جس کی بنیاد پر وہ دین وایمان اور اسلام سے خارج اور کافر ومرتد ہے اور جو ان کے عقیدہ پر مطلع ہونے کے بعد انہیں مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے جب کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ اور ہمارے فریق مخالف مناظر دیوبند نے مولانا تھانوی کی غلطی کا کھلے لفظوں اعتراف بھی کرلیا ہے جس غلطی کا تعلق ایمان وکفر سے ہے اور آج تک مولانا اختر حسین بھاگل پوری مولانا اشرف علی تھانوی کو مسلمان اور اپنا پیشوا مانتے رہے لہٰذا مولانا اختر حسین بھاگل پوری پہلے اپنے کفر سے توبہ کرے اور کلمہ پڑھ کر داخل اسلام ہوجائے پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی غلطی ثابت کرے تو اس وقت اس کا جواب دیا جائے گا مگر مولوی اختر حسین کے پاس ان پر عائد کردہ الزامات کا کوئی جواب نہیں تھا اسی بنیاد پر وہ اپنی پرانی گھسی پٹی باتوں کو دہراتا رہا جب کہ مناظر اہل سنت ان سے ان پر عائد کردہ الزامات کی صفائی کا مطالبہ کرتے رہے بصورت دیگر انہیں اپنی شکست تسلیم کرنے اور علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارتوں کو کفری عبارت ماننے پر مجبور کرتے رہے، دیوبندی مناظر کی مسلسل خاموشی پر مجمع عام سے اور انتظامیہ کمیٹی کی جانب سے مطالبہ ہونے لگا کہ یا تو اپنے اوپر عائد کردہ الزامات کا جواب دو یا اپنی شکست تسلیم کرواسی درمیان مجمع سے مناظر اہل سنت زندہ

باد، دیوبندی مناظر مردہ باد کے نعرے گونجنے لگے ان حالات سے مبہوت اور خائف ہوکر دیوبندی مناظر مولوی اختر حسین بھاگل پوری نے اپنے اسٹیج سے علمائے دیوبند کی عبارتوں کو کفری عبارت اور غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے اپنی شکست تسلیم کر لی اور برملا اس کا اعتراف بھی کیا کہ علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں میں رسول ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی ہیں۔

اس پر مناظر اہل سنت نے دیوبندی مناظر سے توبہ کا مطالبہ کیا مگر دیوبندی مناظر اپنی ضد پر اڑا رہا بالآخر مناظر اہل سنت نے مجمع عام کو مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ علمائے دیوبند نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی ہیں جس کا اعتراف ابھی آپ حضرات کے سامنے مولوی اختر حسین نے کر لیا ہے اور آج تک مولوی اختر حسین بھاگل پوری انہیں اپنا پیشوا اور امام ومقتدیٰ سمجھتے رہے لہٰذا مولوی اختر حسین بھاگل پوری سے توبہ کرایا جائے یا انہیں اپنے گمراہ وکفری عقائد پر چھوڑ دیا جائے، اس پر مجمع سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ توبہ کرنا پڑے گا اس کی آواز پر پورا مجمع کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا توبہ کرنا ہوگا توبہ کرنا ہوگا اس ہنگامی کیفیت کو دیکھ کر مولوی اختر حسین بھاگل پوری گھبرا گئے اور اپنی ٹوپی اور کرتا اتار کر اسٹیج سے عیدگاہ کی مغربی دیوار سے متصل گنّے کے کھیت میں چھلانگ لگادی حالانکہ لوگوں نے ان کا پیچھا بھی کیا مگر رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر فرار ہو گیا۔

دوسرے دن ۱۲؍جون ۱۹۷۵ء بروز جمعرات اسی عیدگاہ میدان میں اہل سنت کی طرف سے امام علم فن کی سرپرستی میں ''جشن فتح مبین'' منایا گیا جس میں مناظر اہل سنت علمائے دیوبند کی کفری عبارتوں کو پیش فرمایا اور ان کی رسول اللہ ﷺ سے عداوت ودشمنی کا انکشاف فرمایا اور مسلمانوں کو تاکید کی کہ وہ دیوبندیوں کے مکروفریب میں نہ آئیں اور ان سے دور رہیں

نہ ان کا ذبیحہ کھائیں نہ اپنے مدارس میں انہیں ملازم رکھیں اور ان کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے راج محل کربلا میں اسلام وسنیت کو فتح ونصرت سے شاد کام فرمایا۔ اس تاریخی مناظرہ میں مندرجہ ذیل علمائے اہل سنت شریک تھے۔

۱۔ امام علم وفن معلم الفقہاء علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی نور اللہ مرقدہ
۲۔ مناظر اہل سنت فقیہ النفس علامہ مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی پورنوی دامت برکاتہم القدسیہ
۳۔ مفکر اسلام خطیب ایشیاء ویورپ علامہ مفتی ایوب مظہر رضوی پورنوی نورہ اللہ مرقدہ
۴۔ تلمیذ حضور صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج کلیم الدین نعیمی صاحب نور اللہ مرقدہ
۵۔ حضرت مولانا ایوب حسین صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ
۶۔ جامع معقول علامہ مفتی حکیم ناظر اشرف رضوی پورنوی ثم ناگپوری صاحب قبلہ
۷۔ حضرت علامہ مفتی محمد عارف رضوی پورنوی صاحب قبلہ برادر اصغر مفتی ایوب مظہر صاحب قبلہ
۸۔ مناظر اہل سنت مولانا ظہور عالم صاحب صدر المدرسین مدرسہ رزاقیہ مرشدآباد بنگال
۹۔ بلبل بنگال حضرت مولانا تیمور صاحب قبلہ پیار پور راج محل
۱۰۔ مفتی راج محل حضرت مولانا مسلم صاحب

جب کہ علمائے دیوبند کی طرف سے یہ حضرات شریک مناظرہ تھے۔

۱۔ مولوی اختر حسین بھاگل پوری دیوبندی
۲۔ مولوی نوشاد عالم بالوگاؤں
۳۔ مولوی سلطان بالوٹولہ
۴۔ مولوی مسعود عالم

۵۔مولوی غلام رسول بھاگل پوری

۶۔مولوی عبدالمالک شمسی

منتظمین میں یہ معزز حضرات پیش پیش تھے۔

محترم قیس الدین، ماسٹر عبدالرزاق، مصر علی سکریٹری، شیخ علیم الدین، وارث علی، عباس علی، رستم علی ساکنان کربلا۔ سراج الدین مہاجن، شیخ کالومہاجن، وہاج الدین ٹیلر ساکنان جام نگر۔ شیخ نصیر الدین ماسٹر سکندر علی، مقصود منڈل ساکنان بیر بنا منشی نور الاسلام مکھیا نوردی ٹولہ، رئیس الدین بسواس، درویش علی سردار مہاجن ٹولہ، شیخ دلخوش، شیخ دھنائی، شیخ برہان ساکنان ہنس ٹولہ، تیمور علی سردار کھار دیکھی، صابر علی فیلوٹولہ، امتیاز علی بسواس، احسان علی بسواس ساکنان پیار پور، عبدالقدوس مکھیا درگاہ ڈانگا، غیاث الدین بسواس بیگم گنج۔

مابعد مناظرہ۔ اس مناظرہ کربلا کے بعد سے ہی حضرت مفتی مطیع الرحمن رضوی صاحب قبلہ اطال اللہ عمرہ کا مسلسل راج محل تبلیغی دورہ جاری ہے۔ اسی زمانہ میں مدرسہ غوثیہ کربلا کے کارکنان وذمہ داران نے امام علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی نورہ اللہ مرقدہ کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا کہ اہل سنت کے استحکام اوراشاعت دین کے لیے ایک ذی صلاحیت، بالغ نظر عالم دین کوراج محل کے لیے بھیج دیں، حضرت امام علم وفن کی نظر انتخاب اپنے تلمیذ رشید استاذ العلماء حضرت مولانا احسان دانش رضوی پورنوی پر پڑی اورآپ نے انہیں راج محل میں دین وسنیت اورمسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت اورفروغ اسلام کے لیے روانہ فرمایا اورنومبر ۱۹۷۶ء میں حضرت مولانا احسان دانش رضوی مدرسہ غوثیہ نظامیہ کربلاراج محل بحیثیت صدرالمدرسین تشریف لائے اورتادم تحریر گزشتہ ۴۵رسالوں سے

ادارہ مذکورہ میں اسی اعلیٰ عہدہ پر فائز المرام ہوکر اسلام وسنیت اورمسلک رضا کے فروغ واستحکام میں بڑی خاموشی سے مصروف عمل ہیں اورآج ہزاروں علماء آپ کی درسگاہ کی خوشہ چینی کر کے ملک کے گوشہ گوشہ میں دین وسنیت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مناظرہ کربلا سے علاقہ راج محل میں سنیت کوفروغ اوراستحکام حاصل ہوا جولوگ تذبذب کے شکار ہوگئے تھے سنیت میں واپس آکر مستحکم ہوگئے حق وباطل جو پہلے حنفیت وشافعیت کے نام سے متعارف تھی اب بریلویت اوردیوبندیت وہابیت کے نام سے مشہور ہونے لگی، علاقہ کے عوام نے نادانستہ طور پر اپنی مساجد ومکاتب اورمدارس میں دیوبندی مولویوں کوامام یامدرس کے طور پر ملازم رکھا تھا بڑی تیزی سے ان کے اخراج کا سلسلہ شروع ہوا اوران جگہوں پر سنی بریلوی علمائے کرام کی تقرریں ہونے لگیں اورعلاقہ راج محل اوراس کے اطراف واکناف میں اکابر علمائے اہل سنت اورمشائخ طریقت کاورود مسعود ہونے لگا، قریہ قریہ، شہر شہر مدارس اہل سنت کی داغ بیل پڑنے لگی اوراس سلسلۃ الذہب سے علماء، حفاظ کی جماعت گروہ درگروہ پیدا ہونے لگی اوریہ علاقہ اہل سنت اورمسلک اعلیٰ حضرت کا مضبوط قلعہ بن گیا۔

منظور احمد رضوی مصباحی راج محلی

مفتی وقاضی ادارہ شرعیہ بلگام

وسربراہ دارالعلوم غریب نواز بلگام کرناٹک

مورخہ ۱۵رذوالحجہ ۱۴۴۲ھ ۲۵رجولائی ۲۰۲۱ء

محسن ملت مولانا ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مان سنگھا

نام مع ولدیت۔ محمد ایوب علی ابن محمد فرید شیخ

تاریخ پیدائش۔ یکم مئی ۱۹۳۹ء

گھر کا پتہ۔ مان سنگھا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

خاندانی حالات۔

ابتدائی تعلیم۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ باب رحمت پھول بڑیا میں حاصل کی

اعلیٰ تعلیم۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں اساطین امت کے جید علماے کرام کے زیر سایہ رہ کر فضلیت تک کی تعلیم حاصل کی۔

اساتذۂ کرام۔ بحر العلوم علامہ مفتی سید جہانگیر حسین مونگیری رحمۃ اللہ علیہ، محدث بہار علامہ احسان علی مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ اور شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔

سن فراغت۔ ۱۹۷۰ء

بیعت وارشاد۔ بقول آپ کے صاحب زادے مولانا گلزار احمد صاحب۔ آپ سرکار مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔

خدمات۔ سرزمین راج محل پر ماضی کے علماے متقدمین میں سے ایک بڑا نام حضرت مولانا ایوب علی صاحب کا ہے آپ نے دین وسنیت کے لیے غیر معمولی خدمات انجام دی۔ علاقہ مان سنگھا حسن ٹولہ پھول بڑیا کربلا وجام نگر وغیرہ میں فی الوقت جو علماے اہل سنت دین وملت کے کام انجام دے رہے ہیں ان میں اکثر علما آپ کے شاگردوں میں گنے جاتے ہیں اس

اعتبار سے آپ ایک فقید المثال شخصیت کے حامل ہیں جنھوں نے علم دین کی نشر واشاعت میں کثیر تلامذہ پیدا کیے۔ تذکرۂ علماے راج محل کے قارئین کو اس بات کا بخوبی احساس ہوگا کہ علاقۂ مذکورہ کے زیادہ تر علماے کرام نے ابتدائی استاذ کی حیثیت سے اپنے سوانحی خاکہ میں آپ کو شمار فرمایا ہے لہذا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جس زمانے میں دینی تعلیم کا رواج نا کے برابر تھا اس وقت جس عالم دین نے علوم دینیہ کی ترویج واشاعت اور مذہب وملت کی تبلیغ وہدایت کے لیے قابل تحسین کام کیا ہے وہ ہیں ممدوح مکرم حضرت مولانا ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ فراغت کے بعد آپ نے بہت سارے مدارس میں تدریس کے ساتھ ساتھ بنیاد واساس میں بھی حصہ لیا ہے ترتیب وار مدرسہ باب رحمت پھول بڑیا، مدرسہ منظر اسلام کربلا، مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ اور مدرسہ کلیمیہ امینیہ پھول بڑیا میں آپ نے زندگی کے مختلف ادوار میں تدریسی خدمات انجام دیں ان کے علاوہ بنگال کے بامون گرام ضلع مالدہ کے ایک مدرسہ میں بھی کافی دنوں تک تعلیم دیا ہے اور اپنے علاقے کے علاوہ سرزمین بنگال کو بھی آپ نے اپنے علمی فیض سے شاد کام کیا۔ یہ تو تھی تدریسی خدمات کی ایک جھلک۔ دوسری طرف آپ اپنے وقت کے ایک بہترین خطیب کی حیثیت سے بھی جانے جاتے تھے آپ اپنی مادری زبان بنگلہ میں وعظ وخطابت کے شہنشاہ سمجھے جاتے تھے علاقہ راج محل اور بنگال کے بیشتر حصوں میں آپ کی خطابت کا ڈنکا بجتا تھا محفل میں لطیفہ سنجی اور سحر انگیز بیان کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں خشیت الٰہی اور محبت رسول کی شمع روشن کر کے بے ساختہ رلانے کا ملکہ پایا جاتا تھا۔ بہر کیف آپ مختلف الجہات خدمت دینیہ کے مالک تھے۔ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق واطوار میں بھی ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ عجز وانکساری میں

اپنی مثال آپ تھے بغض وحسد، غیبت وچغلی اور تنقید واختلاف سے دور رہتے تھے پیری مریدی کے اختلاف سے عوام وخواص میں جو ایک حد تک دوریاں پیدا ہوگئی ہیں اور اس وجہ سے سنیت کو غیر معمولی نقصان پہونچ رہا ہے اس بیماری سے آپ بہت دور رہے لوگ بتاتے ہیں کہ مشائخ کچھوچھہ مقدسہ ہو یا خانوادہ اعلیٰ حضرت کے بافیض پیران طریقت ہوں سب کے ساتھ انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ کے مقدس ہاتھوں بیعت ہونے کے باوجود اپنے گھر کے علاوہ دوسرے لوگوں کے سامنے بات بات پر اپنے پیر کا نام لینا پسند نہیں کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد علمائے کرام میں رضوی اشرفی کلیمی اور دیگر سلاسل کے بھی مرید پائے جاتے ہیں جو آج کے وقت میں علمائے راج محل کے لیے ایک بہترین نمونۂ عمل ہیں۔

اہم کارنامہ۔

علاقے میں مسلک حق اہل سنت وجماعت اور بدمذہبوں کے درمیان فرق وامتیاز اور سنیت بیداری مہم میں آپ نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے عوام الناس میں تصلب فی السنیت کا جو جلوہ دیکھا جاتا ہے اس میں مولانا موصوف کی محنت وکاوش کا بڑا حصہ ہے۔ سرزمین راج محل کربلا میں ۱۹۷۵ء میں سنی دیوبندی کا ایک تاریخی مناظرہ ہوا تھا جس میں مناظر اہل سنت کی حیثیت سے حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پورنوی اور دیوبندی مناظر کی حیثیت سے مولوی اختر بھاگلپوری تھے اور نتیجۃً مولوی اختر بھاگلپوری مناظرہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا تھا تو اس وقت سے سنی دیوبندی میں فرق ہونے کا لوگوں کو علم ہوا بلکہ اس مناظرہ کا ایک بڑا اثر یہ ہوا کہ لوگ سنیت میں راسخ العقیدہ ہوگیے یاد رہے کہ اس مناظرے میں پیش پیش رہنے والے علمائے کرام

میں سرفہرست حضرت مولانا ایوب علی صاحب ہی تھے اور انہوں نے ہی بعض احباب علمائے اہل سنت کو ساتھ لے کر مناظرہ کو کامیاب بنایا جس کے بعد سے ماشاء اللہ علاقے کے لوگ دیوبندیوں سے دور رہنے لگے۔ اس مناظرہ میں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب کے علاوہ خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی، علامہ مفتی ایوب مظہر صاحب اور مناظر اہل سنت علامہ مفتی ظہور عالم صاحب علیہم الرحمہ والرضوان جیسی عظیم شخصیتوں کو راج محل میں جمع کرنا آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مدرسہ امینیہ کلیمیہ پھول بڑیا کی بنیاد بھی آپ کے ذریعہ رکھی گئی جو آج عالیہ مدرسہ کے نام سے جانا جاتا ہے اسی طرح علاقے کے سنی مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کے تحفظ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے مقصد سے سب سے پہلے ۱۹۷۸ء میں پھول بڑیا عیدگاہ میں خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے فرد فرید حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کا جو ورود مسعود ہوا تھا اس میں بھی محرک اول کی حیثیت سے آپ ہی تھے المختصر آپ ایک ہمہ جہت جامع صفات شخصیت کے مالک تھے مگر دنیا کسی کے لیے ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں یہاں سے کسی نہ کسی دن رخت سفر باندھنا ہے چناں چہ ۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۴؍جولائی ۲۰۱۳ء میں آپ کا وصال پر ملال ہوگیا آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا گلزار رضا صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدرسہ تاج الشریعہ مان سنگھ سے متصل قبرستان میں سپرد خاک کیے گیے۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

اولاد واحفاد۔ آپ کے آٹھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں یادگار میں سے ہیں۔ بڑے

صاحبزادے حضرت مولانا گلزار رضا صاحب جانشین کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں جو فی الوقت بنگال کے ضلع مالدہ کے کسی قصبے میں مستقل سکونت اختیار کر چکے ہیں اور وہیں پر حسب حیثیت دین وسنیت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

بلبل بنگال حضرت مولانا تیمور علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پیار پور

نام مع ولدیت۔ محمد تیمور علی ابن الحاج مہر علی ابن سُمَّن شیخ

تاریخ پیدائش۔ یکم جنوری ۱۹۴۶ء

گھر کا پتہ۔ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

خاندانی حالات۔ آپ کے آباء واجداد کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ سات آٹھ پشت پہلے حسن خان اور محسن خان نام کے دو لوگ افغانستان سے آکر سرسی راج محل میں آباد ہوئے انہیں کی اولاد میں سے نسلاً بعد نسلٍ حضرت مولانا تیمور علی صاحب مرحوم بھی آتے ہیں آپ کا خاندان پیار پور ومضافات میں مشہور زمانہ مانا جاتا ہے مجموعی طور پر خاندان کے لوگ بااثر ہونے کے ساتھ ساتھ نیک وشریف اور دین دار ہیں مالی اعتبار سے متوسط الحال ہیں اور پیشہ زراعت ہے ویسے آپ کے بڑے صاحب زادے قدرے تجارت بھی کر لیتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گھر میں رہ کر محلہ کے مکتب میں ناظرہ وغیرہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کھیتی باڑی کے کام میں لگ گیے بتایا جاتا ہے کہ کم سنی کے عالم میں ہی گھر والوں نے ہل جوتنے پر مجبور کیا جس کی وجہ سے ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا اور تکلیف جب زیادہ ہونے لگی تو آپ رونے لگے ۔آپ کے بڑے بھائی نے پوچھا کیوں رو رہے ہو تو جواب دیا کہ ہاتھ میں کافی تکلیف ہے

بھائی نے ہاتھ دیکھ کر کہا کہ اگر اس جانکسل کام سے بچنا چاہتے ہو تو ایک ہی راستہ ہے کہ تم بڑھائی شروع کر دو۔ چناں چہ آپ تحصیل علم کا عزم مصمم لے کر سیدھے مرکز اہل سنت بریلی شریف پہنچے اور یہاں کے معیاری ادارہ منظر اسلام میں آپ نے داخلہ لیا۔ اور ذوق تعلیم کا ایسا غلبہ ہوا کہ جب تک فضیلت تک کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی بیچ میں گھر واپس نہیں آئے جب دستار بندی ہو گئی تب ہی گھر واپسی ہوئی۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ خواجہ علم وفن حضرت علامہ مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی علیہ الرحمہ اور شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا مفیض الرحمٰن صاحب چانچل مالدہ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اڑھائی ڈانگا مالدہ۔

بیعت وارشاد۔ حضرت سید شاہ محمد حسین کلیمی چشتی القادری عرف دولھا میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کٹرہ شریف ضلع شاہ جہاں پور یوپی۔

خدمات۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں کے لیے امانت ہائی مدرسہ میں آپ نے تعلیم دی مگر وعظ وخطابت میں شروع سے دلچسپی کی وجہ سے کثرت پروگرام کے سبب تعلیم وتدریس میں غیر حاضری ہونے لگی جس کی وجہ سے خود ہی مستعفی ہو گئے پھر اس کے بعد سے تادم آخر تقریر وخطابت میں ہی آپ نے پوری زندگی صرف کر دی آپ کی تقریر کا زیادہ تر موضوع ردِّ وہابیت اور سیرت النبی (جیونی) ہی رہا پیار پور اور مضافات میں ابتدائی دور میں آپ نے ہی سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے عوام الناس کو روشناس کرایا آپ نے وہابیت کے خلاف ان کے باطل نظریات کو اپنی تقریر کے ذریعہ بیان کر کے لوگوں میں ایک محاذ کھڑا کر کے ایک

خط امتیاز کھینچا ساتھ ہی پڑوسی ریاست مغربی بنگال کے مالدہ مرشد آباد دیناج پور اور بیر بھوم وغیرہ علاقوں میں دین وسنیت کے فروغ میں آپ کی تقریر کا بڑا اثر پایا جاتا تھا۔سر زمین بنگال بشمول راج محل کے بنگالی علاقوں میں سیرت النبی (جیونی) بیان کرنے والے آپ واحد سنی عالم دین تھے ورنہ ان سے پہلے وہابی اور فرفرہ (دیوبندی نواز صلح کلی کا ایک فرقہ) کے مولوی ہی جیونی بیان کرتے تھے اور تقیہ بازی کر کے سنیوں کے یہاں آکر سنی بن کر تقریر کرتے تھے مگر مولانا موصوف نے جب یہ محسوس کیا کہ ہماری محفلوں میں گمراہ وبدمذہب مولوی تقریر کر کے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کو اپنی دام فریب میں پھنسا کر گمراہ کررہے ہیں اور رسول کائنات علیہ التحیۃ الثناء کی حیات طیبہ کو بیان کرنے میں بڑی خیانت اور بددیانتی سے کام لیتے ہیں ساتھ ہی معمولات اہل سنت مثلاً میلاد، قیام، فاتحہ، عرس کو بدعت گردانتے میں سیرت النبی سے فاسد استدلال پیش کر کے عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی ایک ناپاک کوشش کررہے ہیں تو مولانا موصوف بنگال وبہار کے مذکورہ علاقوں میں جماعت اہل سنت کی طرف سے جلسۂ سیرت النبی (جیونی) کے خطیب کی حیثیت سے سب سے پہلے میدان میں آئے اور سنیت اور وہابیت کے درمیان خط امتیاز کھینچ کر بتایا کہ وہابی مولوی جو آپ کے جلسے میں آتے ہیں وہ حقیقت میں آپ لوگوں کو وہابی بنانے کے لیے کوشش کرتے ہیں لہٰذا ان سے بچیے۔ چناں چہ اس کا اتنا بڑا اثر ہوا کہ آج کے وقت میں جیونی کے لیے کوئی بھی دیوبندی مولوی کو اب بلایا نہیں جاتا بلکہ الحمدللہ اس میدان کے لیے علما اہل سنت میں کئی لوگ میدان میں اتر چکے ہیں۔آپ کی تقریر میں ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ جس اسٹیج پر آپ ہوتے اس کی کامیابی کی ضمانت پہلے ہی مل جاتی تھی ساتھ ہی آپ ایسے ہر دل عزیز مقرر تھے کہ ماشاء اللہ اپنے گاؤں پیارپور کے لوگ بھی آپ کی تقریر سننے کے لیے بے قرار رہتے تھے بڑا سے

بڑا جلسہ ہوتا اور باہر کے بڑے سے بڑے مشہور زمانہ خطیب ہوتے تو اس میں بھی آپ کی تقریر سننے کے لیے لوگ مشتاق ہوتے تھے عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ایک مقرر کو ایک مرتبہ سننے کے بعد دوبارہ لوگ سننا نہیں چاہتے کیوں کہ ایک ہی تقریر کو کچھ پیشہ ور مقرر من وعن بار بار سناتے ہیں اور کچھ ردوبدل بھی نہیں کرتے مگر مولانا موصوف کی بات اس معاملے میں بالکل الگ تھی کیوں کہ آپ کی تقریر کوئی رٹی رٹائی نہیں ہوتی بلکہ حالات کے تقاضے کے مطابق بالکل نئے انداز میں تقریر فرماتے اور ہر تقریر نئی معلوم ہوتی ۔ یہی وجہ ہے کہ بار بار سننے والے لوگ بھی اگر خبر پاجاتے کہ مولانا تیمور صاحب کی تقریر یا جیونی ہونے والی ہے تو دور دراز سے لوگ جوق درجوق آتے اور انتہائی شوق وذوق سے سنتے۔ان کی تقریر کو اگر چہ جیونی کا نام دیا جاتا تھا مگر آج کے جیونی وکتا کی طرح موضوع اور شاذ ونادر واقعات وروایات کو اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر بیان کر کے سامعین کی طرف سے واہ واہی نہیں لوٹتے تھے آپ تقریر میں نماز روزہ حج وزکات اور دیگر عبادات کو گوشۂ حیات نبی سے جوڑ کر انتہائی نفیس انداز میں سیرت کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ کی ساری باتیں پیش کرتے تھے اور بتا چکا ہوں کہ رد وہابیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت آپ کی تقریر کا اہم مقصد ہوتا تھا۔فقیر مرتب (عبدالسلام مصباحی) کا چشم دید واقعہ ہے کہ راج محل ایریا کے ایک گاؤں بیگم گنج میں سنی مسلمانوں میں سب سے پہلے غیاث الدین نامی شخص نے اپنے بیٹے مولوی رفیق کو جب دیوبندی مدرسہ میں پڑھا لکھا کر دیوبندیت کا بیج بویا اور سنیوں میں اختلاف وانتشار پیدا کیا تو اس کے خلاف بیگم گنج والوں نے رد وہابیت کا ایک جلسہ منعقد کیا جس میں آپ بھی مقرر تھے چوں کہ غیاث الدین اور اس کے ہم نواؤں نے صلاۃ بعد الاذان، علم غیب نبی اور توسل وغیرہ کی کھل کر مخالفت کی تھی اس لیے جملہ مقررین نے ان

تمام معمولات اہل سنت کے ثبوت میں خوب دلیلیں پیش کیں اور پروگرام کامیاب بھی ہوا اخیر میں مولانا تیمور صاحب کی تقریر ہوئی اور ماشاء اللہ آپ نے ردوہابیت پر ایسی زوردار تقریر فرمائی کہ بیگم گنج عوام میں جذبۂ سنیت بیدار کردیا اور لوگ آپ کی تقریر سے اتنا متاثر ہوئے کہ عشق رسول کے جذبے سے لب ریز ہوکر اپنے کو قابو میں نہ رکھ سکے اور دوسرے دن غیاث الدین کے گھر پر حملہ بول دیا۔ حالاں کہ رات میں تقریر کرنے کے بعد صبح کے وقت اتمام حجت کے لیے آپ نے غیاث الدین کو بلوایا اور جن جن چیزوں پر اسے اعتراض تھا قرآن وحدیث کی روشنی میں سب کا جواب دینے کے لیے ایک تاریخ بھی مقرر کیا اور برجستہ فرمایا کہ غیاث الدین! تمہارے تمام شبہات کے جواب کے لیے اکیلا تیمور علی کافی ہے میں ہی ثبوت پیش کروں گا۔ چناں چہ جو تاریخ طے کی گئی تھی اس سے پہلے ہی غیاث الدین نے خبر بھیج دی کہ ہمیں ثبوت نہیں دیکھنا ہے اس طرح اس کے مکر جانے کی وجہ سے یہ مباحثہ نہ ہوسکا۔ بہر کیف اس طرح کے بہت سارے واقعات جو احیاے دین وسنیت سے متعلق ہیں آپ کی زندگی میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں جسے طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

آپ کے زہد وتقویٰ کی ایک جھلک۔ رات کے وقت ہمیشہ آپ ایک مقررہ وقت تک عبادت وریاضت میں گذارتے تھے۔ گھر کے لوگوں کا کہنا ہے کہ بعد نماز عشاء تا ۱۲ بجے رات بلا ناغہ تسبیح وتہلیل اور ذکر ووظائف میں گذارتے سب سے اخیر میں سوتے اور ماشاء اللہ صبح سب سے پہلے بیدار ہوتے تھے اور گھر والوں کو نماز فجر کے لیے جگا کر خود نماز فجر کے لیے روانہ ہوتے الحمد للہ یہ معمول آپ کی زندگی کے اخیر مرحلے تک جاری رہا۔

آپ کے توکل کی ایک مثال۔ آپ کے صاحب زادے مولانا سلطان کا بیان ہے

کہ ۱۹۹۸ء میں جب زبردست سیلاب آیا تھا اور راج محل کا اکثر علاقہ ڈوب چکا تھا لوگ دانہ دانہ کے لیے پریشان تھے کچے مکانات سب کے سب گر چکے تھے جس کی وجہ سے کھلے آسمان کے نیچے لوگوں کو کافی دنوں تک زندگی بسر کرنی پڑی تھی۔ ایک صاحب نے مولانا موصوف سے کہا کہ آپ کا تو آج کل پروگرام بند ہوگیا ہے اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں دکھائی دیتا تو اگر آپ کو روپیہ پیسہ کی ضرورت ہو تو بتائیے میں آپ کی مدد کروں گا۔ آپ نے برجستہ جواب دیا کہ ضرورت آپ لوگوں کو پڑسکتی ہے مجھ کو نہیں کیوں کہ میرے لیے اللہ ورسول کافی ہیں اور اس طرح ان کی مدد قبول کرنے سے انکار کردیا۔

اعلیٰ حضرت سے عقیدت۔ بقول آپ کے صاحب زادے مولانا سلطان صاحب اعلیٰ حضرت سے جنونی حد تک آپ کی عقیدت تھی۔ اپنی تقریر میں جب تک اعلیٰ حضرت کے اشعار اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے کچھ نہ بولتے ان کو سکون نہیں ملتا تھا ایک موقع پر اپنوں میں سے کچھ لوگ تقریر سے پہلے مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق کچھ بات کرنے لگے تو آپ نے بروقت کچھ جواب دیے بغیر جب تقریر شروع کی تو اپنے معمول سے کچھ زیادہ ہی اعلیٰ حضرت کی شان مجددیت پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح راج محل کے ایک جلسہ کا واقعہ خود مولانا سلطان صاحب بیان کرتے ہیں کہ مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پورنوی مدظلہ النورانی کی صدارت تھی اور میرے والد گرامی مقرر کی حیثیت سے مدعو تھے۔ جب تقریر کے لیے اسٹیج کی طرف جانے لگے تو کسی نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ مولانا تیمور صاحب تو کلیمی ہیں کب سے رضوی بن گئے؟ آپ نے فوراً تو اس کا جواب نہیں دیا البتہ جب تقریر شروع ہوئی اور مفتی صاحب کرسی صدارت پر جلوہ بار ہوئے تو اعلیٰ حضرت کی شخصیت پر بولتے ہوئے انتہائی جذباتی لب ولہجہ میں فرمانے لگے مجھ پر طنز کررہے ہو! کہ کب سے رضوی

بن گئے؟ سن لو! صرف میں ہی رضوی نہیں تم بھی رضوی ہو تمہارے باپ بھی رضوی اور تمہارے پیر بھی رضوی ہیں اگر میرے اعلیٰ حضرت نہ ہوتے تو تم اپنے پیر کو نہیں پہچان پاتے میں سید دولہا میاں کٹرہ شریف کا مرید ہوں یہ بھی نہیں ہو پاتا یہ میرے اعلی حضرت کا کرم ہے کہ پیری مریدی کو آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر کے سلسلۂ ارادت کو زندہ فرمایا ورنہ بزرگان دین کے دشمنوں نے اس کو ختم کرنے کا مکمل پلان تیار کرلیا تھا۔ ہر سنی اعلی حضرت سے نسبت رکھتا ہے کسی بھی پیر سے کوئی مرید ہو سب کے سب رضوی اور بریلوی ہیں اگر اعلی حضرت کی عقیدت اس کے سینے میں نہیں ہے اس کی سنیت میں شک وشبہ ہے ہزاروں کے مجمع کے سامنے آپ کی اس طرح کی تقریر سن کر حضور مفتی مطیع الرحمن صاحب نے خود نعرہ بلند فرمایا اور اسٹیج پر ہی معانقہ فرمایا اور پیٹھ تھپ تھپائی اور خوب دعاؤں سے نوازا۔

بزرگوں کی دعائیں آپ کے ساتھ۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آئینۂ ہند سرکار سراج الدین اخی پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سعد اللہ پور مالدہ کے آستانے پر کمیٹی کی طرف سے جلسہ کی دعوت پر آپ تشریف لے گئے حسن اتفاق سے اسی جلسہ میں مشائخ طریقت میں سے حضور اشرف الاولیا علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھہ مقدسہ اور حضور مسرور ملت حضرت سید شاہ مسرور احمد کلیمی چشتی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (کٹرہ شریف) بھی موجود تھے۔ رات بھر آستانۂ اخی پاک میں شاندار پروگرام ہوا اور آپ کی تقریر بھی زوردار ہوئی۔ صبح کے وقت جب آپ گھر کے لیے روانہ ہونے لگے تو عقیدتاً پیران طریقت سے اجازت لینے کی غرض سے سب سے پہلے حضور اشرف الاولیا کی خدمت میں پہنچے حضرت نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ لو ایک سیب ہے اسے کھا لو۔ آپ سیب لے کر بیگ

میں رکھنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ میں کھانے کے لیے دے رہا ہوں اور تم بیگ میں رکھ رہے ہو تو عرض کیا کہ حضور کی طرف سے یہ سیب ایک تبرک ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سیب کو گھر کے بال بچوں کے ساتھ کھاؤں۔ حضرت نے فرمایا کہ گھر کے لیے الگ سیب دیتا ہوں تم اسے کھا لو چناں چہ آدھا سیب حضرت کے سامنے ہی تناول فرمایا اور آدھا اپنے لخت جگر حضرت مولانا سلطان صاحب جو آپ کے ہم راہ تھے ان کو دے دیا پھر سلام ومصافحہ اور دست بوسی کے بعد حضرت اشرف الاولیا کی بارگاہ سے نکل کر اپنے پیر ومرشد کے شہزادے حضور مسرور میاں کی خدمت میں پہنچے دروازے پر ہی تھے کہ حضرت نے اندر سے ارشاد فرمایا مولانا تیمور! حضرت اشرف الاولیا نے تمہیں کیا دیا؟ تو آپ نے کہا سیب! فرمایا ایک بزرگ نے سیب دیا تم نے تبرکاً اسے کھا لیا جاؤ دوسرا بزرگ تمہیں دعا دے رہا ہے جب تک زندہ رہو گے تمہاری آواز ہمیشہ بلند رہے گی اور میدان خطابت میں کامیاب ہوتے رہو گے۔ چناں چہ دنیا نے دیکھا کہ ان بزرگوں کی دعاؤں کی برکت سے زندگی کے آخری ایام میں بھی آپ کی آواز کبھی نہیں بیٹھی اور انتہائی ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی شیر ببر بن کر اسٹیج پر دہاڑتے رہے۔ **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**۔

استاذ سے غیر معمولی عقیدت۔ حضور خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین پورنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آپ کے مشفق اساتذہ میں تھے۔ عمر کے آخری ایام میں خواجۂ علم وفن کا جب راج محل کا دورہ ہوا تو علمائے پیار پور کی طرف سے ایک استقبالیہ پروگرام رکھا گیا۔ جب حضور خواجۂ علم وفن مثل قمر بن کر علمائے کرام کے جھرمٹ میں اپنے چاہنے والوں کے لیے کچھ تحفۂ کلمات ارشاد فرما رہے تھے تو مولانا تیمور صاحب کو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت

کے تخت کا پایا پکڑ کر از ابتدا تا آخر زار و قطار روتے رہے اور اپنے مشفق استاذ کی بارگاہ میں آنسو بہا کر بے مثال خراج عقید پیش فرمایا۔

اہم کارنامہ۔

آپ کے کارنامے تو بہت ہیں مگر سرزمین پیارپور پہ چند کارنامے بہت ہی نمایاں ہیں۔ (۱) مدرسہ صدامیہ پیارپور کے بانی (۲) پیارپور بازار سے متصل مسجد کی بنیاد آپ کے ہاتھ کی رکھی ہوئی ہے (۳) سرزمین پیارپور میں اعلی حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا فاتحہ بھی آپ نے سب سے پہلے شروع فرمایا۔

وصال پرملال۔ مختصر علالت کے بعد ۲۵/ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۲ء کو بوقت صبح دنیا کوالوداع کہتے ہوئے اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔

نماز جنازہ۔ آپ کے خاندانی چہیتے پوتے اور علماے راج محل میں ایک معتمد عالم دین اور مفتی وقت حضرت علامہ مفتی واعظ الحق صاحب حبیبی مدظلہ النورانی نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہزاروں لوگوں نے اپنی نمناک آنکھوں سے اپنے عظیم محسن کو سپرد خاک کیا چوں کہ آپ کی وصیت تھی کی مجھے عام قبرستان میں ہی دفنانا اس لیے پیارپور بڑی قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولاد۔ دو صاحب زادے اور سات صاحب زادیاں آپ کی یادگار میں سے ہیں جانشین کی حیثیت سے حضرت مولانا سلطان صاحب (خطیب سیرت وجیونی وکتا) جانے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نورالاسلام صاحب چترویدی پیارپور

نام مع ولدیت۔ محمد نورالاسلام ابن شیخ محمد ابن قطب عالم

تاریخ پیدائش۔ یکم جنوری ۱۹۵۰ء

گھر کا پتہ۔ امانت دیاڑا پوسٹ پیارپور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ اباواجداد مجموعی طور پر اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے دین دار اور مذہب وملت کی پاس داری میں کبھی پیچھے نہیں رہے البتہ مالی اعتبار سے خستہ حالی کے شکار تھے مگر بعد میں ایک حد تک مالی حالت بھی قدرے غنیمت ہوگئی اور اس وقت متوسط الحال لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔

تعلیم وتربیت۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ ممتازیہ میٹنا ہریش چندر پور ضلع مالدہ میں حاصل کی پھر اس کے بعد کٹیہار بہار کے ایک مدرسہ میں مزید تعلیم حاصل کر کے فراغت ہوئی چوں کہ باضابطہ درس نظامی کی تعلیم نہیں حاصل کر سکے اس لیے دستار وغیرہ کی کوئی صراحت نہیں مل سکی ہے۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ جن مدرسوں میں آپ نے تحصیل علم کیا بقول آپ کے زیادہ تر دیوبندی مدرسے تھے مگر ایمان وعقیدہ میں کچھ بھی فرق نہیں آیا جب آپ مدرسہ سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کے والد گرامی نے فرمایا کہ وہابیوں کے مدرسہ میں پڑھے ہو توبہ کرلو چناں چہ والد صاحب اپنے پیرومرشد حضور سید شاہ ابوالبرکت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنگلہ دیش کی خدمت میں لے گئے اور مولانا کو ظاہری توبہ بھی کرائی پھر جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا علی پور کلیا چک میں ورود مسعود ہوا تو آپ کے مقدس ہاتھوں بیعت ہو کر باضابطہ طور پر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضویہ میں داخل ہو گئے۔ مولانا موصوف کی خدمات دینیہ علاقہ پیار پور راج محل اور بنگال کے دیگر مختلف علاقوں میں کافی حد تک نمایاں اور واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے آپ نے اگر چہ کسی مدرسہ میں نہیں پڑھایا اور کسی مسجد میں باضابطہ امامت بھی نہیں کی تاہم وعظ ونصیحت تقریر وخطابت سے آپ نے غیر معمولی خدمات دینیہ انجام دی ہیں پورا علاقہ گواہ ہے کہ جس وقت علاقے میں وہابیت پیر پسار رہی تھی اور علمائے اہل سنت کی تعداد نا کے برابر تھی اس وقت بلبل بنگال حضرت مولانا تیمور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا موصوف نے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں جو خدمات پیش کی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں آپ کی تقریر کا اہم موضوع رد وہابیت ہی ہوتا تھا میدان خطابت میں کتنے وہابیوں سے آپ کا سامنا ہوا اور شیر رضا بن کر سب کا مقابلہ فرمایا اور علم سنیت کو بلند کیا۔ بلکہ ایسے موقعوں پر کتنے وہابی دیوبندی آپ کے ہاتھ پر توبہ کر کے اہل سنت وجماعت میں داخل ہوئے۔ ساتھ ہی کفار ومشرکین کے سامنے اسلام کی حقانیت کو واضح کرنے کے لیے ویدو پوران کی عبارت کو نہایت ہی مخصوص لب ولہجہ میں آپ اسٹیج پر بیان فرماتے اور اس سے کفار ومشرکین متاثر بھی ہوتے بہر کیف آپ علاقہ راج محل کے ایک سینئر عالم دین ہیں فی الوقت کافی ضعیف ہو چکے ہیں اور مستقل طور پر اپنے گھر میں ہی قیام رہتا ہے مگر بوقت انٹرویو (احوال حاصل کرنے کے وقت) ایسا احساس ہو رہا تھا کہ دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کا جذبہ اب بھی کامل طور پر آپ کے اندر موجزن ہے۔ دعا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین

اہم کارنامہ۔

کئی ایک مقام میں آپ نے وہابیوں سے مقابلہ کیا اور بحث ومباحثہ میں ان کو مغلوب کر دیا جس

کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورا علاقہ وہابیت سے توبہ کر کے سنیت میں داخل ہوا اس کے لیے بطور شواہد صالح چانچل مالدہ کا علاقہ پیش کیا جا سکتا ہے جہاں کے لوگ دیوبندیوں کے تقیہ بازی سے متاثر ہو کر ان کی جال میں پھنس چکے تھے مگر آپ کی مجاہدانہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت سے سب لوگ تائب ہوئے اور فی الوقت معمولات اہل سنت کے پابند ہو چکے ہیں۔ آپ نے اپنے علاقہ پیار پور کے لیے بھی اہم یادگار چھوڑا ہے چناں چہ حضرت حاجی ٹولہ گنبد والی مسجد کی آپ کے ہاتھ سے بنیاد پڑی اسی طرح عجم علی بسواس ٹولہ امانت پیار پور کی مسجد بھی آپ کی کوشش سے بنی ہے۔

قلمی خدمات۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایر درپن (بنگلہ) چھپ چکی ہے۔

اولاد۔ کل سات اولاد ہیں۔ ۳ صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں۔ صاحب زادوں میں دوسرے نمبر کے حضرت مولانا انوار الاسلام صاحب چتر ویدی آپ کے جانشین ہیں ساتھ ہی قابل مسرت بات یہ بھی ہے کہ پیر طریقت خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت سید شاہ معین الدین حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے آپ کی ایک صاحب زادی منسوب ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب آکون بنّہ

نام مع ولدیت۔ محمد عبدالرشید ابن طالب علی مرحوم ابن الحاج ضمیر الدین مرحوم

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۵۸ء

گھر کا پتہ۔ آکون بنّہ پوسٹ پیار پور تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آباواجداد علاقے میں بااثر لوگوں میں سے تھے یہی وجہ ہے کہ بڑے خاندان کے آپ ایک فرد مانے جاتے ہیں مالی اعتبار سے متوسط الحال کاشت کاروں میں

شمار ہوتے ہیں داداجان مہنگائی کے زمانے میں بفضلہٖ تعالیٰ حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے تھے اور کافی شہرت کے بھی مالک تھے مجموعی طور پر سبھی لوگ نیک اور دین دار تھے صوم وصلاۃ کے پابند تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے ہی محلہ میں مولانا ادریس علی صاحب مرحوم سے ناظرہ وغیرہ کی تعلیم مکمل کی پھر میزان تا کافیہ کی تعلیم جامعہ کلیمیہ سراج العلوم (موجودہ نام غریب نواز مشن دریاپور) دریاپور کلیا چک ضلع مالدہ بنگال میں حاصل کی اس کے بعد کچھ دنوں کے لیے مدرسہ بحر العلوم کٹیہار میں بھی پڑھا۔

اعلیٰ تعلیم۔ بحر العلوم کٹیہار کے بعد غازی پور یوپی کے انتہائی قدیم ادارہ مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور میں بقیہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

سن فراغت۔ ۱۹۷۸ء

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت مولانا سید شمس الضحیٰ صاحب قبلہ غازی پوری، حضرت مولانا مختار صاحب قبلہ غازی پوری، حضرت مولانا مفتی ظفر حسنین صاحب رضوی سمستی پوری، حضرت مولانا سفیر الدین صاحب چانچل اور حضرت مولانا ابواللیث صاحب غازی پوری قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ خطیب ہندوستان مولانا غلام رسول بلیاوی، حضرت مولانا شمس الدین صاحب گریڈیہ اور مولانا عارف رضا صاحب دمکا قابل ذکر ہیں

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف سے بیعت ہوئے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد کچھ دنوں کے لیے قتلہ ماری باپ چھاڑا کے ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور اس کے بعد سے تا حال اپنے گھر پر رہ کر مختلف دینی، ملی اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیتے آرہے ہیں جس کی وجہ سے علاقے میں اچھا اثر ورسوخ قائم

کرچکے ہیں ساتھ ہی مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور کے ناظم تعلیمات بھی ہیں اور اپنے گاؤں آکون بنہ کی جامع مسجد کی امامت اور مکتب کی نگرانی بھی آپ کے ذمہ ہے۔

اولاد وامجاد۔ آپ کے چار اولاد ہیں وسیم رضا، ناہید رضا، قاسم رضا اور رضوان رضا۔

حضرت مولانا مفتی محمد ممتاز حسین صاحب مدظلہ العالی باغ پنجرہ

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی کھاٹ رگھوناتھ گنج مرشد آباد

نام مع ولدیت۔ محمد ممتاز حسین ابن حجاب شیخ ابن جولا بدی شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۵۹ء

گھر کا پتہ۔ باغ پنجرہ اسلام پور پوسٹ ادھوا تھانہ رادھانگر (راج محل) واضح ہو کہ۔ موضع کھٹی ٹولہ تھانہ کلیا چک ضلع مالدہ میں آپ کا پہلے مکان تھا گنگا ندی کے کٹاؤ میں یہ پورا گاؤں غرقاب ہوجانے کے بعد آپ نے انتقال مکانی کر کے ادھوا باغ پنجرہ میں مستقل طور سکونت اختیار کی۔

خاندانی حالات۔ آباء واجداد عام طور پر کھیتی باڑی اور کاشت کاری کے پیشہ سے وابستہ تھے کام بھر کی زمین جائداد بھی تھی مگر زیادہ تر زمینیں گنگا ندی کے کٹاؤ کی وجہ سے ختم ہوگئی فی الوقت ترکہ پدری میں سے کچھ باقی ہے والد گرامی مرحوم جناب حجاب شیخ علم دوست اور دین دار آدمی تھے صوم وصلاۃ کے خوب پابند تھے حتی کہ تہجد کی نماز بھی آپ ادا کرتے تھے۔ ساتھ ہی اخلاق وکردار کے اعتبار سے بھی اپنے علاقہ میں بہت اچھے مانے جاتے تھے اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کیا اور نہ ہی کبھی آپ کے خلاف کوئی پنچایت ہوئی۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ وغیرہ کی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں اور ابتدائی اردو فارسی اور عربی کی تعلیم دارالعلوم پیار پور امانت میں حاصل کی جب کہ ابتدائیہ تا درجہ ثالثہ کی تعلیم جامعہ کلیمیہ

سراج العلوم اتر دریاپور (موجودہ نام غریب نواز مشن) کلیا چک میں رہ کر حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ درجۂ رابعہ تا درجۂ فضیلت کی تعلیم ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ میں حاصل کی اور بموقع عرس حافظ ملت ۱۹۸۶ء میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے بتایا جاتا ہے کہ راج محل کے مصباحی علمائے کرام میں سب سے پہلے آپ کی ہی فراغت جامعہ اشرفیہ سے ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے راج محل کا پہلا مصباحی آپ ہوئے۔

سن فراغت۔ ۱۹۸۶ء

مشہور اساتذۂ کرام۔ بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی مدظلہ النورانی، محدث جلیل علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ دام ظلہ النورانی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ رضوی اساتذۂ اشرفیہ۔ مفتی ظفر حسنین صاحب، مولانا سفیر الدین صاحب اساتذۂ جامعہ کلیمیہ اتر دریاپور اور ابتدائی اساتذہ میں مولانا روح الامین صاحب اور منشی فہیم الدین صاحب قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی عابد حسین صاحب مصباحی جمشید پوری شیخ الحدیث جامعہ فیض العلوم جمشید پور، حضرت مولانا مفتی جمال مصطفی صاحب صدر المدرسین جامعہ امجدیہ گھوسی حضرت مولانا حافظ جمیل احمد صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ بدست اقدس حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمن عباسی علیہ الرحمہ دھام نگر شریف اڑیسہ۔

خدمات۔ بعد فراغت ۱۹۸۶ء میں بحیثیت شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ رگھوناتھ گنج (جنگی پور) مرشدآباد بنگال سے درس و تدریس کا آغاز ہوا چند سال تک انتہائی ذوق و شوق کے ساتھ ادارۂ ہذا میں فرائض منصبی کو نبھانے کے بعد کچھ عرض عارض کے سبب مستعفی ہو کر جامعہ

رزاقیہ کلیمیہ شیداپور مرشدآباد میں شیخ الحدیث کے عہدے پر مقرر ہوئے اور یہاں پر بھی دس سال تک تدریسی خدمات انجام دیئے پھر الجامعۃ القادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ میں اسی پوسٹنگ میں بحال ہوئے اس کے بعد جامعہ گلشن کلیمی پھول بڑیا عیدگاہ راج محل اسی طرح چھوٹے بڑے کئی ایک اداروں میں آپ اپنی ۳۶ سالہ تدریسی خدمات کو مختلف مراحل میں انجام دینے کے بعد فی الوقت اول ادارہ جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ میں دوبارہ منصب شیخ الحدیث پر فائز رہ کر دینی خدمات انجام دے رہے ہیں اس دوران آپ کے سیکڑوں تلامذہ وشاگرد پیدا ہوئے جو ملک کے مختلف گوشوں میں دین وسنیت کا کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک کامیاب درس گاہی استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ حاضر جواب مناظر اور باذوق مصنف بھی ہیں، تقریباً ایک درجن کتابیں آپ کی تصنیفات وتالیفات میں سے منظر عام پر آ چکی ہیں جو مقبول عوام وخواص ہو چکی ہیں آپ ایک کہنہ مشق مفتی بھی ہیں آپ کے اب تک بہت سارے فتاویٰ صادر ہو چکے ہیں جو آپ کے علمی افادات میں شمار ہوتے ہیں۔ دینی وملی سرگرمیوں میں عموماً پیش پیش رہتے ہیں مسلک حق اہل سنت و جماعت پر علاقے میں اگر باطل کی طرف سے کبھی بھی حملہ ہوا تو دلائل اہل سنت کو پیش کرنے اور مؤثر لائحۂ عمل تیار کرنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں ساتھ ہی حسن تدبیر اور صالح حکمت عملی کے ذریعہ باطل کی سرکوبی بھی منصوبہ بند طریقے سے کرنے کا ایک اچھا ملکہ آپ کے اندر پایا جاتا ہے۔

اہم کارنامہ۔

آپ کے تدریسی وتعمیری کارنامے بہت ہیں جن میں سے یہ دو اہم ہیں (۱) انجمن رضائے مصطفی دکھن بلاس گاچھی (پران پور) راج محل کا قیام (۲) مرشدآباد کے ایک گاؤں

ایلیر اوپور میں ایک جامع مسجد کی تعمیر۔

قلمی خدمات۔آپ ماشاءاللہ مجمع البحرین عالم دین ہیں اردو زبان کے ساتھ ساتھ بنگلہ زبان میں بھی آپ کی متعدد تصنیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔(۱) الاحادیث الصحیحہ بالمادۃ الغیبیہ اردو (۲) الاحادیث الصحیحہ بالمسائل الضروریہ اردو (۳) فضائل دعا منتخب من الاحادیث الصحیحہ (۴) الخصائص المصطفویہ من الاحادیث الصحیحہ اردو (۵) احکام میت بنگلہ (۶) حبیبی تحفہ باصلاۃ مصطفی بنگلہ (۷) جشن عید میلاد النبی (۸) ضروری مسائل بنگلہ۔

اولاد وامجاد۔ پانچ صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں آپ کی یادگار میں سے ہیں صاحب زادگان یہ ہیں (۱) حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب مصباحی (جانشین) (۲) محمد رضا آٹوموبائیل انجینئر (۳) جہانگیر عالم دسویں کلاس پاس کرنے کے بعد کاروبار میں لگ چکے ہیں (۴) مولانا غلام محی الدین صاحب کاروبار (۵) شکیل احمد کپڑے کی تجارت کر رہے ہیں۔ صاحب زادیوں میں سے ایک ریحانہ شادی شدہ ہیں اور چھوٹی صاحب زادی بے نظیر خاتون کی بھی شادی مولانا غلام محی الدین پیارپوری سے ہو چکی ہے۔

عمرہ وزیارت مدینہ شریف۔۲۰۱۶ء میں آپ عمرہ اور زیارت النبی ﷺ سے مشرف ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اشرفی پیارپور رپھول بڑیا

نام مع ولدیت۔محمد عبدالحق اشرفی ابن محمد شاہد علی مرحوم

تاریخ پیدائش۔ ۱۴/اپریل ۱۹۶۰ء

گھر کا پتہ۔ پیارپور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ فی الوقت انتقال مکانی کرکے۔ پھول بڑیا لکھی پور سجن پور تھانہ راج محل صاحب گنج میں مستقل سکونت اختیار کر چکے ہیں۔

خاندانی حالات۔آپ کا گھرانہ مجموعی طور پر دین دار اور متوسط الحال گھرانہ ہے والد گرامی زمین جائداد کے اعتبار سے اگرچہ بہت اچھے نہیں تھے مگر علم دوستی اور دینی رجحان ان کے اندر شروع سے ہی پائے جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ شروع میں جب مولانا موصوف نے اسکول میں پڑھائی شروع کی تو کچھ دنوں کے بعد والد صاحب نے فرمایا کہ بیٹا ہم کوئی خوش حال اور متمول گھرانے کے آدمی نہیں ہیں دنیاوی تعلیم میں زیادہ خرچ کرنا میرے بس سے باہر ہے لہٰذا تم دینی تعلیم حاصل کرو کیوں کہ اس میں نسبتاً خرچ کم ہے ساتھ ہی سب سے اہم بات یہ ہے کہ مولانا بنوگے تو کم ازکم ہمارے مرنے کے بعد دعائے مغفرت تو صحیح طریقے سے کرتے رہوگے۔والد صاحب کے اس فیصلے نے دینی تعلیم کے لئے راہ ہموار کردی اور مدرسہ میں پڑھائی کا آغاز ہوگیا۔

ابتدائی تعلیم۔تقریباً ۱۹۷۲ء میں دارالعلوم پیارپور سے تعلیم وتربیت کا آغاز ہوا اسی ادارے میں حضرت مولانا فیض الدین صاحب مرحوم کے زیر سایہ رہ کر ابتدائی درجات مثلاً ناظرہ قرآن پاک اور ابتدائی اردو فارسی تعلیم حاصل کی اس اعتبار سے مولانا فیض الدین مرحوم کا بڑا احسان ہی کہا جائے گا کہ انہوں نے دینی تعلیم کے لیے استاذ کی حیثیت سے راہ ہموار فرمائی اور دینی تعلیم کا جذبہ بھی آپ کی وجہ سے پیدا ہوا بہرکیف جب تعلیم کا شوق زیادہ ہوا تو گھر سے

دور کہیں بڑے مدرسے میں داخلہ کا ارادہ لے کر سب سے پہلے فتح پور بھاگل پور کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا جہاں پر حضرت علامہ مفتی شاہ جہاں صاحب بھاگل پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مولانا مقصود عالم صاحب کے زیر شفقت رہ کر درجۂ اعدادیہ واولیٰ کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی شاہ جہاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشورے سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے یوپی کے مشہور ومعروف ادارہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ کے ارادے سے پہلی مرتبہ اپنے گھر سے سینکڑوں میل دور کا سفر کیا مگر ایام داخلہ گذر جانے کی وجہ سے جامعہ میں تو داخلہ نہیں ہو سکا البتہ اجمل العلوم سنبھل میں بآسانی داخلہ ہو گیا اور اسی میں درجۂ ثانیہ وثالثہ کی تعلیم حاصل کی اسی دوران حضور سرکار کلاں حضرت سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقدس ہاتھوں پر شرف بیعت کی سعادت حاصل کی پھر مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے معروف ادارہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا پھر کچھ دنوں کے لئے مظہر اسلام میں بھی پڑھا اور رابعہ تا درجۂ فضیلت کے علوم وفنون پر مشتمل تمام متوسطات اور منتہی درجات کی کتابوں کی تحصیل علم کے بعد ۱۹۷۸ء میں منظر اسلام کے سالانہ اجلاس کے موقع پر علما ومشائخ بالخصوص تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کے بابرکت ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے مگر ذوق علم کے جذبات نے تحصیل علم کو یہیں پر ختم نہیں ہونے دیا بلکہ اس کے بعد بھی عربی زبان میں مہارت کے لیے ندوۃ العلما لکھنؤ میں تخصص فی العربی میں داخلہ لیا ایک سال تک کورس کرنے کے بعد یہاں کی آب وہوا ناموافق ہونے کی وجہ سے طبیعت خراب ہو گئی اور مجبوراً مذکورہ کورس کو ایک ہی سال میں موقوف کرنا پڑا۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ علامہ سید عارف صاحب قبلہ، علامہ بلال صاحب پورنوی، علامہ عبدالخالق پورنوی، مفتی بہاء المصطفیٰ گھوسی، محدث ثناءاللہ مئو، مفتی محمد اعظم قبلہ، مفتی اختصاص الدین صاحب قبلہ اور علامہ نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ قابل ذکر ہیں ساتھ ہی باعث فخر کی بات ہے کہ بخاری شریف کے ممتحن کی حیثیت سے امام النحو حضرت علامہ سید شاہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت علامہ مولانا مفتی حنیف خاں صاحب بریلوی، حضرت مولانا تطہیر عالم صاحب بریلوی، حضرت مولانا قمر عالم صاحب مظفرپوری، حضرت مولانا ایوب صاحب اسلام پور اور حضرت مولانا بشیر الدین صاحب بھاگل پوری قابل ذکر ہیں۔

خدمات۔ فراغت اور ایک سال تخصص فی العربی کے بعد تقریباً ۱۹۸۰ء میں اپنے ہی گاؤں اور ابتدائی مادر علمی دارالعلوم پیارپور سے تدریسی خدمات کا آغاز ہوا اور مختلف اداروں میں بشمول جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیداپور مرشدآباد میں تدریسی مراحل طے کرتے ہوئے اپنے علاقہ راج محل کے دارالعلوم اشرفیہ دیانت العلوم بیر بنا میں ایک لمبی مدت تک تدریسی خدمات انجام دیں تقریباً گیارہ سال تک آپ نے اس ادارہ کے لیے خوب محنتیں کیں مکتب نما مدرسہ کو ایک دارالعلوم کی شکل دینے میں آپ کا بڑا ہاتھ رہا آپ کی صدارت میں اس ادارہ کی اس حد تک ترقی ہوئی کہ راج محل میں کئی سال تک معیاری اداروں میں سے ایک بیر بنا مدرسہ بھی جانا اور مانا جاتا تھا لیکن کچھ امور سے دل برداشتہ ہو کر اس سے مستعفی ہو گئے جس کی وجہ سے ادارہ کی ترقی بھی موقوف ہو گئی۔ اس کے بعد علاقہ راج محل کے مشہور ومعروف ادارہ دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا کے ارکان کی دعوت پر وہاں گئے اور گذشتہ کئی سالوں سے آپ یہیں پر تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں (تادم تحریر) بہرحال آپ کی چالیس سالہ تدریسی

خدمات راج محل کے علماے موجودین کے اندر غیر معمولی اور فقید المثال خدمات کہی جائیں گی اس بیچ آپ کے سینکڑوں تلامذہ پیدا ہوئے جو وقت کے جید علماے کرام میں شمار کیے جاتے ہیں اور دین وسنیت کے کام میں مصروف ہیں اس طویل مدت میں آپ نے مناظرہ، اصلاح معاشرہ اور عوام اہل سنت میں آپسی اتحاد وہم آہنگی میں غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں بتایا جاتا ہے کہ کوئلہ بازار راج محل میں دیوبندی مولوی اختر بھاگل پوری اپنی ٹولی کے ساتھ تقریر کرنے آیا تھا اور معمولات اہل سنت کے خلاف بولتے ہوئے استعانت رسول اور اختیارات مصطفی کے خلاف بیان دے رہا تھا کہ مولانا موصوف نے اپنے ہمراہ حضرات مولانا بشیر الدین صاحب بھاگلپوری کو لے کر مولوی اختر کے اسٹیج پر پہنچ گئے اور ارکان اجلاس سے اجازت لے کر قرآن وحدیث سے مزین دلائل اہل سنت کو سامعین کے سامنے جب پیش کیا تو دیوبندی مولوی کی بولتی بند ہوگئی سامعین میں سے اکثر بشمول صدر کمیٹی اجلاس نے مولوی اختر کو کہا کہ آپ صرف بے دلیل باتیں کرتے ہیں اور فتنہ پیدا کرتے ہیں آپ اسٹیج سے اتریں چنانچہ اسے وہاں سے بھگا دیا گیا بہر کیف حضرت مولانا عبد الحق صاحب اشرفی علماے راج محل میں قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی سنجیدہ اور خوش مزاج عالم دین ہیں علم وفضل میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔

اولاد وامجاد۔ آپ کی یادگار میں سے پانچ صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں ہیں۔ صاحب زادوں میں ماشاء اللہ دو حافظ قرآن اور ایک مصباحی عالم دین ہیں اور ایک درجۂ رابعہ کے طالب علم ہیں ساتھ ہی صاحب زادیاں بھی حسب ضرورت دینی تعلیم سے آراستہ ہیں فقیر مرتب کے نزدیک علماے راج محل میں مولانا موصوف کی یہ امتیازی خصوصیت ہوگی کہ جنہوں نے حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ساری اولاد کو عالم دین بنایا۔ **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

حضرت مولانا یوسف علی صاحب آکون بنّہ پیار پور

نام مع ولدیت۔ محمد یوسف علی ابن محمد خورشید علی ابن الحاج ضمیر الدین۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۶۲ء

گھر کا پتہ۔ ساکن آکون بنّہ پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ اباء واجداد مجموعی طور پر دیندار اور اخلاق مند تھے مہنگائی کے زمانے میں آپ کے دادا نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی تھی علاقے میں بڑا اثر ورسوخ تھا پیشہ کے اعتبار سے کاشت کاروں میں شمار ہوتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ دار العلوم پیار پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور یہیں سے بہار بورڈ کے تمام امتحانات وسطانیہ تا فاضل بھی دیئے۔

اعلیٰ تعلیم۔ دار العلوم پیار پور کے بعد دورۂ حدیث تک تعلیم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور سے حاصل کی ۱۹۸۶ء میں مظاہر العلوم سے سند فراغت حاصل ہوئی۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت مولانا فیض الدین صاحب مرحوم پرنسپل دار العلوم پیار پور حضرت مولانا عبد الشکور صاحب استاذ مدرسہ ہذا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ پیر طریقت حضرت آفتاب الزماں رنگ پور بنگلہ دیش کے سلسلے میں مرید ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد اپنے ہی گاؤں میں مدرسہ مقصودیہ نام کا آپ نے ادارہ قائم کیا اور رجسٹریشن کرا کے جھارکھنڈ بورڈ سے ملحق کرانے کی امید پر طویل مدت سے کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ اپنے گاؤں کی جامع مسجد کی تعمیر وترقی میں بھی آپ کا بڑا ہاتھ رہا فراغت اگرچہ مظاہر العلوم سہارن پور سے ہے تاہم عقائد ومعمولات میں مسلک اہل سنت وجماعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ علماے اہل سنت کے دوش بدوش اہل سنت وجماعت کی تمام تحریکات میں پیش پیش رہتے ہیں۔

اولاد۔ ۷ لڑکے اور دو لڑکیاں آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رضوی حسن ٹولہ

پرنسپل مدرسہ زینت العلوم (عالیہ) حسن ٹولہ نرائن پور

نام مع ولدیت۔ محمد عبدالعزیز ابن شمس الدین ابن نور محمد شیخ

تاریخ پیدائش۔ ۱۰/ جولائی ۱۹۶۲ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ حسن ٹولہ کے ایک دین دار گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی آبا و اجداد مجموعی طور پر سنجیدہ مزاج اور شریف الطبع لوگوں میں سے تھے گاؤں کے لوگ عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھتے تھے والدین کریمین بھی اخلاق و کردار اور سیرت وصفات میں اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے صوم وصلاۃ کی پابندی اور علم دوستی میں بھی بلند نام رکھتے تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے محلہ کے مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں حضرت مولانا ایوب صاحب مان سنگھا کے زیر سایہ اور ان کی خصوصی نگاہ کرم میں رہ کر ابتدائی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے ساتھ ہی حضرت مولانا سراج احمد صاحب اشرفی بھاگل پوری کی خصوصی توجہات شامل رہی۔

اعلیٰ تعلیم۔ استاذ گرامی حضرت مولانا ایوب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو رشتے میں ماموں بھی لگتے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ عبدالعزیز ہونہار ہونے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا شوق بھی رکھتا ہے تو والدین کریمین سے علم دین کی فضیلت اور بروز قیامت علما کے والدین کی عظمت وکرامت بیان کرکے لڑکے کو عالم دین بنانے کی خوب ترغیب دی حتی کہ والد گرامی مزید دینی تعلیم کے لیے یوپی لے جاکر کسی بڑے مدرسہ میں داخلہ کرانے پر تیار ہوگئے چناں چہ

استاذ گرامی نے مولانا موصوف کو اور ان کے کچھ رفقاے درس کو اپنے ہم راہ یوپی کے مرادآباد پہنچا کر ایک مدرسہ میں داخلہ کرایا اس طرح یہیں سے اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار ہوئی کچھ دنوں تک مرادآباد میں پڑھنے کے بعد مرکز اہل سنت بریلی شریف کی قدیم اور معیاری درس گاہ جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیا اور اسی ادارے سے دستار فضیلت اور سند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت مولانا ایوب صاحب علیہ الرحمہ مان سنگھا، حضرت علامہ مولانا مفتی معین الدین صاحب سنبھلی، حضرت علامہ مولانا نعیم اللہ خاں صاحب بریلی شریف۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا عبدالستار صاحب رضوی حسن ٹولہ، حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب حسن ٹولہ اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی حسن ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف سے ہیں۔

خلافت۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ النورانی بریلی شریف سے خلافت حاصل ہے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد حسن ٹولہ کے کچھ ذمہ دار اور ذی شعور افراد نے مدرسہ زینت العلوم (عالیہ میں سرکاری نوکری) میں تقرری کی پیش کش کی اور فضل الٰہی سے ۱۹۹۰ء میں ہی حکومت کے یہاں سے تنخواہ جاری ہوگئی پھر ۲۰۰۴ء میں پرموشن ہوکر پرنسپل کی جگہ پر فائز ہوگئے۔

مولانا عبدالعزیز صاحب حسن ٹولہ کے علماے کرام میں ایک ذمہ دار اور بااخلاق ہردل عزیز عالم دین ہیں تواضع وانکساری اور خندہ پیشانی سے ملنا ان کی خاص فطرت مانی جاتی ہے دینی ومسلکی سرگرمیوں میں حتی الامکان پیش پیش رہتے ہیں اور رضویات کے باب میں انتہائی متصلب اور مسلک اعلیٰ حضرت کے کامل پابند عالم دین میں آپ کا شمار ہوتا ہے کبھی بھی مسلک

اعلیٰ حضرت پر اگر کسی کی طرف سے انگشت نمائی ہوئی تو کسی قیمت پر ایسے آدمی سے آپ کوئی
سمجھوتہ نہیں کرتے بلکہ مسلک کی حفاظت میں کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار ہو جاتے ۔
چوں کہ شروع ہی سے گاؤں میں ملازمت پر مامور رہے اس لیے خدمات دینیہ بھی ایک حد تک
اسی علاقے تک محدود رہی ورنہ ایسے عالم دین سے وسیع خدمات کی امید کی جاسکتی تھی ۔
بہرحال گاؤں گھر کے دینی معاملات میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں ۔

اولاد ۔ آپ کی کل چھ اولادیں ہیں ۔ دو صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں ۔ (۱)
بڑے صاحب زادے عزیزم محمد طارق اعظم رضوی سلمہ جو علم دین سے مزین ہونے کے ساتھ
D.EL.ED. کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں (۲) دوسرے صاحب زادے عزیزم تحسین
رضا رضوی سلمہ دینی تعلیمات سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ I.A. کی ڈگری حاصل کرنے
کی تیاری میں ہیں ۔

حضرت مولانا عبد الستار صاحب رضوی حسن ٹولہ

نام مع ولدیت ۔ عبد الستار ابن عبد المنان بن بدر شیخ
تاریخ پیدائش ۔ ۱۰؍ جولائی ۱۹۶۲ء
گھر کا پتہ ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ ۔
خاندانی حالات ۔ اباواجداد علاقے میں نیک اور شریف الطبع لوگوں میں شمار ہوتے تھے
سیدھے سادے اور بااخلاق لوگوں پر مشتمل ایک اچھا خاندان مانا جاتا تھا پیشہ کے اعتبار سے
خاندان کے لوگ عام طور پر کاشت کاری کو ہی ترجیح دیتے آ رہے ہیں ویسے آج کل ممبئی وغیرہ
میں تلاش رزق کے لیے کچھ لوگ کاروبار بھی شروع کر چکے ہیں والد گرامی صوم صلاۃ کے بہت

پابند تھے بتایا جاتا ہے کہ کھیتی باڑی کے کام میں اگر میدان وصحراء میں نماز کا ٹائم
ہوجاتا تھا تو وہیں پر نماز ادا کرتے تھے غرباء ومساکین کی امداد وہمدردی میں اپنی ایک خاص
پہچان رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ عوام الناس میں ان کی بہت زیادہ مقبولیت تھی ۔
ابتدائی تعلیم ۔ ناظرہ وغیرہ کی تعلمات اپنے محلہ کا مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں حضرت
مولانا ایوب علی علیہ الرحمہ مان سنگھا اور مولانا سراج احمد صاحب اشرفی بھاگل پوری سے حاصل کیے ۔
اعلیٰ تعلیم ۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ملک کی دینی تعلیم کے اعتبار سے مرکزی ریاست یوپی
کا سفر کئے اور سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی معین الدین صاحب اشرفی سنبھلی کے زیر سایہ
رہ کر کچھ کتابوں کی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع مئو اور الجامعۃ
الاشرفیہ مبارک پور وغیرہ میں متوسطات کی تحصیل کے بعد بالآخر بریلی شریف پہونچ کر جامعہ
نوریہ باقر گنج میں داخلہ لیا اور حضور تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف
اور دیگر اساتذۂ جامعہ نوریہ سے اکتساب علم کرنے کے بعد ۱۹۹۰ء میں دستار فضیلت سے
نوازے گئے ۔ ختم بخاری شریف حضور خلیفۂ مفتی اعظم ہند علامہ مفتی مبین الدین صاحب
امروہوی علیہ الرحمہ نے فرمایا اور حضرت کے ہی مقدس ہاتھوں سر پر دستار علم وفضل باندھا گیا ۔
مشہور اساتذۂ کرام ۔ حضرت مولانا مفتی معین الدین صاحب اشرفی سنبھلی، حضرت
مولانا مفتی عبد المنان صاحب کلیمی، حضرت مولانا نصیر الدین صاحب عزیزی، حضرت
مولانا شمس الھدی صاحب کے علاوہ حضرت مولانا ایوب علی صاحب مان سنگھا اور حضرت
مولانا سراج احمد صاحب اشرفی بھاگل پوری قابل ذکر ہیں ۔
بیعت وارشاد ۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف ۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے اپنی ابتدائی تعلیم وتربیت کے مادر علمی مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ سے تدریسی دور کا آغاز ہوا اور مسلسل نو سال تک ادارہ ہذا میں شرح جامی تک کے طلبہ کو اپنے علمی فیضان سے بہرور کئے پھر اس کے بعد بیسن پوردھان گڑھا ضلع مالدہ بنگال کے ایک مدرسہ میں تقریباً تین سال تک تدریسی خدمات انجام دیئے اور اس کے بعد گیارہ سال تک عنایت پور ضلع مالدہ کے ایک ادارہ میں درس وتدریس کا کام کرنے کے بعد ابھی فی الوقت اپنے گھر پر ہی تجارتی کاروبار شروع کر چکے ہیں بہر کیف مولانا عبدالستار صاحب ایک خلیق وملنسار عالم دین ہیں دینی وملی سرگرمیوں میں اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ حصہ لیتے ہیں آج کے آزمائشی دور میں بلاوجہ کسی کی مخالفت اور تنقید میں منہ نہیں کھولتے اور بلند اخلاق وکردار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

نکاح واولاد۔ ۱۹۹۱ء میں مان سنگھا کے جناب الحاج جلال الدین صاحب کی دختر نیک اختر سے عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے ایک صاحب زادے اور ایک صاحب زادی پیدا ہوئیں۔

حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب حسن ٹولہ راج محل

نام مع ولدیت۔ محمد جلال الدین ابن محمد خدا بخش ابن محمد قربان

تاریخ پیدائش۔ ۳؍مارچ ۱۹۶۳ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج

ابتدائی تعلیم۔ گاؤں کا مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں ناظرہ سے لے کر کچھ ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد مدرسہ غوثیہ رضویہ حاجی نگر ضلع اورنگ آباد بہار میں داخلہ لیا اور یہاں پر مزید ابتدائی درجات کو مکمل کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سب سے پہلے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے

معروف ادارہ جامعہ نوریہ باقر گنج میں داخلہ لیا اور یہاں پر رابعہ تک کی تعلیم مکمل فرمائی بعدہ ہندوستان کی ایک بڑی درسگاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور فضیلت تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۷ء میں جامعہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے شاد کام ہوئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضور تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خان علیہ الرحمہ، بقیۃ السلف علامہ مبین الدین امروہوی علیہ الرحمہ، نمونۂ اسلاف علامہ مفتی ایوب خاں صاحب نعیمی مدظلہٗ العالی، جامع معقولات ومنقولات علامہ ہاشم صاحب نعیمی مدظلہٗ، حضرت علامہ مفتی ایوب صاحب رضوی، علامہ مجاہد حسین صاحب رضوی الہٰ آبادی وغیرہم کے علاوہ ماہر علم وفن حضرت علامہ مفتی شبیر احمد صاحب پورنوی مدظلہٗ النورانی، علامہ بشیر الدین صاحب رضوی اور ابتدائی تعلیم کے بہت ہی مشفق استاذ حضرت مولانا ایوب صاحب مان سنگھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور منشی عبدالرؤف مرحوم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا ایوب احمد صاحب حسن ٹولہ، حضرت مولانا الحاج سجاد حسین صاحب حسن ٹولہ اور حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب دیناج پوری قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد چند مہینوں کے لیے جودھپور راجستھان کے ایک مدرسہ میں آپ نے تعلیم دی پھر اس کے بعد اپنے گاؤں کے مادر علمی مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں کافی

دنوں تک تدریسی خدمات انجام دیں اس دوران آپ نے ادارہ کی تعمیر وترقی کے لیے خوب محنتیں کیں اور سرزمین راج محل ادارہ کو تعلیمی اعتبار سے عروج تک پہنچایا ساتھ ہی رضویات کے باب میں اپنے علاقے کے لوگوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں بھی آپ کا بڑا ہاتھ رہا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو اپنے علاقے میں لاکر عوام الناس کو داخل سلسلہ کر کے مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن فرمایا علاقہ راج محل میں فروغ رضویت کے لیے آپ نے جس جد جہد کے ساتھ کام کیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے فکر رضا اور مسلک اعلیٰ حضرت ہی آپ کا اوڑھنا بیٹھنا ہے یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے موقف کے ثبوت میں آپ کی معلومات بہت ہی وسیع اور قابل تحسین مانی جاتی ہے اور علمائے راج محل معلومات رضویہ کے باب میں عام طور پر آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں بہرحال مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں تدریسی خدمات اور ہر علاقے کے لیے رضویات میں لوگوں کو راسخ بنانے کے علاوہ آپ نے مدرسہ عیدالمسلمین فیلوٹولہ میں بھی کچھ دنوں تک درس دی اسی طرح مدرسہ حنفیہ نوریہ حاجی بادل ٹولہ میں بھی کافی دنوں تک منصب صدارت پر رہ کر تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔
حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی کے قائم کردہ ادارہ جامعہ نوریہ شام پور بنگال اور مدرسہ رحمانیہ چانچل بنگال میں بھی آپ نے کچھ دنوں تک پڑھایا اور فی الوقت مرشدآباد بنگال کے ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اہم کارنامہ۔

آپ ایک کثیر التلامذہ استاذ ہیں علاقہ راج محل کے تین معروف اداروں میں آپ نے زندگی کے بیشتر حصوں میں تعلیم دی جس کی وجہ سے بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ اس علاقے کے نوجوان

علمائے کرام میں زیادہ تر علما آپ کی بارگاہ کے تربیت یافتہ ہیں اور دینی ملی اور مسلکی معاملات میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔اس کے علاوہ اپنے ہم عصر علمائے کرام میں بھی آپ ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔آپ ایک باصلاحیت درسگاہی مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی وقت بھی ہیں مسلمان راج محل کے شرعی معاملات مثلاً نکاح طلاق وغیرہ کو حل کرنے میں بحیثیت مفتی وقاضی آپ کو علاقے میں مدعو کیا جاتا ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے آپ عوام الناس کے مسائل کو حل فرماتے ہیں اس طرح اپنے ماننے والے علمائے کرام میں آپ کو ایک بڑے مفتی اور قاضی شرع کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔مولانا موصوف کا ایک بڑا کارنامہ یہ بتایا جاتا ہے کہ ۲۰۰۲ء میں جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا سرزمین راج محل ورود مسعود ہوا تھا اس کے لیے آپ محرکین میں سرفہرست تھے اور آپ کی محنت وکاوش کا اس پروگرام میں بڑا دخل رہا۔
اولاد وامجاد۔آپ کی کل آٹھ اولاد ہیں تین صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں ہیں صاحب زادوں میں سے دو بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کاروبار میں لگ چکے ہیں جب کہ تیسرے صاحب زادے ابھی زیر تعلیم ہیں۔صاحب زادوں میں سے ایک کی شادی ہوچکی ہے اور دو ابھی باقی ہیں۔

حضرت مولانا معین الدین صاحب کربلا

نام مع ولدیت۔ محمد معین الدین ابن غلام رسول ابن محمد کریم شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۵؍فروری ۱۹۶۶ء اور باعتبار آدھار کارڈ ۱۹۶۲ء

گھر کا پتہ۔ ساکن کربلا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آباء واجداد مجموعی طور پر دین دار اور صوم وصلاۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوست بھی تھے یہی وجہ ہے کہ مولانا اوران کے دو بھائی دونوں عالم دین ہیں اور ماشاء اللہ اخلاقی اعتبار سے بھی بہت اچھے مانے جاتے ہیں۔ والد گرامی کا اصل پیشہ تو کاشت کاری ہی تھا مگر کچھ حد تک مویشی (گائے، بھینس) پالنے کا بھی کام کرتے تھے علاقے میں متوسط الحال لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گھر سے متصل علاقے کا ایک قدیم ادارہ مدرسہ غوثیہ نظامیہ منظر اسلام کربلا میں ناظرہ اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سلطان پور یوپی کے مشہور ادارہ جامعہ عربیہ سلطان پور میں داخلہ لیا اور متوسطات و منتھی درجات کی تعلیم اسی ادارے سے حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۵ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے پھر دوسرے سال جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے بھی تبرکاً سند فضیلت حاصل کی۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا معین الدین خاں صاحب اعظمی حضرت مولانا واجد علی صاحب، حضرت مولانا اقبال احمد صاحب بہاری استاذ جامعہ عربیہ سلطان پور کے علاوہ

حضرت مولانا تاج الدین صاحب اور حضرت مولانا ایوب صاحب مان سنگھا قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب فیلوٹولہ، حضرت مولانا غلام رسول صاحب، حضرت مولانا سکندر صاحب، وغیرہ ہم گنے جاسکتے ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد ۱۹۸۷ء میں سب سے پہلے مدرسہ دیانت العلوم بیربنا سے تدریس کا آغاز کیا مسلسل پانچ سال تک انتہائی خلوص ومحبت اور جاں فشانی کے ساتھ درس دیا پھر اس کے بعد فیلوٹولہ کے مدرسہ عیدالمسلمین میں سات سال تک اور مدرسہ قاسم البرکات بادل ٹولہ میں سات سال تک تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد گذشتہ نو سالوں سے اپنے مادر علمی مدرسہ غوثیہ کربلا میں پوری ذمہ داری کے ساتھ پڑھاتے آرہے ہیں۔ علماے راج محل میں آپ ایک مخلص اور خاموش مزاج ہر دل عزیز عالم دین کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں اپنے شیریں اخلاق سے عوام وخواص میں بہت مقبول ہیں فتنہ وفساد اور خرافات سے دور رہتے ہیں ذمہ میں جو کام ہے اسی سے مطلب رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تقریباً ۳۵؍سالہ تدریسی زندگی تین چار مدرسوں میں ہی گذر گئی ورنہ آج کے وقت میں اراکین مدرسہ کے تحکمانہ افعال کو برداشت کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے بہر کیف آپ ایک عالم باعمل ہونے کی وجہ سے انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

اولاد وامجاد۔ کل چھ اولاد کے آپ مالک ہیں ۳ صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں۔

حضرت مولانا کرامت علی صاحب نعیمی کٹھل باڑی

نام مع ولدیت۔ محمد کرامت علی ابن منشی کتاب الدین ابن منشی جاگیر شیخ ابن حاجی شکر اللہ ابن چپیتھڑو شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ یکم اپریل ۱۹۶۳ء

گھر کا پتہ۔ کٹھل باڑی پوسٹ کٹھل باڑی تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ خاندانی اعتبار سے علاقے میں مشہور مُلّا گھرانا سے آپ کا تعلق ہے پہلے زمانے میں علاقے کے عرف کے مطابق ملّا منشی مولانا لوگوں کو کہا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے والد گرامی منشی کتاب الدین مرحوم اور جد امجد منشی جاگیر شیخ دونوں ہی اپنے محلے کی جامع مسجد اور عیدین کے امام تھے علمی اعتبار سے اگر چہ بہت اچھے نہیں تھے تاہم نماز روزہ کے ضروری مسائل سے ضرور آگاہ تھے بلکہ عام آدمی کو مسئلہ بھی بتاتے تھے بہر کیف آپ کا گھرانہ دین دار اور صوم وصلاۃ کا پابند مانا جاتا تھا پیشے کے اعتبار سے پہلے کی طرح ابھی بھی پورا گھرانا کھیتی باڑی اور کاشت کاری سے جڑا ہوا ہے اگر چہ اس وقت کچھ لوگ تجارت کی طرف بھی بڑھنے لگے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ ۹ رسال کی عمر میں والد گرامی کا سایہ اٹھ چکا تھا جس کی وجہ سے والد گرامی کی جگہ جناب منشی قاسم علی مرحوم سے آپ نے ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر جب معمولی اردو فارسی کا علم ہو گیا تو مزید تعلیم کے لیے دارالعلوم پیار پور (عالیہ مدرسہ) میں داخلہ لیا اور تقریباً چھ سال تک بہار بورڈ کے نصاب کے مطابق اس دارالعلوم میں علم حاصل کیا پھر اس کے بعد کلیا چک مالدہ کے مدرسہ مظہر العلوم علی پور میں درس نظامیہ کے اعتبا سے ازسرنو اعدادیہ سے ثانیہ تک کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اپنے گھر سے سینکڑوں میل دور کا سفر کر کے

جامعہ اجمل العلوم سنبھل مرادآباد میں داخلہ لیا اور کچھ جماعت تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مرادآباد کے مرکزی ادارہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور فضیلت تک کے درجات کی تکمیل کے بعد ۱۹۸۵ء میں جامعہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے شادکام ہوئے یاد رہے کہ آپ کے تعلیمی ادوار کی ایک بڑی خصوصیت یہ رہی کہ مسلسل پانچ سال تک آپ گھر نہ آئے بلکہ فراغت کے بعد کچھ دنوں تک درس دینے کے بعد ہی گھر لوٹے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ مفتی اختصاص الدین صاحب علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مبین الدین صاحب امروہوی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مفتی طریق اللہ علیہ الرحمہ، علامہ مفتی ایوب خاں صاحب مدظلہ النورانی اور علامہ ہاشم صاحب نعیمی مدظلہ العالی قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا ریاست علی رام پوری، اور حضرت مولانا عثمان غنی صاحب صدر المدرسین کلیمیہ سراجیہ غریب نواز مشن دریاپور قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ پیر طریقت خلیفہ حضور صدر الافاضل حضرت مولانا قاری عبد اللطیف صاحب سکری سے شرف بیعت حاصل ہے پھر بنگال آ کر حضور اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھہ مقدسہ سے طالب بیعت ہوئے۔

خدمات۔ علماے راج محل میں خدمات دینیہ کے اعتبار سے مولانا کرامت علی صاحب کا نام سرخیوں میں لکھے جانے کے لائق ہے اگر ان کی خدمات تحریر میں لائی جائیں تو صفحات بھر جائیں گے تذکرے میں چوں کہ اختصار مطلوب ہے اس لیے اہم خدمات اور نمایاں

کارناموں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے فراغت کے بعد چند مہینوں تک آپ نے بریلی شریف کے قصبہ سرولی کے محلہ بیاس کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے بعد جب وطن مالوف لوٹے تو دوسرے ہی دن حضرت مولانا قاری عبدالسلام صاحب مالدہی اور مفتی لقمان صاحب اشرفی کلیاچکی اور مولانا عثمان غنی صاحب صدرالمدرسین غریب نوازمشن دریاپور کی دعوت پر بامون گرام شجاع پور ضلع مالدہ کی ایک جامع مسجد میں امامت کے لیے منتخب ہوئے۔ بامون گرام جغرافی حیثیت سے ایسی جگہ ہے جو ضلع مالدہ میں دیو بندیوں اور دیوبندی نوازفرفرہ والوں کا گڑھ مانا جاتا ہے ساتھ ہی شجاع پور اور مضافات کو خون خرابہ کا مرکز تصور کیا جاتا ہے آپ نے یہاں پر انتہائی خلوص وللّٰہیت اور سنیت کی اشاعت کے جذبے کے ساتھ خوب محنتیں کیں۔ بعد نماز عشا بہار شریعت اور بعد نماز فجر کنزالایمان کا درس دینا شروع کیا جس سے لوگ خوب متأثر ہوئے اور معتقدین بھی بڑھنے لگے نتیجۃً فرفرہ کے مریدین میں سے کافی لوگ آپ کے ساتھ ہو کر ایک جماعت کی شکل اختیار کر گئے جو بعد میں اہل سنت و جماعت کے نام سے مشہور ہو گئے پھر اس کے بعد اختلاف کا شروع ہونا ایک فطری بات تھی چناں چہ دیوبندی نوازفرفرہ اوراپنے لوگوں کے درمیان آپسی تناؤ شروع ہو گیا بالآخر آپ کو اس مسجد سے مستعفی ہونا پڑا مگر آپ کی جدوجہد اور محنت وکاوش سے اس مسجد کے بغل میں اور اس سے بالکل متصل اہل سنت و جماعت کی ایک عالیشان مسجد کی بنیاد پڑی جس کا نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے نام منسوب کر کی ’’رضا جامع مسجد‘‘ رکھا جو آج ماشاء اللہ سنیت کی شان سمجھی جاتی ہے۔ یادرہے کہ یہاں پر سنیت کا چراغ جلانے میں آپ کو بے پناہ جدوجہد اور دیوبندیوں سے کئی بار مقابلہ کرنا پڑا ہے مناظرانہ انداز میں متعدد مرتبہ بحث

ومباحثہ بھی ہوا بلکہ فرفرہ والوں کی طرف سے یہ کوشش ہونے لگی کہ اس بہاری مولوی کو بامون گرام سے نکالو حتی کہ جان سے مارنے کا بھی پلان بنانے لگے مگر تائید غیبی ہی کہی جائے گی کہ آپ اپنے مشن میں آگے ہی بڑھتے رہے۔آپ نے حسن تدبیر سے فرفرہ مریدین کے بیچ سنی صحیح العقیدہ پیرومرشد کو لاکر لوگوں کو سنیت میں راسخ بنانے کے لیے مرید کرانا شروع کیا اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ لوگ مسلک حق میں اور زیادہ مضبوط ہو گئے اور سنیت کی نشرواشاعت میں آپ کا حوصلہ مزید بلند ہوتا گیا حتی کہ دین وسنیت کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ نے مدرسہ کا بھی قیام عمل میں لائے اوراس کا بھی نام امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے نام سے منسوب کر کے جامعہ رضویہ رکھا بعد میں پھر سرکار مخدوم کچھوچھہ کے نام کی مناسبت سے اشرف العلوم بھی بڑھایا آج کے وقت میں علاقہ شجاع پور میں رضا جامع مسجد بامون گرام اور جامعہ رضویہ اشرف العلوم بامون گرام کو سنیت کا قلعہ اور مرکز کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔

اہم کارنامے۔

آپ کے کارنامے بھی تفصیل طلب ہیں اختصار کے ساتھ چند باتوں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔(۱)رضا جامع مسجد بامون گرام بنیاد ۱۹۹۸ء

اس مسجد کا نام امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب رضا جامع مسجد رکھا گیا ہے حقیقت میں یہ مسجد فرفرہ والوں کے مقابلے میں سنیوں کی طرف سے بنائی گئی ہے چوں کہ بامون گرام میں سنیوں کی الگ کوئی مسجد نہیں تھی اور کمزور قسم کے لوگ بدمذہبوں کی مسجد میں جا کر ان کے پیچھے نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے اس لیے اس کی سخت

ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ کوئی اپنی مسجد ہوتی تو یہ بات نہ پیدا ہوتی چناں چہ مولانا موصوف کی انتھک جدوجہد سے بفضلہ تعالیٰ یہ خانۂ خدا معرض وجود میں آیا (۲) جامعہ رضویہ اشرف العلوم باموں گرام کا قیام۔ یہ ادارہ تو من کل الوجود مولانا کی محنت وکاوش اور خلوص وللّٰہیت کا عظیم ثمرہ ہے فرفرہ والوں سے اختلاف کے دوران حاجی مفیض الدین صاحب نے پانچ کٹھا اور جناب سلیمان شیخ نے ۳ کٹھا زمین مدرسہ ہذا کے نام وقف کی تھی جس پر آپ نے ۱۹۸۶ء میں علاقائی علما کرام کی موجودگی میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اس کے لیے علاقے کے سنی حلقوں میں گھر گھر جا کر آپ نے چندہ مانگا اور بھاگلپور پٹنہ مبارک پور اعظم گڑھ تک کے سفر کی صعوبت برداشت کر کے اس ادارے کے لیے لوگوں سے تعاون حاصل کیا اور اس کی ترقی کے لیے دن رات محنتیں کی جس کا نتیجہ آج کوئی بھی دیکھ سکتا ہے کہ آٹھ کٹھا نہیں پورے سات بیگھہ زمین پر مشتمل اہل سنت وجماعت کے قلعہ کی شکل میں جامعہ رضویہ کی دو منزلہ پر شکوہ بلڈنگ کھڑی ہے جس میں متعدد کمرے اور اشرفی مسجد ساتھ ہی پیران طریقت اور بیرونی علمائے اہل سنت کے قیام کے لیے ایک خوبصورت خانقاہ تیار کر چکے ہیں صحن مدرسہ سے متصل ایک خوبصورت بڑا تالاب بھی ہے جس میں مدرسہ کے طلبہ نہاتے ہیں اور مچھلی پال کر مدرسہ کے لیے ایک بڑی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ (۳) مدرسہ غوثیہ نوریہ کرامت العلوم پنچانندپور فیلڈ ضلع مالدہ کا قیام۔ ۱۹۹۳ء میں اپنے جیب خاص سے زمین خرید کر مدرسہ کے لیے وقف کیا۔ علاقہ پنچانندپور میں فروغ سنیت کے لیے آپ کا یہ کارنامہ بہت اہمیت کا حامل ہے خوش عقیدہ مسلمانوں کے اندر جب وہابیت کا بیج بونے کی کوشش ہونے لگی تو چوں کہ پنچانندپور میں آپ کا جانا آنا بہت تھا تو وہاں کے حالات دیکھ کر وہاں کے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کے لیے زمین خرید کر دین کے لیے

وقف کر دی الحمدللہ یہ ادارہ بھی نونہالان اہل سنت کی تعلیم وتربیت کے لیے علاقائی اعتبار سے نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔

(۴) ۲۰۲۰ء میں آپ نے اپنے وطن مالوف کے لیے ایک عظیم یادگار کے طور پر مدرسہ غوثیہ کتابیہ کرامت العلوم کٹھل باڑی کی بنیاد بھی رکھ دی ہے جو ابھی تعمیری مراحل سے گذر رہا ہے کٹھل باڑی قبرستان کے قریب سڑک کے کنارے اپنی ہی زمین پر اپنے والد گرامی جناب منشی کتاب الدین مرحوم کے نام سے منسوب کر کے آپ نے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ یہ تو تھے نمایاں کارنامے ورنہ اور بھی بہت سارے کارنامے ہیں طوالت کی وجہ سے یہاں تحریر کی مزید گنجائش نہیں ہے۔

مولانا کرامت علی صاحب کے خلوص وللّٰہیت کا اندازہ تو ایک حد تک قارئین کو ہو ہی گیا ہوگا اس کے علاوہ آپ کے اندر ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ بلا تنخواہ یہ سب کام انجام دیتے ہیں رب تعالیٰ نے آپ کی دعا تعویذ میں وہ تاثیر پیدا فرمائی ہے کہ صبح سے شام تک تعویذ والوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگی رہتی ہے اور یہ کام بھی فی سبیل اللہ کرتے ہیں اگر کسی نے اپنی طرف سے کچھ ہدیۃً دے دیا تو قبول کر لیتے ہیں ورنہ کوئی بات نہیں مطالبہ بالکل نہیں کرتے فی الوقت وعظ نصیحت دعوت وتبلیغ تعویذ نویسی اور اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ رضویہ اشرف العلوم کے اہتمام کے ساتھ ساتھ رضا جامع مسجد میں امامت وخطابت بھی نشان زندگی کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے علاقہ کلیا چک مالدہ اور اپنے علاقہ راج محل کے تمام تر دینی ملی اور مسلکی سرگرمیوں میں حصہ لینا اور مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے اپنی جان ودل سے سب کچھ قربان کر دینا ہی مشغلہ بن گیا ہے۔ الحمدللہ ۲۰۱۰ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

نکاح واولاد۔ عقد مسنون۔ جناب ممتاز مہاجن بلوا چارہ کلیا چک کی صاحبزادی رخسانہ کے ساتھ

۱۹۹۰ء میں عقد ہوا ان کے بطن سے ۴ صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں آپ کی یادگار میں سے ہیں دو صاحب زادے تو عالم دین ہو چکے ہیں باقی دو ابھی تعلیمی مراحل سے گذر رہے ہیں۔

حضرت مولانا سجاد صاحب قبلہ حسن ٹولہ

نام مع ولدیت۔ محمد سجاد حسین ابن محمد گلاب حسین مرحوم

تاریخ پیدائش ۱۹۶۴ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نارائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج

خاندانی حالات۔ آپ کے آبا و اجداد دھوبی قبیلہ سے مشہور تھے حالانکہ کپڑا دھونے کا پیشہ کبھی بھی نہیں رہا خاندان کے لوگ ماشاء اللہ مالی اعتبار سے ہمیشہ اچھے رہے زمینداری اور کاشتاری تو شروع سے ہی پیشہ رہا اور آج بھی ایک حد تک زمینداری باقی ہے آپ کے ایک بھائی بمبئی میں کاروبار کرتے ہیں اور سیٹھوں میں ان کا شمار ہوتا ہے جس کی وجہ سے پورا گھرانا ہی سیٹھ گھرانہ کہلاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں کے مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں ناظرہ وغیرہ کی ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر کچھ دنوں کے لیے بہار کے ضلع اورنگ آباد کے ایک مدرسہ میں بھی ابتدائی درجات کی کتابوں کا درس لیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستان کے مرکزی ادارہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجۂ ثالثہ تا درجۂ خامسہ کی تعلیم مکمل کی پھر کسی وجہ سے جامعہ کو الوداع کہ کر مرکز اہل سنت بریلی شریف کے معروف ادارہ جامعہ نوریہ باقر گنج میں داخلہ لیا وہاں کچھ دنوں تحصیل علم کے بعد درجۂ فضیلت کے لیے جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیا اور ۱۹۸۵ء میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت و سند

فراغت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خان علیہ الرحمہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ النورانی، محقق مسائل جدیدہ علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ مبارک پوری قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ ابتدائی تعلیم کے استاذ کی حیثیت سے حضرت مولانا ایوب صاحب مرحوم مان سنگھا مولانا بشیر صاحب مرحوم اور مولانا سراج الدین اشرفی صاحب مرحوم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی واعظ الحق صاحب پیار پوری، حضرت مولانا نور الحق صاحب حبیبی مرحوم قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ بدست اقدس حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ بعد فراغت ۱۹۸۶ء میں اپنے ہی گاؤں کے مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں کئی سال تک درس دیا پھر اس کے بعد مسلسل بارہ سال تک کلیا چک مالدہ کے مشہور ادارہ جامعہ کلیمیہ سراج العلوم (موجودہ نام غریب نواز مشن) دریاپور میں تدریسی خدمات انجام دیں اور یہاں پر معیاری کتابیں آپ نے پڑھائیں پھر مدرسہ گلشن کلیمی راج محل، مدرسہ کلیمیہ جگدیش پور کلیا چک مالدہ، مدرسہ فیضان رسالت ملکی مالدہ، مدرسہ رضویہ یتیم خانہ راجگانگ پور اڑیسہ جیسے اداروں میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں آپ ایک باکمال مدرس اور مضبوط صلاحیت کے مالک ہیں۔ منکسر المزاج خلیق وملنسار علماے دین میں شمار ہوتے ہیں۔ حالاں کہ ابھی بھی خاندانی حیثیت سے کافی زمین جائداد کے مالک ہیں۔ ۲۰۱۷ء میں اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوئے۔

اولاد وامجاد۔ تین صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت علامہ مولانا مفتی واعظ الحق صاحب مصباحی پیار پور

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ پنجانند پور مالدہ

نام مع ولدیت: واعظ الحق ابن امید علی۔ مختصر نسب نامہ واعظ الحق ابن امید علی ابن زید علی ابن نام دار ابن مداری ابن خلیل از اولاد حسن خاں مرحوم رام پوری۔

تاریخ پیدائش: صحیح تاریخ کا علم نہ ہوسکا البتہ ووٹر آئی ڈی میں ۱۹۶۵ء اور سند میں ۱۹۶۷ء درج ہے۔

گھر کا پتہ: امانت دیاڑا پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات: آپ متوسط الحال گھرانے میں پیدا ہوئے مجموعی طور پر خاندان کے لوگ نیک اور دیندار ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوست بھی تھے علاقہ راج محل کے مشہور خطیب حضرت مولانا تیمور علی مرحوم خاندانی رشتے میں دادا لگتے تھے بتایا جاتا ہے کہ آٹھ نو پشت پہلے آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ کی حیثیت سے جناب حسن خاں مرحوم رام پور یوپی کپڑے کی تجارت کرتے ہوئے یہاں آکر آباد ہوئے اور انہیں کی اولاد میں کچھ لوگ پیار پور کچھ لوگ بیگم گنج اور کچھ لوگ پنجانند پور میں پائے جاتے ہیں اور آج ماشاء اللہ علاقۂ مذکورہ میں یہ لوگ بااثر لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم: والد گرامی چوں کہ اسکولی تعلیم سے ایک حد تک متاثر تھے اس لیے تعلیم کا آغاز بھی عصری اور جنرل تعلیم سے ہوا تقریباً پانچ سال کی عمر میں گاؤں کے پرائمری اسکول میں والد صاحب نے داخلہ کرایا اور اس کا کورس مکمل کرنے کے بعد مڈل اسکول میں داخلہ ہوا یہاں کچھ دنوں پڑھنے کے بعد آہستہ آہستہ دینی تعلیم کا رجحان بڑھنے لگا اور آخر کار اسکول کو الوداع کہہ کر گاؤں کے ایک مکتب میں داخلہ لیا اور ایک ہی سال میں قاعدہ بغدادی سے

ناظرہ کلام پاک ختم ہوگیا۔ پھر گاؤں ہی کے ایک دوسرے مدرسے میں ابتدائی اور اعدادیہ کی کتابیں پڑھی پھر کچھ دنوں تک مدرسہ کلیمیہ سراج العلوم (اس وقت ملحق غریب نواز مشن) دریاپور کلیا چک میں تعلیم حاصل کی اور یہیں کے ایک مولانا ان دنوں جامعہ اشرفیہ مبارک میں زیر تعلیم تھے انہیں کی معیت میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یوپی روانہ ہوئے۔

اعلیٰ تعلیم: یوپی آکر سب سے پہلے مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ مئو میں درجۂ ثانیہ میں داخلہ لیا اور یہاں ایک سال تک انتہائی محنت وجانفشانی سے درجۂ ثانیہ کو مکمل کیا ذوق وشوق کے ساتھ پڑھنے کی وجہ سے صدرالمدرسین حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی مدظلہٗ النورانی کے قریبی شاگردوں میں بن گئے۔ دوسرے سال طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے قربانی سے پہلے ہی گھر آگئے تھے لیکن حضور مصباحی صاحب قبلہ نے خط لکھ کر دوبارہ بلایا اس طرح آپ کی پڑھائی میں حضرت کی خصوصی توجہات شامل رہیں جس پر آپ ہمیشہ احسان مند رہتے ہیں اور اپنے اس محسن کو ہمہ وقت یاد فرماتے رہتے ہیں۔ مدرسہ فیض العلوم کے بعد ملک کی عظیم درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ٹیسٹ دے کر درجۂ رابعہ میں داخلہ لیا لیکن اسی سال سالانہ امتحان سے پہلے ہی کسی وجہ سے گھر آگئے اس طرح تعلیم ایک سال کے لیے موقوف ہوگئی دوسرے سال دوبارہ پھر فیض العلوم میں داخلہ لے کر درجۂ رابعہ وخامسہ کو مکمل کیا اس کے بعد یہاں کی تعلیمی معیار کو مکمل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ میں دوبارہ داخلہ لیا اور مسلسل تین سال تک درجۂ سادسہ تا فضیلت کی تعلیم مکمل کی اور بفضلہٖ تعالیٰ امتیازی نمبر سے کامیاب ہوئے اس طرح ۱۹۸۸ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار وسند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام: حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ، محدث جلیل علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ، علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ، علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ (اساتذۂ اشرفیہ) کے علاوہ حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی (اساتذہ فیض العلوم) حضرت مولانا حفیظ الدین صاحب بھاگل پوری، مولانا سفیر الدین صاحب چانچل، حضرت مولانا مفتی ظفر حسنین صاحب رضوی سمستی پوری (اساتذہ دریاپور مدرسہ) قابل ذکر ہیں۔ اور دوران تدریس بحیثیت استاذ حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ پورنوی سے علم توقیت حاصل کیا۔

معروف رفقائے درس: حضرت مولانا صلاح الدین صاحب نظامی مصباحی فیض العلوم جمشید پور، حضرت مولانا کمال اختر صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا امجد علی صاحب مصباحی، حضرت مولانا غلام مصطفی صاحب رضوی مصباحی، حضرت مولانا نوشاد عالم صاحب مصباحی، حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب اور حضرت مولانا مظاہر الحق صاحب مصباحی قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد: امام العارفین سراج السالکین سرکار مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمن عباسی رضوی قدس سرہ سے مرید ہیں مرید ہونے کا واقعہ مولانا موصوف یوں بیان کرتے ہیں کہ سراج العلوم دریاپور کے دور طالب علمی میں حضور مجاہد ملت کا دریاپور میں ورود مسعود ہوا تھا تو اس موقع پر وہاں کے اساتذہ کی زبانی سنا تھا کہ زندہ ولی دیکھنا ہو تو دریاپور میں جا کر دیکھو یعنی مجاہد ملت کو چناں چہ دو تین ساتھیوں کے ہمراہ جناب نعمت اللہ صاحب حبیبی کے دولت خانے میں ہم لوگ پہنچے جہاں پر حضور مجاہد ملت کا قیام تھا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ایک چٹائی پر حضرت لیٹے ہوئے ہیں اور کچھ

لوگ حضرت کے آس پاس موجود ہیں۔ فیضیابی کے لیے ہم لوگوں نے پیر دبانا شروع کیا تو حضرت نے ہم سبھوں سے کچھ سوالات کیے مثلاً گھر کہاں ہے؟ کیا پڑھتے ہو وغیرہ یہ سب پوچھنے کے بعد حضرت نے ایک علمی سوال پوچھا کہ قال اصل میں کیا تھا؟ ہم میں سے کسی نے اس کا جواب بھی دیا اس طرح اور بھی کئی سوالات حضور نے کیے اس بیچ ہم میں سے کسی نے کہا کہ حضور ہم مرید ہونا چاہتے ہیں حضرت نے اولاً فرمایا کہ کسی دوسرے سے مرید ہو جانا! مگر ہم لوگ چوں کہ عزم مصمم کر چکے تھے اس لئے بار بار مرید ہونے کی درخواست کرنے لگے تو حضرت نے ہم لوگوں کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ حبیبیہ میں داخل کر لیا۔

مرشدان اجازت وخلافت: (۱) خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند تلمیذ سرکار حافظ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی غلام یسین صاحب قبلہ مدظلہٗ النورانی قاضی شہر بنارس، (۲) شمس العما حضرت علامہ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف (۲) یادگار امام علم وفن فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی پورنوی مدظلہٗ العالی۔

خدمات: دستار فضیلت کے بعد ۱۹۸۸ء میں سب سے پہلے سرزمین بنگال جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ سے تدریس کا آغاز ہوا دورۂ حدیث تک کی معیاری کتابوں کا آپ نے شروع سے ہی درس دینا شروع کیا اور پورے شوق ولگن اور مکمل انہماک کے ساتھ منتہی درجات کے طلبہ کو منطق فلسفہ جیسے فنی کتابوں کا درس دیا اور اپنی خداداد صلاحیت کے ذریعہ افہام وتفہیم میں طلبہ کو اور درسگاہ کو کامیاب بناتے رہے چوں کہ عوام الناس کے زیر نظامت چلنے والے مدارس کے اساتذہ کا سب کو خوش رکھنا ایک مشکل امر ہے اس لیے دوسال تک پڑھانے کے بعد حضرت مولانا قاری سیف الدین صاحب مصباحی کے توسط

سے مرشد آباد کی معیاری درس گاہ جامعہ کلیمیہ رزاقیہ شیداپور کے اراکین کی دعوت پر وہاں چلے
گیے یہاں پر کئی سال تک تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد حضرت مولانا ہاشم رضا صاحب
نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بانی جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی کھاٹ روڈ رگوناتھ گنج کی دعوت پر بحیثیت
سینئر مدرس ان کے ادارے میں منتقل ہو گئے بقول مولانا موصوف حضرت مولانا ہاشم
رضا صاحب نے انتہائی خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر مطالبہ اور جائز ضرورت کو ممکن حد تک
پوری کرنے کی کوشش کرتے رہے (**جزاہ اللہ خیرا الجزاء**) پھر گردش ایام نے کروٹ لی
اور دوبارہ پھر سابق مدرسہ مظہر العلوم علی پور میں تقرری ہوئی اور اس مرتبہ مسلسل ۱۸؍سال تک
اس ادارہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد محب گرامی حضرت مولانا عبدالسلام
مصباحی صدرالمدرسین مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پورکلیا چک کی کوشش سے
چند سالوں کے لیے ان کے مدرسہ میں بحیثیت مدرس ومفتی کا کام انجام دینے کے بعد فی
الوقت جناب حافظ وقاری سیف الدین صاحب کی دعوت پر انہی کے قائم کردہ ادارہ جامعہ
رضویہ پنچانند پورکلیا چک میں بحیثیت شیخ الحدیث تدریس میں مشغول ہونے کے ساتھ ساتھ
جامع مسجد سٹاری میں امامت وخطابت کی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں یہ تھی آپ کی تقریباً
۳۴ سالہ تعلیمی وتدریسی زندگی کی ایک جھلک رہا سوال مولانا موصوف کا علمی تعمق اور فنون
متداولہ میں مہارت تو بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک بہترین ذی استعداد استاذ ہونے
کے ساتھ ساتھ بہترین مناظر حاضر جواب متکلم اور بنگال کے معروف مفتی اور باذوق مصنف
بھی ہیں، درجنوں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں، جن میں چند مطبوعہ اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ اب
تک تصنیف کا کام جاری ہے۔ کئی موقعوں پر وہابیوں سے آپ کا مناظرانہ بحث ومباحثہ بھی

ہوا اور بحمدہ تعالیٰ وتقدس ہر مقام پر کامیابی حاصل ہوئی ایک وہابی مولوی سے مباحثہ کو یہاں
درج کیا جاتا ہے جو اہل علم کے لیے پر لطف ہونے کے ساتھ ساتھ علم وفن کے نکات سے
مزین ہے آپ فرماتے ہیں۔ بردوان ضلع کے خانجی گاؤں جہاں آپ کی سسرال ہے کہ
یہاں کے لوگ پہلے سنی خیال کے تھے میلاد فاتحہ قیام وغیرہ معمولات اہل سنت کے پابند تھے
مگر سنی علما کی آمد ورفت کم ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگ دیوبندی مولویوں کے
ہمنوا ہو گئے اور نتیجتہً دیوبندیوں کی تقیہ بازی سے متاثر ہو کر اکثر علاقہ اس کی طرف مائل
ہو گیا باوجود اس کے آج بھی کچھ لوگ اپنے آباواجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اہل سنت
وجماعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر انتہائی لحیم وشحیم
مولوی جو وضع قطع کے اعتبار سے دیوبندی معلوم ہو رہا تھا۔ گاؤں کے چند بااثر لوگوں سے کسی
موضوع پر باتیں کر رہا تھا۔ وہاں پہونچ کر میں نے سلام کیا اور ان سبھوں نے سلام کا جواب
دے کر بیٹھنے کو کہا۔ میں نے بیٹھ کر مولوی صاحب سے پوچھا کیا آپ دارالعلوم دیوبند سے
فارغ ہیں میرے اس سوال سے وہ غیظ وغضب میں ڈوب گیا اور سوال کا جواب دیئے بغیر
پلٹ کر پوچھا کیا آپ بدعتی ہیں؟ میں نے کہا یہ تو سوال کا جواب نہیں ہوا! میں نے
کہا اچھا آپ یہ بتائیے کہ میرے اندر بدعت کی کون سی بات آپ کو نظر آئی کہ آپ نے مجھے
بدعتی کہہ دیا۔ اس نے کہا آپ لوگ محرم کے موقع پر باجے بجاتے ہیں دھوم دھام کے ساتھ
تعزیہ کا گشت کراتے ہیں مزاروں میں جا کر قبروں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا ڈھول باجے
اور تعزیہ داری ناجائز وبدعت ہے اور سجدہ حرام ہے ہمارے علما اس کے بالکل قائل نہیں اس
کے بعد اس نے فوراً کہہ ڈالا کہ آپ لوگ قیام کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں یہ بات درست

ہے کہ ہم لوگ قیام کرتے ہیں اور جائز و مستحسن مانتے ہیں جس کے جواز اور نیک کام ہونے میں ائمہ اربعہ اور علماے عرب وعجم کا اتفاق ہے۔آپ کے پاس قیام کی حرمت پر کوئی دلیل ہوتو پیش کیجیے انہوں نے فوراً مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پڑھی کہ حضور فرماتے ہیں لاتقوموا کما تقوم الاعاجم اور کہا کہ اس حدیث سے قیام کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔میں نے کہا مولانا! جب آپ کے نزدیک قیام حرام ہے اور اس پر آپ نے ایک حدیث بھی پڑھی اس کا ترجمہ وتشریح بھی آپ کریں گے مگر اس سے پہلے اس حدیث کے تعلق سے چند سوالات کرنا چاہوں گا ان کا آپ کو جواب دینا ہے۔اتنا سننے کے بعد وہ ہکّا بکّا ہو گیا اور کہا کہ بولئے! میں نے کہا کہ حدیث میں جو''لا'' ہے وہ نفی کے لیے ہے یا نہی کے لیے؟ نفی ونہی میں کیا فرق ہے؟ نہی کے لیے ہے تو قیام منہی عنہ مطلق ہے یا مقید؟ مطلق مقید میں فرق کیا ہے؟ اگر مقید ہے تو کیا اس سے یہی قیام تعظیمی مراد ہے؟ اور اس پر دلیل کیا ہے؟ کما تقوم میں جو قیام مراد ہے اس کی کیفیت کیا ہے؟ اور کما میں حرف تشبیہہ تعلیل تاکید میں سے کس کے لئے ہے؟ اسی طرح ماحرفیہ یا اسمیہ ہے؟ اگر حرفیہ ہے تو زائدہ، کافہ، مصدریہ، ظرفیہ۔ ان میں سے کیا ہے؟ اعاجم جمع ہے تو کس کی؟ اسی طرح اور بھی کئی سوالات کیے۔میرے ان سوالات کو سن کر مولانا پر سکتہ طاری ہو گیا اور آگے کچھ بھی لب کشائی نہ کر سکا۔اب اس کے بعد میرے جذبۂ سنیت اور جوش ایمانی نے آگے بڑھ کر اس مولوی سے کہا کہ آپ نے مجھے بدعتی کہا اور بدعتی ثابت نہ کر سکے آپ پریشان نہ ہوں آپ کے بارے میں میرا عقیدہ کیا ہے؟ اب آپ بھی سن لیجئے آپ کے اکابر نے اللہ ورسول کی شان میں کھلے لفظوں میں گستاخیاں کی ہیں جس کی وجہ سے علماے عرب وعجم نے انہیں کافر کہا ہے اور آپ انہیں مسلمان بلکہ امام

ومقتدیٰ سمجھتے ہیں لہٰذا آپ بھی کافر ہیں اس طرح اور بھی کچھ باتیں ہوئیں میری اس طرح کی جوابی باتوں اور استدلال سے مولوی صاحب کو سخت غصہ ہوا اور مجھے مارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس پر حاضرین میں سے بعض وہ لوگ جو مولوی صاحب کے پرانے دوستوں اور عقیدت مندوں میں سے تھے چھی چھی (بنگالی زبان میں بہت برا) کرنے لگے اور کہا کہ ہم لوگ سمجھ گئے کہ ہمارے بہاری داماد (اس سے میری طرف اشارہ تھا) کے سوالات کا آپ کے پاس کوئی جواب ہی نہیں اس طرح اور کئی تعریفی جملے ان لوگوں نے میرے لیے کہا اور سب کے دل ودماغ میں یہ بات اچھی طرح راسخ ہوگئی کہ دیوبندی لوگ دھوکہ دے کر ہم لوگوں کو اپنے جال میں پھنساتے ہیں اور حقیقت میں یہ لوگ اہل سنت وجماعت سے نہیں ہیں بہر حال اس مباحثہ سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ یہاں کے لوگوں نے دو لڑکوں کو میرے حوالے کیا کہ آپ ان دونوں کو پڑھائیے ایک کا نام توفیق احسن اور دوسرے کا نام تمجید احسن ہے دونوں میرے پاس رہ کر دینی تعلیم سے آراستہ ہوئے اور بحمدہ تعالیٰ دونوں عالم دین بن کر اپنے گاؤں خانجی اور اس کے مضافات میں مسلک اہل سنت وجماعت ومسلک اعلیٰ حضرت کے بیباک ترجمان بن کر دین وسنیت کا خوب کام کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ آہستہ آہستہ لوگ سنیت سے قریب ہو رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی کے کارناموں میں یہ ایک اہم کارنامہ ہے۔اسی طرح دیوبندی نواز فرفرہ فرقے کا ایک لڑکا جس کا نام ابوصالح ہے میں نے اسے حسن تدبیر سے اپنے پاس رکھ کر تعلیمات اہل سنت اور افکار ونظریات اعلیٰ حضرت سے آراستہ کر کے عالم دین بنایا بلکہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم سے ان کی دستار فضیلت بھی کروائی آج الحمدللہ فرفرہ کے ماننے والے لوگوں کے بیچ

مولانا ابوصالح اہل سنت و جماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان مانے جاتے ہیں اور ان سے سنیت کا کام خوب سے خوب تر ہو رہا ہے۔

قلمی خدمات: آپ بفضلہٖ تعالیٰ درجنوں کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں اور علاقے کے تقاضے کے مطابق سب بنگلہ زبان میں ہیں۔(۱) قیام تعظیمی (۲) عیدوں کی عید ترجمہ (۳) تذکرۂ رضا (۴) حقیقت محمدی (۵) حج و زیارت کے مسائل (۶) خاندان عزیزی اور اولیاے کرام کی مافوق الفطرۃ قوت و تصرف (۷) اموات کی زندگی (۸) خضاب کے مسائل (۹) قبر میں شجرہ رکھنے کا جواز (۱۰) وسوسوں کا روحانی علاج (۱۱) اندھیروں سے اجالے تک (اعلیٰ حضرت پر کیے گئے اعتراضات کے جواب) (۱۲) پیری مریدی کے حقائق (۱۳) مفتی اعظم اڑیسہ کے لیل و نہار (۱۴) فضائل ماہ رمضان و عید (۱۵) اعلیٰ حضرت علماے حرمین کی نظر میں۔

نکاح و اولاد: عقد مسنون۔ جناب مُلّا قائم مرحوم ساکن خانجی ضلع بردوان کی تیسری صاحب زادی مہرالنساء سے ہوا جن کے بطن سے ۲؍صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں پیدا ہوئیں۔ دو صاحب زادے (۱) حافظ غلام جیلانی حفظ کی تکمیل کے بعد درجۂ ثالثہ کے طالب علم ہیں۔(۲) غلام سبحانی یہ ابھی درجۂ حفظ میں پڑھ رہے ہیں۔ صاحب زادیاں۔ ام کلثوم، گلشن، ام سلمہ اور ام حبیبہ ہیں اول الذکر تین کی شادی ہو چکی ہے آخری بچی کے رشتے کی تلاش ہے۔

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی حسن ٹولہ

صدرالمدرسین جامع اشرف کچھوچھہ شریف۔ از قلم خود

نام مع ولدیت: مختصر نسب نامہ۔ عبدالخالق ابن سلیمان شیخ ابن غندر شیخ ابن قابل شیخ ابن جمن شیخ غفراللہ لھم ورحمھم۔

گھر کا پتہ: گرام حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور، تھانہ راج محل، ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ۔

تاریخ پیدائش: تاریخ پیدائش کا صحیح علم نہیں، تخمینا ۱۹۶۵ء کے آس پاس میری پیدائش ہوگی۔ والدہ مکرمہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ جمعہ کے دن بوقت جمعہ تم پیدا ہوئے تھے۔ داخلہ رجسٹر میں سن ولادت ۱۹۶۸ء درج ہے۔

خاندانی حالات: موجودہ راج محل اور صاحب گنج شاہراہ عام کے درمیان راج محل سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے پر لب دریائے گنگا ایک پہاڑ ہے جو پیر پہاڑ سے مشہور ہے اور اس پر چند بزرگوں کے مزارات ہیں اس پہاڑ کے نشیبی علاقوں میں نور پور گیدڑ ماری نام کا ایک قدیم گاؤں تھا۔ راقم کے آباء و اجداد اسی گاؤں کے باشندے تھے برٹس گورنمنٹ کے زمانے میں جب وہ گاؤں دریا شکست کی زد میں آکر برباد ہو گیا راج محل کے انگریز حاکم ’’ہنس صاحب‘‘ نے اس گاؤں کے باشندوں کو موضع نرائن میں آباد کیا اور اسی کی مناسبت سے ہمارے گاؤں کا نام ہنسن ٹولہ رکھا گیا جو اب ’’حسن ٹولہ‘‘ سے مشہور ہے۔ میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے والد ماجد سلیمان شیخ اور ان کے برادر بزرگوار صوبیدار شیخ کو متدین و متشرع اور صدق و صفا کا پیکر پایا۔ میں نے جد محترم کا زمانہ نہیں پایا وہ جوانی میں وفات پا گئے تھے۔ گھر والوں سے معلوم ہوا کہ وہ بھی صاحب ورع و تقوی تھے، چہرہ سنت سے سجا ہوا تھا میرے خاندان کے

بیشتر افراد پابند شرع تھے، دینی وملی خدمات میں پیش پیش رہتے تھے، دست کرم وسخادراز رکھتے تھے۔حسن ٹولہ کی غوثیہ جامع مسجد کے واقف میرے جد بزرگوار کے عم زادے الحاج منشی زینت علی تھے نیز مدرسہ زینت العلوم کے واقفین حاجی صاحب مرحوم اور میرے عم محترم اور والد گرامی تھے۔ اللہ عزوجل انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ۔ راقم کے برادران وعم زادے بفضلہٖ تعالیٰ صوم وصلاۃ کے پابند موافق شرع چہرے سنت رسول اکرم ﷺ سے مزین ہیں۔
اس دور پرفتن میں کبائر کی کالی گھٹائیں ہرسو چھائی ہوئی ہیں، بفضلہٖ تعالیٰ راقم کا گھرانہ ٹی وی وغیرہ آلات ولہوولعب سے یکسر خالی ہے۔شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات میں منہیات شرعیہ کا گزر نہیں۔خدا کرے یہ خیر کے اثرات تا قیامت باقی رہیں۔

ابتدائی تعلیم: مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ ومدرسہ کلیمیہ امینیہ پھول بڑیا عیدگاہ میں منشی عبدالرؤف آروی، مولانا ایوب علی صاحب مان سنگھا، مولانا سراج الدین اشرفی بھاگل پوری رحمہم اللہ سے حاصل کی ۱۹۷۸ء میں جامعہ قدیریہ مرادآباد میں داخل ہوا وہیں اولیٰ کی کتابیں پڑھیں۔۱۹۷۹ء میں منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور ثانیہ کی کتابیں پڑھیں۔

اعلیٰ تعلیم : ۱۹۸۰ء میں جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ مقدسہ میں داخل ہوا اور ازثالثہ تا دورۂ حدیث کی کتابیں اسی مادر علمی میں پڑھیں اور وہیں حضرت مفتی عبدالجلیل علیہ الرحمہ کے زیر سایہ مشق افتاء کیا۔۱۹۸۶ء میں برموقع عرس مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ سند ودستار فضیلت سے نوازا گیا۔

مشہور اساتذہ کرام: جلالۃ العلم مفتی عبدالجلیل نعیمی اشرفی پورنوی، جامع معقول ومنقول مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی دیناج پوری، علامہ فیض احمد صاحب سہرساوی، بحر العرفان مفتی آفاق نقشبندی

مجددی قنوجی، امام علم وفن خواجہ مظفر حسین پورنوی، حضرت مفتی زین العابدین ٹانڈوی، حضرت مفتی فیاض عالم اشرفی بھاگل پوری رحمہم اللہ، علامہ قمر عالم اشرفی مظفر پوری شیخ الحدیث جمداشاہی، علامہ احمد ہشام جعفری ابن قاضی شمس الدین مصنف قانون شریعت علیہ الرحمہ شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ جون پور مجمع العلوم والفنون علامہ تحسین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ سابق صدر المدرسین منظر اسلام بریلی شریف، علامہ بہاء المصطفیٰ صاحب ابن صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ، ادیب اریب حضرت مولانا سیف خالد اشرفی بھاگل پوری، حضرت مفتی صالح صاحب بریلوی سابق استاذ منظر اسلام قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس: علامہ سید راشد اشرف مکی میاں کچھوچھوی، علامہ ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی پروفیسر انٹرنیشنل آزاد یونیورسٹی حیدرآباد، مولانا غلام غوث اشرفی پورنوی شیخ الحدیث مدرسہ امیر العلوم کچھوچھہ مقدسہ، مولانا ممنون حسین اشرفی استاذ مدرسہ اشرفیہ فتح پور بھاگل پور، مولانا غلام وارث صدر مدرس مدرسہ شاہ جنگی پیر بھاگل پور، مولانا جمال الرافع صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ فتح پور بھاگل پور، مفتی عبدالرحیم پورنوی، مولانا اشتیاق عالم بھاگل پوری۔علاقائی رفقاء درس علاوہ ازیں ہیں۔

بیعت وارشاد: امام العارفین مفتی الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل ہے اور نبیرۂ حضور سرکار کلاں الحاج سید محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسینیہ سرکار کلاں وسربراہ اعلیٰ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔

خدمات : تکمیل فضیلت کے بعد شیخ اعظم علامہ سید شاہ اظہار اشرف علیہ الرحمہ بانی جامع

اشرف نے مادر علمی ہی میں تدریسی خدمات کے لیے مقرر فرمادیا تھالیکن کچھ وجوہات کی بناپر بعد رمضان المبارک جامع اشرف نہیں پہنچ سکا انتظار شدید کے بعد میری جگہ پر کردی گئی اورسخت تہدیدی کلمات پر مشتمل رجسٹری خط لکھ کر دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ خوش آمد پورہ مالیگاؤں مہاراشٹرا پہنچنے کا حکم صادر فرمایا چناں چہ ۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۲ء آخر تک وہاں بحیثیت نائب صدر مدرس تدریسی خدمات اور افتانویسی کا کام انجام دیا۔ اشرفیہ جامع مسجد میں روزانہ درس بہار شریعت وفیضان سنت دیتا رہا محلہ جات میں تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ایک ٹیم بنا کر اپنی نگرانی میں درس بہار شریعت وفیضان سنت کا ہفتہ واری پروگرام کا آغاز کیا تاکہ ناخواندہ خواتین اسلام مسائل شرعیہ سے روشناس ہوسکیں تقریر وتحریر کے ذریعے بھی ردوابطال فرقہائے باطلہ واصلاح معاشرہ کی بھرپور جدوجہد کرتا رہا ہے ۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء میں اسلام دشمن شرپسندوں نے منصوبہ بند طریقے سے اجودھیا کی تاریخی بابری مسجد کو شہید کردیا جس سے پورے ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک اٹھی اور والدہ ماجدہ کی مسلسل علالت کی وجہ سے مستعفی ہوکر مادر وطن راج محل میں مستقل اقامت کاارادہ کرلیا یہاں چندمہینے مدرسہ اشرفیہ دیانت العلوم بیربنہ میں درس دیا اراکین کے آپسی اختلاف سے دل برداشتہ ہوکر مدرسہ مدینۃ العلوم حاجی نوبدی ٹولہ (مرغی ٹولہ) کے ارکان کی دعوت پر یہاں آ گیا۔ مدرسہ بہت زور شور سے چلا مگر یہاں بھی وہی آپسی اختلاف ناچار ۱۹۹۴ء میں تعلیمی سال کے نصف آخر کے اواخر میں ثالثہ کے ۳۵ر طلبا کو لے کر بہار بورڈ سے ملحقہ مدرسہ کلیمیہ امینیہ پھول بڑیا عیدگاہ آ گیا۔ یہیں سے دارالعلوم گلشن کلیمی کی تاسیس کی تحریک شروع کی جوزبردست کامیاب ہوئی۔ وہاں ۲۰۱۱ء کے اوائل تک صدر مدرس وشیخ الحدیث کے منصب

پر فائض رہ کر تدریسی خدمات انجام دیا۔ ۲۰۱۱ء ہی میں بانی جامع اشرف شیخ اعظم سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ کے خلف اکبر قائد ملت حضرت علامہ سید محمود اشرف قبلہ کے حکم واصرار پر مادر علمی جامع اشرف آ گیا اور تادم تحریر صدر المدرسین کے منصب پر فائز رہتے ہوئے تدریسی خدمت پر مامور ہوں۔ دارالعلوم گلشن کلیمی کے تدریسی ادوار میں تقریباً دس سال محلہ راجوارا کی جامع مسجد میں فرائض امامت بھی انجام دیا ساتھ ہی تقریباً بائیس سال سے پھول بڑیا عیدگاہ میں نماز عیدین کی امامت پر مامور ہوں۔ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ کی تعلیمی ترقی کے لیے دومرتبہ صدر اراکین منتخب ہوا اور اس کے معیار تعلیم کو بلند کیا۔ علمائے کرام نے علما کمیٹی وہلال کمیٹی کا بھی صدر بنایا۔ اہل ثروت باضابطہ زکوٰۃ ادا کرنے کے عادی نہ تھے علما وائمہ مساجد بالخصوص مولانا عبد الرقیب رضوی ومولانا عبد الباری کلیمی نعیمی کو ساتھ لے کر زکوٰۃ کی تحریک چلائی، تقریر وخطابت کے ذریعے قرآن وحدیث کی روشنی میں زکوٰۃ کی اہمیت وافادیت اور ادانہ کرنے کی صورت میں عقاب وعذاب کو بیان کرنا شروع کیا۔ یہ تحریک کافی مؤثر ثابت ہوئی۔ نتیجتاً زکوٰۃ کے مسائل سمجھنے کے لیے لوگوں کا تانتا بندھ گیا اور اب بفضلہٖ تعالیٰ لوگ بطیب خاطر زکوٰۃ ادا کرنے کے خوگر ہو چکے ہیں۔ عشرۂ محرم الحرام میں عورتیں جعلی امام باڑوں میں جاکر ماتم کرتی تھیں، سجدہ ریزی ہوتی تھی، علما راجواڑہ مولانا عبد الرقیب رضوی ومولانا عبد الباری کلیمی وغیرہ کے تعاون سے اس کا سد باب کیا۔ کالی باڑی عمر علی ٹولہ میں ایک بڑا امام باڑا تھا آس پاس کے گاؤں کی عورتیں وہاں جاکر وہی بیہودہ حرکتیں کرتی تھیں علماے کرام نے مالک زمین مرحوم عبد العزیز کو سمجھایا اور اس زمین کو مسجد کے نام وقف کرنے کو کہا وہ برضا ورغبت وقف کردیا آج وہاں عالیشان جامع مسجد قائم ہے۔ اس کی

تعمیر وترقی میں راقم کا بھرپور تعاون رہا۔ راجواڑہ کی جامع مسجد میں نماز عاشورہ ودعا عاشورہ کا آغاز کیا دوسرے ائمہ مساجد نے اس پر عمل کیا اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ کچھ جاہل ناہنجار نے کئی جگہ مصنوعی قبریں بنا کر زیارت وفاتحہ خوانی کی بدعتیں ایجاد کر رکھی تھیں ان کے خلاف فتوی جاری کر کے منہدم کر دی گئیں۔ بدمذہبوں کے ساتھ موالات ورشتہ مناکحت کے خلاف مسلسل جدوجہد کیا اور اس سلسلے میں مشکل ترین اور نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا اپنے بے گانے ہوئے، دوست دشمن بن گئے مگر اپنا کام جاری رہا جلوس محمدی ﷺ ہمارے علاقے میں منظم طریقے سے نہایت جوش وخروش کے ساتھ نکلتا تھا مگر نوے کی دہائی میں کچھ وجوہات کے سبب یہ سلسلہ بند ہو گیا راقم نے محلہ راجواڑہ اور اطراف کے گاؤں کے علما وائمہ اور نوجوانوں کو منظم ومتحد کیا اور ازسرنو گلشن کلیمی سے اس کا آغاز کیا۔ یہ جلوس راج محل ریلوے میدان میں اختتام پزیر ہوتا ہے۔ ۲۰۱۱ء تک علما کی معیت میں اس کی قیادت کرتا رہا۔

اہم کارنامہ۔دارالعلوم گلشن کلیمی کی تحریک۔ زمین کی فراہمی، اس کی تاسیس وتعمیر اور تعلیمی معیار کی ترقی ہے۔ یہ دور راقم کے لیے نہایت کٹھن صبر آزما تھا۔ دو سال تک مدرسہ کلیمیہ امینیہ کی عمارت میں ثالثہ تک کے طلبہ کو تنہا بلا معاوضہ درس دینے کے ساتھ دارالعلوم گلشن کلیمی کی تحریک بھی شروع کی۔ لوگوں کو ایک عظیم ادارہ کی تعمیر کے لیے متحد کیا۔ سب سے اہم مسئلہ ادارہ کے لیے مستقل اراضی کا تھا۔ مدرسہ کلیمیہ امینیہ کے واقفین نیچے ٹپال کے رحمت علی مرحوم اور ان کے برادر صغیر حاجی امین مرحوم ہیں یہ صاحبان راقم کے قبیلے کی ایک شاخ اور قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔ اس مدرسہ کی طرف جنوب میں ۸ کٹھ قطعۂ ارض انہوں نے اپنے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ جب حاجی امین صاحب مرحوم کے سامنے نظامیہ مدرسہ کی تجویز رکھی گئی تو وہ بے حد

خوش ہوئے اور برضا ورغبت اس زمین کو بھی گلشن کلیمی کے لیے وقف کر دیا۔ یہ دونوں بھائی بڑے دریا دل تھے اللہ عزوجل انہیں غریق رحمت فرمائے۔ ۱۹۹۶ء میں تاج العرفا حضرت سید شاہ مسرور احمد کلیمی چشتی قادری علیہ الرحمہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے گلشن کلیمی کی سنگ بنیاد رکھی۔ ۲۰۰۷ء تک ادارہ ہذا کی دومنزلہ پرشکوہ عمارت اور مستقل آمدنی کے لیے ''۲۴'' دوکانوں کی تعمیر مکمل ہوگئی اور ۲۰۰۸ء میں معیار تعلیم دورۂ حدیث (فضیلت) تک پہنچ گیا۔ ۲۰۱۱ء میں راقم جامع اشرف میں آ گیا اس کے بعد گلشن کلیمی کے تعلیمی معیار میں کافی زوال آ گیا جس کی بنا پر دل بہت رنجیدہ، غم زدہ اور مضطرب وبے قرار ہے۔ اللہ عزوجل اس کو دوبارہ سرسبز وشاداب فرمادے۔ آمین

قلمی خدمات : تدریسی خدمات اور گوناگوں دیگر مصروفیات کی وجہ سے تنگی وقت دامن گیر رہی اس لیے کوئی مستقل کتاب کی تصنیف کا موقع نہیں ملا، البتہ اصلاحی اخلاقی وتصوف وسیاست حاضرہ وغیرہ کے عنوان سے کثیر تعداد میں مضامین سپرد قلم کیا جن کی جمع وترتیب کا کام ابھی باقی ہے۔

نکاح واولاد: ۱۹۸۸ء میں جناب ابصار علی مرحوم ساکن مان سنگھا کی دختر شمس النہار سے عقد نکاح ہوا۔ ان کے بطن سے تین صاحب زادے محمد اشرف القادری، محمد معین الاشرفی، محمد جامع اور چار صاحب زادیاں شرف النساء، امینہ خاتون، گلشن خاتون اور سکینہ خاتون تولد ہوئے۔ اول الذکر صاحب زادہ بعمر ۱۸ر سال اور موخرالذکر صاحب زادہ بوقت ولادت فوت ہو گئے۔ ایک صاحب زادہ اور چار صاحب زادیاں بقید حیات ہیں، بقدر ضرورت دینی ودنیاوی علوم سے آراستہ ہیں سب رشتہ ازدواج سے منسلک ہیں اور صاحب اولاد ہیں سوائے سب سے چھوٹی صاحب زادی سکینہ خاتون کے کہ وہ فی الحال مدرسہ بی بی سلطانہ بسکھاری امبیڈکر نگر میں

ثانیہ کی طالبہ ہیں۔

نوٹ: یہ تو تھے ممدوح گرامی حضرت علامہ مفتی عبدالخالق صاحب اشرفی (حسن ٹولہ) صدرالمدرسین جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کے اپنے ہی نوک قلم سے تحریر کردہ اپنا سوانحی خاکہ۔ جسے آپ نے اختصار اور اپنے محاسن وکمالات کو مخفی کر کے تحریر کیا ہے۔ یاد رہے کہ موصوف گرامی سرزمین راج محل اکابر علماے اہل سنت میں سے ایک نمایاں اور مخلص عالم دین ہیں آپ کے خدمات دینیہ اپنے وطن مالوف راج محل کے لیے بیشار ہیں آپ تدریسی میدان میں شہسوار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معتمد علیہ فقیہہ ومفتی ہیں قومی وملی معاملات میں ہر دل عزیز رہنما کی حیثیت سے بھی جانے جاتے ہیں فقیر مرتب کا اپنا ذاتی تجربہ بھی آپ کے تعلق سے یہی ہے کہ آپ دین وسنیت اور اہل حق کی شیرازہ بندی میں انتہائی مخلص عالم دین ہیں مشربی عصبیت سے اوپر اٹھ کر آپ نے کئی مقامات میں اہل سنت والجماعت کی شیرازہ بندی اور اجتماعیت کے لیے آواز بلند کی یہی وجہ ہے کہ عوام وخواص میں آپ کو انتہائی عقیدت اور وقارا کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

حضرت مولانا ایوب علی صاحب حسن ٹولہ

نام مع ولدیت۔ ایوب احمد ابن ابوالحسن ابن درباز

تاریخ پیدائش۔ ۱۵/اگست ۱۹۶۵ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آپ ایک شریف اور متمول گھرانے میں پیدا ہوئے والد گرامی خوشحال ہونے کے ساتھ ساتھ امانت دار اور دیانت دار لوگوں میں شمار ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ حسن ٹولہ جامع مسجد اور مدرسہ زینت العلوم کے متولی اور سکریٹری کی حیثیت سے کافی دنوں تک دیکھ ریکھ کرتے

رہے صوم وصلاۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ علاقے میں بااثر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ آپ نے رسم بسم اللہ خوانی سے لے کر ناظرہ ختم قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کے ساتھ ساتھ درجۂ اولیٰ تک کی تعلیم اپنے ہی گاؤں کے ادارہ زینت العلوم میں حاصل کی پھر ثالثہ تک کی کتابوں کی تعلیم حضرت مولانا معین الدین صاحب سنبھلی کے پاس رہ کر حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ مرکز اہل سنت بریلی شریف کے جامعہ نوریہ باقر گنج میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے داخلہ لیا اور رابعہ سے درجہ فضیلت تک پوری تعلیم ادارہ ہذا میں حاصل کرنے کے بعد بالآخر ۱۹۸۷ء میں علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار فضیلت وسند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف، حضرت مولانا ایوب صاحب پورنوی، حضرت مولانا معین الدین صاحب سنبھلی، حضرت مولانا سراج الدین صاحب اشرفی بھاگل پوری حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پیرپینتی اور حضرت مولانا ایوب صاحب مان سنگھا وغیرہ ھم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب رضوی مرغی ٹولہ، حضرت مولانا جلال الدین صاحب حسن ٹولہ، حضرت مولانا عبدالستار صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری رضی اللہ عنہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے تاحال متعدد مدارس اسلامیہ میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دی ہیں جن میں مرشدآباد کے چڑکا شریف کا مدرسہ اور اسی ضلع کا مشہور مرکزی ادارہ جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیدا پور، کلکتہ کا مدرسہ سلیمیہ کمرہٹی، کلیا چک مالدہ کا مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور اور ملکی مالدہ کا مدرسہ مدرسہ فیضان رسالت قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے کچھ تو معیاری مدارس

ہیں جہاں درجۂ فضیلت تک کی تعلیم ہوتی ہے اور آپ نے ان مدرسوں میں فنون متداولہ کی
معیاری کتابوں کا درس دیا فن نحو آپ کا پسندیدہ فن ہے اور دلچسپ موضوع مانا جاتا ہے کافیہ وشرح
جامی کے نکات اور سوالات مقدرہ کی بہت آسان لہجے میں طلبہ کے ذہن نشین کرنے میں کافی
مہارت رکھتے ہیں بہرحال آپ ایک صلاحیت مند مدرس ہیں فقہی نکات سے بھی کافی دلچسپی رکھتے
ہیں اخلاق وکردار کے بھی بڑے دھنی ہیں۔خوش مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ مجمع میں اپنی لطیفہ
سنجی کے ذریعہ خوش گوار ماحول پیدا کرنے کی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں ساتھ ہی باہمی اختلاف کی
باتوں سے عموماً دور رہتے ہیں۔

اولاد وامجاد۔ ماشاء اللہ ۶ صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں آپ کی یادگار میں سے ہیں۔
مجموعی طور پر سبھی اولاد پڑھے لکھے ہیں پہلے اور دوسرے نمبر کے لڑکے دین کی بنیادی تعلیم حاصل
کرنے کے بعد عصری علوم میں گریجوئیٹ ہیں جب کہ تیسرے اور چوتھے نمبر کے صاحب
زادگان عزیزم عسجد رضا عرف نورانی میاں اور عزیزم حسن رضا عرف عرفانی میاں دونوں حفظ
قرآن کی تکمیل کے بعد عربی درجات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں امید ہے کہ یہ دونوں
والد گرامی کے جانشین کی حیثیت سے مستقبل میں جانے جائیں گے۔

حضرت مولانا عبد الباری صاحب کلیمی راج واڑہ

نام مع ولدیت۔ محمد عبد الباری نعیمی ابن محمد منصور عالم مرحوم۔
تاریخ پیدائش۔ ۱۹۶۵ء اور آئی ڈی کے اعتبار سے ۱۹۷۲ء
گھر کا پتہ۔ ساکن راج واڑہ پوسٹ وتھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔
خاندانی حالات۔ آباء واجداد مجموعی طور پر دیندار تھے دادا پردادا مالی اعتبار سے بھی اچھے تھے

مگر والد گرامی اپنے دور میں زمین جائداد بیچ دینے کی وجہ سے غربت ومفلسی کے شکار ہو گئے اور فی
الوقت بھی مولانا موصوف اور ان کے دیگر بھائی لوگ مالی اعتبار سے اگر چہ بہت اچھے نہیں ہیں
مگر عزت کی روٹی اور ہاتھ کی کمائی کھانے کی وجہ متوسط الحال لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ قاعدہ بغدادی اور ناظرہ کلام پاک وغیرہ کی تعلیمات اپنے ہی گاؤں کے
مکتب میں حاصل کرنے کے بعد ابتدائی اردو فارسی وغیرہ کی تعلیم اپنے گھر سے قریب مدرسہ
کلیمیہ امینیہ میں ہوئی پھر اعدادیہ اولیٰ وغیرہ جماعت کی تعلیم جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیداپور
مرشد آباد میں رہ کر حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سرزمین مرادآباد یوپی کی مرکزی درس گاہ جامعہ
نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور فضیلت تک پوری تعلیم مکمل کر کے جامعہ کے سالانہ اجلاس کے
موقع پر ۱۹۹۳ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت کے تاج زریں سے
سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ مفتی ایوب خاں صاحب نعیمی مدظلہ العالی، علامہ ہاشم
صاحب نعیمی مدظلہ، علامہ طریق اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اساتذۂ جامعہ نعیمیہ۔حضرت
مولانا شاہجہاں صاحب عزیزی ،حضرت مولانا عین الحق صاحب اساتذہ جامعہ رزاقیہ
شیداپور اور حضرت مولانا مسلم حسین صاحب نوری ، قاری غیاث الدین صاحب اور مولانا
ایوب صاحب مان سنگھا قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب کلیمی غریب نواز مشن کلیا چک،
حضرت مولانا مفتی تفضّل حسین صاحب کلیمی جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ،حضرت مولانا مفتی

اشرف رضا صاحب نعیمی بادل ٹولہ اور قاری القیس صاحب کلیا چک وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد تقریباً تین سال تک گوپال پور مالدہ کے ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر ڈھائی سال تک مرغی ٹولہ جامع مسجد میں پوری ذمہ داری کے ساتھ امامت وخطابت کی خدمات انجام دیں اور تقریباً بارہ سال تک حضرت علامہ مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی کی معیت میں دارالعلوم گلشن کلیمی راج محل میں تدریسی خدمات بحسن وخوبی انجام دیں اور حضرت کے دوش بدوش گلشن کلیمی کی تعمیر وترقی میں خوب محنتیں کیں جس کے نتیجے میں ایک مکتب نما مدرسہ کو راج محل کا معیاری ادارہ بنایا۔ ساتھ ہی ٹیال جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ لیکن گذشتہ ۲۰۰۶ء سے عالیہ مدرسہ کلیمیہ امینیہ میں سرکاری ملازمت ہوجانے کے بعد پورے طور پر مدرسہ کلیمیہ امینیہ میں تدریسی خدمات میں مصروف عمل ہیں اور عیدگاہ مسجد میں پانچوں وقت کی امامت بھی آپ کے ذمہ ہے بہر حال مولانا عبدالباری صاحب اپنے علاقے میں ایک محرک عالم دین میں سے ہیں ان کی دینی ملی خدمات لائق تحسین ہیں عوام الناس میں بھی اچھی مقبولیت ہے لوگ احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں سرکاری ملازمت کے باوجود پورے اخلاص کے ساتھ دینی کام میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔

اہم کارنامے۔

عالم دین کی خدمات دینیہ ہی ان کے کارنامے ہوتے ہیں علاوہ اس کے مولانا موصوف کا کہنا ہے کہ زندگی میں ایک اہم کارنامہ جو مجھ فقیر سے انجام پایا ہے وہ یہ ہے کہ گوپال پور مالدہ کے ایک مدرسہ میں تدریسی دور کے موقع پر گوپال پور کے لوگوں میں اذان قبر کو لے کر کافی اختلاف ہوگیا دیوبندیوں کے گمراہ کن نظریات سے متاثر ہوکر کچھ لوگ ناجائز کہنے پر بضد ہوگئے مولانا

نے اس سلسلے میں سب سے پہلے خود کو اور بعد میں دیگر ذمہ دار علماے اہل سنت کو دیوبندیوں سے بحث ومباحثہ کے لیے پیش کیا مگر دیوبندیوں کی تقیہ بازی کی وجہ سے پہلی مرتبہ تو کامیابی نہیں مل سکی البتہ دوسری مرتبہ جب دیگر علماے ذوالاحترام کو ساتھ لے کر ان سبھوں سے مقابلہ کیا تو بفضلہٖ تعالیٰ سنیت کو فتح ہوئی اور اس کا اتنا اچھا اثر پڑا کہ گوپال پور اور اس کے مضافات کے کئی گاؤں کے لوگ معمولات اہل سنت کو اپنا کر دیوبندیوں سے دوری بنا چکے ہیں اور یہ علاقہ سنیوں کا علاقہ مانا جاتا ہے ساتھ ہی مولانا موصوف کے شاگردوں میں سے کئی لوگ عالم دین ہوکر علاقہ کو سنیت میں مزید مستحکم بنادیا ہے۔

اولاد وامجاد۔ کل نو اولاد ہیں چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں۔ دینی اور بنیادی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کے بعد زیادہ تر بیٹے گریجوئیٹ ہیں اور کچھ تعلیمی مراحل طے کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب رضوی مرغی ٹولہ

نام مع ولدیت۔ عبدالخالق ابن الحاج صدیق ابن منشی واحد علی مرحوم۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۶۶ء

گھر کا پتہ۔ حاجی نواب ٹولہ (مرغی ٹولی) پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ

خاندانی حالات۔ آپ کے اباء واجداد دیندار اور علم دوست گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ کے داداجان اپنے وقت کے منشی تھے اور پہلے کے منشی ایک طرح کے عالم دین میں سے ہوتے تھے بتایا جاتا ہے کہ تھانہ راج محل کے ایک مشہور عالم دین حضرت مولانا کلیم الدین صاحب مرحوم آپ کے دادا منشی واحد علی کے شاگردوں میں سے تھے منشی واحد علی اور مولانا کلیم الدین صاحبان نے اپنے وقت میں جس طرح علاقے کے لیے سنیت اور مسلک

اعلیٰ حضرت کے لیے کام کیا ہے وہ محتاج تعارف نہیں کسی زمانے میں تن تنہا مولانا کلیم الدین صاحب راج محل کے لیے واحد سنی عالم دین تھے اور راج محل کے عوام اہل سنت اپنے تمام نزاعی امور میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے بہر حال مولانا عبدالخالق صاحب کے خاندان کے لوگ مجموعی طور پر دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے متصلب لوگوں میں سے مانے جاتے ہیں سبھی لوگ سلسلہ رضویہ میں مرید ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے عشق میں مر مٹنے والے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ ابتدائی تعلیم جناب منشی مجیر الدین صاحب مرحوم کے زیر سایہ رہ کر اپنے ہی گاؤں کے مکتب میں حاصل کی ناظرہ سے لے کر ابتدائی اردو فارسی کی کتابیں منشی جی مرحوم کے پاس آپ نے پڑھیں۔

اعلیٰ تعلیم ۔ اعلی تعلیم کے حصول کے لیے جناب حافظ وقاری تاج الدین صاحب کے ہمراہ بریلی شریف گئے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں کچھ ہی دنوں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد کسی وجہ سے گھر واپس آ گئے اور اپنے ہی علاقے کے مشہور ادارہ مدرسہ کلیمیہ امینیہ میں حضرت مولانا ایوب صاحب مرحوم مان سنگھا والے کے پاس پڑھائی شروع کی اور حضرت کے زیر سایہ رہ کر کچھ درجات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دوبارہ پھر یوپی جانے کا ارادہ کیا چناں چہ اس مرتبہ سنبھل پہنچ کر حضرت مولانا معین الدین صاحب سنبھلی کے پاس ثالثہ تک کی ساری کتابیں پڑھیں پھر اس کے بعد دار العلوم غریب نواز الٰہ آباد میں داخلہ لیا اور یہاں پر ایک دو سال پڑھنے کے بعد ہندوستان کے مرکزی ادارہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور دو سال تک جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد غالباً

۱۹۸۹ء میں تعلیمی سلسلہ کو موقوف کر کے درس وتدریس میں مصروف ہو گئے۔

اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ النورانی، علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ مدظلہ العالی، علامہ نصیر الدین صاحب قبلہ مدظلہ العالی اساتذۂ اشرفیہ کے علاوہ علامہ مفتی نظام الدین صاحب بلیاوی، خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی، علامہ مفتی شفیق صاحب الٰہ آبادی اور علامہ مفتی عبید الرحمن صاحب رشیدی چمنی بازار پورنیہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مفتی آل مصطفیٰ صاحب جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، حضرت مولانا صدر الوریٰ صاحب جامعہ اشرفیہ مبارک پور، مفتی ذو الفقار صاحب رشیدی دیناج پوری اور حضرت مولانا نور الحق صاحب حبیبی مصباحی پیار پوری نور اللہ مرقدہٗ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے اب تک آپ نے متعدد مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں جن میں قابل ذکر درج ذیل مدارس ہیں (۱) مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ راج محل (۲) جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد (۳) جامعہ نوریہ بریلی شریف (۴) جامعہ کلیمیہ سراج العلوم (غریب نواز مشن) دریاپور کلیا چک مالدہ (۵) مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ اس دوران آپ نے متعدد مساجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے جن میں جامع مسجد حسن ٹولہ، جامع مسجد بی بی گرام شہر مالدہ، جامع مسجد شہر پاکوڑ قابل ذکر ہیں۔ یہ تو تھیں مدارس ومساجد سے متعلق خدمات دینیہ کی ایک جھلک۔ اس کے علاوہ ذاتی خصوصیات میں سے ایک خاصیت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت اور خانوادہ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عقیدت ومحبت آپ کے اندر پائی جاتی ہے علاقے میں فروغ رضویت میں آپ کا بڑا کارنامہ ہے حسن ٹولہ

ومضافات میں تصلب فی الرضویت کا جوجلوہ دیکھا جاتا ہے اس میں علما حسن ٹولہ کے ساتھ ساتھ آپ کا بھی بڑا ہاتھ ہے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کوراج محل کے لیے مدعو کر کے لانے میں جن علماے کرام کی جدجہد کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے ایک بڑا نام مولانا عبدالخالق رضوی کا ہے اعلیٰ حضرت اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت خاص طور پر حضور تاج الشریعہ سے جنونی حد تک محبت رکھتے ہیں کسی نے اگر بغض وحسد کی بنیاد پر حضور تاج الشریعہ پر ذرا بھی توہین آمیز بات کہی تو جذبات سے لبریز ہوکر بلاکسی سمجھوتہ کے اس کے خلاف اپنی پوری طاقت وقوت صرف کر کے اس کو انجام تک پہونچانے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے۔ بہر کیف علاقے کے لیے آپ کی دینی ملی اور مسلکی کاموں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا فی الوقت مالدہ (بنگال) کے علاقے میں مخدوم بنگال حضور علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے دیار مقدسہ سے قریب حضرت قاضی بخش علیہ الرحمہ کے آستانے پر ایک بڑا ادارہ بنام تاج الشریعہ دارالتحقیق فیضان قاضی بخش علیہ الرحمہ کے قیام کی تحریک چلا رہے ہیں اگر مولانا موصوف کو اس میں کامیابی ملتی ہے تو اس دیار میں اہل سنت وجماعت کا ایک بڑا کام ہوگا دعا ہے کہ رب تعالیٰ موصوف گرامی کو اس تحریک میں کامیاب بنائے۔

اولاد وامجاد۔ کل ساتھ اولاد ہیں۔ ۳ صاحب زادے اور ۴ صاحب زادیاں۔

حضرت مولانا نفیل احمد صاحب نعیمی رضوی چونکا شریف

استاذ مدرسہ احمدیہ نصیریہ تین پہاڑ ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

نام مع ولدیت۔ محمد نفیل احمد ابن حاجی نیس محمد صاحب مرحوم

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۶۷ء

گھر کا پتہ۔ موضع جونکا وایہ تین پہاڑ تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

ابتدائی تعلیم۔ آپ نے اپنے گھر جونکا شریف میں ابتدائی تعلیم وتربیت حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے شہر مرادآباد یوپی تشریف لائے اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لے کر مولوی عالم اور فاضل کی تعلیم مکمل کر کے ۱۹۸۵ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ شیخ العلما علامہ شیخ طریق اللہ صاحب نعیمی رشیدی علیہ الرحمہ، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی ایوب خاں نعیمی مدظلہ النورانی، شیخ الادب علامہ خلیل الرحمن نعیمی قبلہ اور علامہ صدیق احمد نعیمی اساتذۂ جامعہ نعیمیہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ بدست کرم حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد مرزاپور اور الہ آباد یوپی سے خدمات دینیہ کا آغاز ہوا آپ نے امامت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کا فریضہ بھی انجام دیا تین سال تک مذکورہ علاقوں میں خدمات انجام دینے کے بعد ۱۹۹۰ء میں عاشق اعلیٰ حضرت عالم باعمل حضرت مولانا قاری بدر جمال صاحب عزیزی نعیمی ومصباحی کی فرمائش پر نوری جامع مسجد تین پہاڑ کے نائب امام اور مدرسہ احمدیہ نصیریہ میں بحیثیت مدرس آپ کی تقرری ہوئی الحمد للہ اس وقت سے تا حال

اپنے فرائض منصبی کو انجام دیتے ہوئے علاقے کی تمام تر دینی ملی اور مسلکی سرگرمیوں میں آپ پیش پیش رہتے ہیں ساتھ ہی ادارہ خانقاہ فردوسیہ جونکا شریف کی تعمیر وترقی میں شریک کار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں بہرکیف تین پہاڑ جونکا شریف ومضافات میں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں حضرت مولانا قاری بدر جمال صاحب مصباحی حضرت مولانا نفیل احمد صاحب نعیمی اور پیر طریقت حضرت مولانا رمضان حیدر صاحب نعیمی فردوسی زید مجدہم کی خدمات بہت روشن وتابناک ہیں فروغ سنیت کے لیے ان حضرات نے بہت ہی صبر آزما دن گذارے ہیں مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے نہایت ہی حسن تدبیر سے مسلک وملت کو مضبوط ومستحکم فرمایا اپنے مخلصانہ خدمات اور مؤمنانہ فراست سے عوام الناس کی ایسی ذہن سازی کی کہ اس علاقے میں مجموعی طور پر بدمذہبیت داخل نہیں ہو پائی اس کے لیے خصوصیت کے ساتھ حضرت قاری بدر جمال صاحب کی چالیس سالہ خدمات اور حضرت مولانا نفیل احمد صاحب کی تیس سالہ محنت وکاوش کا پورا پورا دخل اور ثمرہ کہا جاسکتا ہے آج الحمدللہ قاری بدر جمال صاحب، مولانا نفیل احمد صاحب، مولانا رمضان حیدر صاحب فردوسی اور دیگر چند مخلص علماے اہل سنت کی تگ ودو، دعوت وارشاد اور حکمت عملی وآپسی اتحاد واتفاق کی وجہ سے تین پہاڑ جونکا شریف کالا پہاڑ اجودھیا جیسی جگہوں میں صرف سنیت ہی سنیت ہے اور واضح طور پر کوئی بھی غیر سنی نظر نہیں آتا۔ دعا ہے کہ ان علماے کرام کے سایۂ کرم عوام اہل سنت پر تادیر قائم رہے آمین۔

اولاد وامجاد۔ آپ کی تین اولاد ہیں دو صاحب زادے اور ایک صاحب زادی سبھی اولاد ماشاء اللہ زیور تعلیم سے آراستہ ہیں۔

حضرت مولانا نور الحق صاحب حبیبی مصباحی علیہ الرحمہ

سابق استاذ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ

نام مع ولدیت۔ نور الحق مرحوم ابن حمید الدین شیخ ابن محمد رمضان۔

تاریخ پیدائش۔ ۹؍ جولائی ۱۹۶۸ء

گھر کا پتہ۔ امانت پوسٹ پیار پور تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج۔

ابتدائی تعلیم۔ آپ نے دار العلوم پیار پور میں ابتدائی تعلیم حاصل کیا پھر اس کے بعد جامعہ کلیمیہ سراج العلوم (غریب نواز مشن) دریاپور کلیا چک ضلع مالدہ میں کچھ دنوں کے لیے تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ ہندوستان کی دینی تعلیم کا عظیم مرکز از ہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں اعلیٰ درجات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۹ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار وسند فضیلت سے نوازے گیے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ علامہ ضیا المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی علیہ الرحمہ علامہ محمد احمد صاحب مصباحی مدظلہ النورانی اور حضرت مولانا مفتی ظفر حسین صاحب رضوی وغیرھم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مفتی آل مصطفی صاحب جامعہ امجدیہ گھوسی مولانا صدر الوری صاحب جامعہ اشرفیہ مبارک پور حضرت مولانا شیر علی صاحب پیار پوری، حضرت مولانا محسن رضا صاحب پیار پوری اور حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب پیار پوری قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمن عباسی قادری رضوی علیہ الرحمہ اڑیسہ۔

خدمات۔ آپ کی تدریسی خدمات کا زیادہ تر حصہ جامعہ قادریہ مظہرالعلوم علی پورکلیا چک اور مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پورکلیا چک میں گذرا ہے اور جزوی طور پر کرناٹک کے کسی مدرسہ میں اور اپنے وطن مالوف کے دارالعلوم پیار پور میں کچھ دنوں تک تدریسی خدمات انجام دیں آپ ایک ذی استعداد اور صلاحیت مند عالم دین تھے بہترین استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے قلم کار بھی تھے کچھ مسودات آپ کے گھر میں اب بھی موجود ہیں۔ آپ ایک حق گو اور مجاہد وقت عالم دین مانے جاتے تھے جہاں پر کسی معاملے کو لے کر عام حالات میں علاقے کے علما خاموش رہتے وہاں وہ بلا جھجھک اظہار رائے کرتے ہیں، دینی ملی اور مسلکی امور میں ہمیشہ پیش پیش رہتے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت میں ہمہ وقت تیار رہتے رضویات میں تو اتنے مضبوط تھے کہ اگر کوئی بغض وحسد کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت یا خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے کسی فرد مثلاً حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پر گستاخانہ لب کشائی کرتا تو ڈٹ کر اس کا مقابلہ کرتے ہیں، آپ ایک ذمہ دار عالم دین میں سے تھے پیار پور اور مضافات میں اسی طرح کلیا چک کے علاقے میں ان کے متعدد کارنامے پائے جاتے ہیں مزاج میں شدت کے ساتھ ساتھ خلیق ملنسار اور ہنس مکھ عالم دین میں شمار ہوتے تھے دینی معاملات میں اچھا مشورہ اور بہتر لائحہ عمل پیش کرنے میں کافی مہارت رکھتے علماے راج محل کے کور کمیٹی کے آپ ایک رکن تھے مسلمانان اہل سنت راج محل کے نزاعی امور میں آپ ایک فیصل ہونے کی حیثیت سے بھی جانے جاتے تھے۔ عمر طبعی پار نہیں کیے تھے کہ شوگر کے مریض ہو گیے تین چار سال تک علاج ومعالجہ کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا اور آخر کار فیصلہ الٰہی کو قبول کرتے ہوئے ۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹ نومبر ۲۰۱۸ء بروز جمعرات کو جان حق کو جان آفریں کے

سپرد کر دی جنازے کی نماز خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت سید شاہ عبدالسلام صاحب قادری مدظلۂ النورانی سجادہ نشین خانقاہ سید فضل کریم نے پڑھائی۔

اولاد و امجاد۔ آپ کی یادگار میں ایک لڑکی اور چار لڑکے باقی ہیں لڑکی کی شادی ہو چکی ہے جب کہ لڑکے زیادہ تر چھوٹے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رضوی فیلوٹولہ

استاذ دارالعلوم پیار پور (عالیہ مدرسہ)

نام مع ولدیت۔ محمد عبدالحکیم ابن محمد رمضان علی ابن محمد عبداللہ۔

تاریخ پیدائش۔ یکم فروری ۱۹۶۸ء

گھر کا پتہ۔ فیلوٹولہ پوسٹ جام نگر تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ خاندان کے لوگ علاقہ میں بااثر زمیندار اور خوش حال لوگوں میں شمار ہوتے ہیں پیشہ کے اعتبار سے آباء واجداد کاشت کار تھے اور کافی زمین وجائداد کے مالک بھی تھے الحمدللہ اب بھی مولانا موصوف سرکاری ملازمت کے ساتھ ساتھ اچھی خاصی زمین جائداد کے مالک ہیں مجموعی طور پر خاندان کے لوگ دین دار اور صوم وصلاۃ کے پابند تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ قرآن سے لے کر ہدایۃ النحو (ثانیہ) تک کی تعلیم مدرسہ غوثیہ نظامیہ کربلا میں ہوئی پھر تین سال تک مدرسہ ریاض العلوم مرزا باڑی قصبہ پورنیہ میں تعلیم حاصل کی

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مدرسہ رحمانیہ سوپول دربھنگہ بہار میں داخلہ لیے اور پھر اس کے بعد مدرسہ شمس الھدیٰ پٹنہ میں رہ کر عالیہ بورڈ کے نصاب سے مولوی وغیرہ کا کورس مکمل کیا پھر اس کے بعد دیوبندیوں کا مرکز دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لے کر مسلسل چھ سال تک

درس لینے کے بعد ۱۹۸۶ء میں سند فضیلت اور ۱۹۸۷ء میں تحقیق فی الفقہ کی سند حاصل کیے۔
علوم دینیہ سے فارغ ہونے کے بعد مزید عصری تعلیم کے حصول کے لیے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لے کر دو سالہ ایم اے کا کورس مکمل کیا۔

مشہور اساتذہ کرام۔ ابتدائی تعلیم کے مشفق اساتذہ کرام میں سے حضرت مولانا ایوب علی صاحب علیہ الرحمہ مان سنگھا، حضرت مولانا تاج محمد صاحب چانچل، حضرت مولانا حنیف خاں صاحب علیہ الرحمہ مالدہ اور مولانا احسان الحق صاحب دانش رضوی کٹیہاری قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ سبھی اساتذہ دیو بندی مسلک کے تھے جن کے نام کی یہاں ضرورت نہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ محمد اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ۔

خدمات۔ آپ نے جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ میں پھر اس کے بعد تین سال تک جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیدا پور مرشد آباد میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد کچھ دنوں کے لیے حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب کی دعوت پر کرناٹک کے کسی مدرسہ میں درس دیا یہاں کے حالات مزاج کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ پھر بنگال آ گئے اور کلیا چک مالدہ کا ایک معروف ادارہ مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کے ارکان کی دعوت پر خالتی پور آ گئے اور مسلسل کئی سال تک منصب صدارت پر رہ کر اس ادارے کی تعمیر وترقی کے لیے خوب محنتیں کیں ماشاء اللہ اپنی جدو جہد اور حکمت عملی سے ایک مکتب نما مدرسہ کو دورۂ حدیث تک پہونچایا اور آج یہ ادارہ کثیر المدارس والا علاقہ کلیا چک کا ایک معیاری ادارہ مانا جاتا ہے اس میں کوئی دورائے نہیں کہ مدرسہ غوثیہ فصیحیہ خالتی پور کے عروج وارتقا میں مولانا موصوف کا بڑا ہاتھ ہے پھر اس کے بعد دارالعلوم پیار پور میں مستقل ملازمت (سرکاری نوکری)

ہو جانے کے بعد فی الوقت اپنے گھر سے ہی ادارہ ہذا میں درس دے رہے ہیں۔
مولانا عبدالحکیم صاحب جماعت اہل سنت وجماعت کے ذمہ دار عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین خطیب ومناظر بھی ہیں آپ کی تقریر کا زیادہ تر موضوع ردوہابیت ہوتا ہے حضور فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن پورنوی مدظلہ العالی کا جب علاقہ راج محل اور بنگال کے مالدہ ومرشد آباد اضلاع کا تبلیغی دورہ ہوتا ہے تو عموماً موصوف گرامی بھی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں اور وہابیوں سے بحث ومباحثہ یا مناظرہ کا معاملہ آتا ہے تو حضور فقیہ النفس کی موجودگی میں بنگلہ زبان میں اہل سنت وجماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نمائندگی کرتے ہیں اور حضرت کی اجازت سے پورا پروگرام ڈیل کرتے ہیں اس طرح اگر غور کیا جائے تو مولانا موصوف حضرت مفتی صاحب کے معتمد علیہ لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے باوجود مسلک اہل سنت وجماعت کے متبع کیسے ہوئے؟
اس کی تفصیل یہ ہے کہ جس زمانے میں آپ علی گڈھ مسلم یونیورسٹی میں ایم اے کا کورس کر رہا تھے تو اسی زمانے میں آپ کے شریک کار مولانا ظفر علی انجم رام پوری آپ کو ایک روم میں لے گئے اور وہاں حسام الحرمین دکھایا پھر آپ نے حفظ الایمان براہین قاطعہ فتاوی رشیدیہ اور تحذیر الناس کی کفریہ عبارات کو سنجیدگی سے دیکھنے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیقات کو ملاحظہ فرمایا تو بحمدہ تعالیٰ وتقدس آپ کے دل میں اگر چہ کچھ اثرات وہابیہ پیدا ہو چکے تھے سب کے سب ڈھل گئے پھر کچھ سالوں کے بعد حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف کے دست حق پر بیعت ہوئے اور پھر مناظرہ کٹیہار میں بھرے مجمع عام میں دیوبندیوں کے سامنے فرقہ دیوبندیت

سے اپنی براءت کا اعلان فرمایا اور اپنا توبہ نامہ لکھ کر علمائے اہل سنت و جماعت کے حوالے کر دیا۔

اعلیٰ حضرت سے عقیدت۔ ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ فی الوقت اوڑھنا بچھونا سب کچھ ردوہابیت اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی عقیدو محبت ہو چکی ہے اعلیٰ حضرت کے خلاف اگر کوئی بھی کسی طرح لب کشائی کرتا ہے تو برداشت سے باہر بات ہو جاتی ہے۔

اہم کارنامہ۔ زندگی میں جو بھی دین و مذہب کی خاطر کام کیا ہے وہ سب کے سب اپنی جگہ کارنامے ہیں مگر ان میں ایک بڑا کارنامہ مدرسہ خالقی پور کو دورۂ حدیث تک پہونچانا ہے۔ سرزمین کلیا چک ایک مکتب نما مدرسہ کو اپنی محنت و کاوش اور جہد مسلسل سے ایک معیاری اور بڑے مدرسے کی شکل میں تبدیل کرنا ہے۔

نکاح واولاد۔ عقد مسنون۔ ۱۹۹۴ء میں دریا پور کلیا چک کے بااثر شخصیت حضرت مولانا الحاج سراج الدین صاحب مرحوم کی سب سے چھوٹی دختر نیک اختر سے عقد ہوا اور ان کے بطن سے کل پانچ اولاد پیدا ہوئے ۳ صاحب زادے اور ۲ صاحب زادیاں۔

حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب حسن ٹولہ

استاذ مدرسہ سلیمیہ کمرہٹی کولکاتا

نام مع ولدیت۔ مشتاق احمد ابن اسلم مرحوم ابن درباز

تاریخ پیدائش۔ ۱۰؍ مئی ۱۹۶۸ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ ایک مشہور و معروف گھرانے میں پیدا ہوئے گاؤں میں خاندان کے لوگوں کا بڑا اثر ورسوخ ہے زمین جائداد میں بھی ماشاء اللہ آپ کے خاندان کا بڑا نام ہے۔ صوم

وصلاۃ اور دینداری میں بھی مجموعی طور پر اچھے مانے جاتے ہیں مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ اور جامع مسجد حسن ٹولہ کی تعمیر وترقی میں بھی آپ کے آباء و اجداد کا بڑا ہاتھ ہے یہی وجہ ہے کہ مدرسہ کے سکریٹری اور مسجد کے متولی بھی آپ کے خاندان کے لوگ ہوتے تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے ہی گاؤں کا مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں ناظرہ سے لے کر ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی اس وقت کے اساتذہ میں منشی عبدالرزاق، حضرت مولانا سراج الدین صاحب اشرفی، مولانا بشیر احمد صاحب اور حضرت مولانا ایوب علی صاحب مانسنگھا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔ ان ہی مشفق اساتذہ کرام کی نگاہ تربیت نے اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے وطن مالوف سے کافی دور سرزمین بریلی شریف کا سفر فرمایا اور یہاں کی مرکزی درس گاہ یادگار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیا لیکن ایک سال کی تعلیم کے بعد حضور حافظ ملت کے دیار بھوج پور کے ایک مدرسہ میں پڑھنے چلے آئے پھر وہاں سے مدرسہ سراج العلوم سنبھل میں رہ کر تقریباً تین سال تحصیل علم میں گذارے بعدہٗ دوبارہ بریلی شریف پہونچ کر جامعہ منظر اسلام سے درجۂ فضیلت تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۸۵ء میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار و سند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور صدر العلما تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ الرضوان، علامہ سید عارف میاں صاحب قبلہ، علامہ نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا بلال صاحب پورنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اساتذہ منظر اسلام کے علاوہ حضرت مولانا مفتی معین الدین صاحب سنبھلی اور شرف تلمذ کے طور پر حضور شمس العلما علامہ مفتی شمس الدین

جون پوری علیہ الرحمہ مصنف قانون شریعت اپنے پیرومرشد سرکار مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفی رضاخاں علیہ الرحمہ کے اسماے مبارکہ سنہرے حرفوں میں لکھنے کے قابل ہے۔

بیعت۔ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

معروف رفقائے درس۔ مولانا رفیع اللہ صاحب الہ آبادی، حضرت مولانا اعجاز انجم صاحب ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کے علاوہ اپنے علاقے کے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب رضوی مرغی ٹولہ اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رضوی حسن ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے ۱۹۸۷ء میں کلکتہ کے مدرسہ جامعہ رضویہ میں کچھ دنوں تک تدریسی خدمات انجام دیں پھر اپنے گاؤں کا مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم میں درس دیا اس دوران آپ نے ادارہ کی تعمیر وترقی میں خوب جدوجہد کیا اور ایک مکتب نما مدرسہ کو عروج تک پہونچا یا دیکھتے ہی دیکھتے اعدادیہ واولیٰ سے خامسہ تک تعلیم ہونے لگی مگر گاؤں والوں کے آپسی رسہ کشی اور احسان فراموشی سے دل برداشتہ ہوکر مدرسہ سے مستعفی ہوگئے پھر اس کے دوسرے ہی سال مدرسہ سلیمیہ کمرہٹی کلکتہ میں بحیثیت مدرس بحال ہوگئے اور بحمدہ تعالیٰ اس وقت سے اب تک پوری ذمہ داری کے ساتھ ادارہ مذکورہ میں منتہی درجات کی کتابوں کا درس دے کر اپنے ہم عصر علماے کرام میں ایک مثال قائم فرمادی ہے حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب ایک خوش مزاج عالم دین ہیں علماے کرام کے درمیان ظریفانہ کلام پیش کرکے اپنی طرف راغب کرنے کا آپ کے اندر اچھا ملکہ پایا جاتا ہے۔ سرزمین حسن ٹولہ مدرسہ زینت العلوم کی تعمیر وترقی سے لے کر عوام الناس میں سنیت بیداری اور رضویت کے فروغ کا کام آپ نے خوب انجام دیا ہے۔ سرزمین راج محل میں ایک تاریخی کانفرنس بنام فخر راج

محل کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ورود مسعود ہوا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے تھے اس کانفرنس کے انعقاد میں آپ کا ہی بڑا دخل رہا آپ نے اپنے چند احباب کو ساتھ لے کر اس تاریخی کانفرنس کو کامیاب بنانے میں کافی جدوجہد کرکے کامیابی سے ہم کنار کیا۔ سرزمین کلکتہ شمع نیازی فرقہ جو عقائد اہل سنت سے کچھ الگ نظریہ قائم کرکے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا تھا اس کا بھی مقابلہ کرنے والوں میں آپ ایک رکن کی حیثیت سے تھے۔ بہرکیف آپ ایک ذی استعداد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اصاغر نوازی اور حوصلہ افزائی آپ کی فطرت میں داخل ہے۔

اولاد وامجاد۔ چار صاحب زادے اور ایک صاحب زادی آپ کی یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مصباحی مان سنگھا

مقیم حال۔ قطب گنج، پیر گنج، مالدہ بنگال

نام مع ولدیت۔ محمد فیض الحق عرف محمد فضل الرحمن ابن منشی اسلم علی مرحوم۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۲ر فروری ۱۹۶۹ء

گھر کا پتہ۔ مان سنگھا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ راج محل علاقے کے مان سنگھا گاؤں کے انتہائی معروف ومشہور اور بڑے گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی آپ کے آباء واجداد پرانے زمانے کے حاجیوں میں گنے جاتے تھے جو کہ بہت کم ہی لوگوں کی قسمت میں حج بیت اللہ کی سعادت میسر ہوتی تھی اور جو حاجی ہوتا تھا پورے علاقے میں ان کی بڑی شہرت ہوتی تھی خاندان والوں کا اثر ورسوخ تو اتنا بلند تھا کہ معاشرہ میں جب کسی معاملے میں تنازع واختلاف ہوتا تو فیصل

کی حیثیت سے آپ کے خاندان کے لوگ ہوتے آپ کے خاندان میں ماشاء اللہ علماے کرام کی تعداد بھی کم نہیں ہے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں علاقہ راج محل کے چار پانچ علماے کرام میں ایک نام حضرت مولانا امجد علی صاحب کا بھی ہے جن کی خدمات دینیہ سے علاقے کے لوگوں کو انکار نہیں ہونا چاہیے۔ مولانا مرحوم اس زمانے کے ایک نامور عالم دین میں سے تھے بڑے بڑے اسٹیجوں میں ان کی تقریر ہوتی تھی وہ بھی مولانا موصوف کے خاندان بلکہ چچازاد بھائی کے رشتے میں آتے تھے اس زمانے میں عیدگاہ مان سنگھا کے امام بھی آپ تھے ۲۰۰۱ء میں عین بارہ ربیع الاول شریف کے دن آقائے کائنات علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے معبود حقیقی سے جاملے۔ اسی طرح حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب رضوی مصباحی بھی آپ ہی کے خاندان کے ایک فرد ہیں بہرحال آپ کا خاندان مجموعی طور پر دیندار صوم وصلاۃ کا پابند ہونے کے ساتھ ساتھ رعب ودبدبہ میں بھی مشہور زمانہ لوگوں پر مشتمل ایک بڑا گھرانہ ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ ۱۹۷۸ء میں اپنے ہی گاؤں کے مدرسہ مصباح العلوم مان سنگھا نزد جامع مسجد مان سنگھا میں ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی ابتدائی تعلیم کے اساتذہ میں حضرت مولانا معرفت عالم صاحب اور حضرت مولانا ایوب صاحب مان سنگھا علیہما الرحمہ کی شفقت بھری تعلیم وتربیت ناقابل فراموش ہے۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سفر کرکے یوپی آئے اور غالباً ۱۹۸۱ء میں سب سے پہلے جامعہ عربیہ سلطان پور میں داخلہ لیا مگر کچھ ہی دنوں کے بعد دار العلوم مخدومیہ قصبہ بھدرسہ ضلع فیض آباد چلے گئے یہاں پر کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربیہ ضیاء

العلوم خیرآباد مئو میں داخلہ لیا یہاں کے بعد کچھ دنوں تک دار العلوم قادریہ چریا کوٹ میں تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد از ہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ ہوا اور مسلسل پانچ سال تک منتہی درجات کی کتابوں کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۰ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں جامعہ سے دستار فضیلت وسند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ، علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ، علامہ محمد احمد صاحب قبلہ مصباحی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ، اساتذہ اشرفیہ کے علاوہ علامہ عبد المبین صاحب نعمانی، مفتی عزیر احسن صاحب پورنوی، علامہ سید فاروق صاحب بنارسی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا سید شاکر حسین صاحب رضوی کرناٹک، حضرت مولانا مفتی ذوالفقار احمد رشیدی دیناج پوری، مولانا مقبول احمد صاحب سالک مصباحی دہلی، مولانا منظور احمد صاحب راج محلی اور مولانا عبد الرحیم صاحب چانچل قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد ۱۹۹۱ء میں شمالی مالدہ کے ایک غیر معروف ادارہ کے پی ایس دار العلوم قطب گنج میں بحیثیت صدر المدرسین تدریسی خدمات کا آغاز ہوا۔ آپ کی آمد سے پہلے ادارہ کا تعلیمی معیار درجۂ رابعہ تک تھا اور وہ بھی صرف آس پاس کے کچھ طلبہ پڑھنے والے ہوتے تھے مگر آپ کی جہد مسلسل اور عمل پیہم کے ذریعہ ادارہ کی ایسی ترقی ہوئی کہ چند ہی سال میں تعلیمی معیار دورۂ حدیث تک پہونچ گیا اور دور دور کے طلبہ کا ورود ہونے لگا اور صرف مدرسہ کی ہی ترقی نہیں بلکہ اس علاقے میں مسلک اہل سنت وجماعت اور مسلک

اعلیٰ حضرت سے آپ نے عوام الناس کو روشناس کرایا اور ایمان میں پختگی کی خاطر مرکز اہل سنت سے لوگوں کو جوڑنا شروع کیا۔ سنیت بیداری کی ایک مہم چلا کر وہابیت اور بدمذہبیت کو ایک حد تک علاقہ قطب گنج و مضافات سے دور کرنے کی کوشش کی اور بحمدہ تعالیٰ وتقدس لوگوں میں جذبۂ سنیت کی ایسی لہر پیدا ہوئی کہ ادارہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورہ کرانے میں کامیاب ہو گئے اور جب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ورود مسعود ہوا تو صرف ضلع مالدہ ہی نہیں بلکہ مرشدآباد دیناج پور کٹیہار و پورنیہ کے کثیر تعداد میں عوام و خواص سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہوئے اور ایک حد تک سنیت میں لوگ پختہ بھی ہو گئے۔ حضور تاج الشریعہ کے قدوم میمنت کی برکت سے ادارہ ہذا کی بھی خوب شہرت ہوگئی اور علاقے میں مرکزی ادارہ کی حیثیت سے لوگ جاننے لگے بہرکیف آپ نے ادارہ کو عروج تک پہونچانے میں خوب محنتیں کی لیکن باوجود اس کے منتظمین سے کچھ امور میں نااتفاقی کی بنا پر ۲۰۰۷ء میں یہاں سے مستعفی ہو گئے اور قطب گنج سے دس پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع مدرسہ غوثیہ سفیریہ نور پور مانیک چک کے اراکین کی دعوت پر بحیثیت صدرالمدرسین و شیخ الحدیث تقرری ہوئی اور یہاں پر بھی تقریباً تین سال تک تدریسی خدمات انجام دی اور علاقہ نور پور کی دینی وملی سرگرمیوں میں خوب حصہ لیا۔ یہاں پر بھی اچھا اثر و رسوخ اور بہترین خدمات کے نشانات قائم کیے اور آپ کی سرگرمیاں چل ہی رہی تھیں کہ حسن اتفاق ۲۰۰۹ء کے اخیر میں ایس آر (SR) ہائی مدرسہ میں سرکاری ملازمت ہوجانے کی بنا پر نور پور مدرسہ کو بھی الوداع کہنا پڑا۔ فی الوقت ڈیوٹی اوقات کے بعد جو وقت خالی ہوتا ہے وہ وعظ و نصیحت تقریر و خطابت اور باطل

کے خلاف مناظرہ ومباحثہ اور ردوہابیت ہی میں وقت گذرتا ہے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اس وقت راج محل کے سینیئر علمائے کرام میں سے ایک ہیں بہترین صلاحیت کے ساتھ ساتھ علوم حدیث میں مہارت رکھتے ہیں اخلاق و کردار میں بلندی کے ساتھ ساتھ خلوص وللّٰہیت کے بھی پیکر ہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

اولاد و امجاد۔ آپ کی کل تین اولاد ہیں۔ ایک صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں۔ پہلی صاحب زادی کی شادی بھی ہوچکی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد رضاء الحق اشرفی مصباحی

صدر شعبہ تحقیق السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف کچھوچھہ مقدسہ۔ از قلم خود

نام مع ولدیت ومختصر نسب نامہ: محمد رضاء الحق ابن بشیر شیخ ابن محمد شہباز عرف شابوز شیخ ابن حمزہ عرف حمزو شیخ ابن شیخ حاجی صحبت علی ابن شیخ عثمان غنی ابن شیخ عطاء الغنی۔

تاریخ ومقام پیدائش: 17 شعبان 1389ھ۔ 29 اکتوبر 1969

گھر کا پتہ مان سنگھا، نرائن پور تحصیل راج محل، صاحب گنج۔ جھارکھنڈ (اُس زمانے میں بہار تھا)

بچپن کے حالات اور ابتدائی تعلیم: نانا مرحوم منشی کتاب علی جو اپنے زمانے کے ایک اچھے فارسی داں، نیک دل، باہمت انسان اور تہجد گزار صاحب عملیات بزرگ تھے، انہوں نے میرا نام رکھا اور اپنی توجہ خاص، بزرگانہ شفقت اور نوازشات کے ساتھ میری تربیت کی۔ جب میں نانا کے گھر ہوتا تو وہ مجھے انگلی پکڑ کر اپنے ہمراہ مسجد لے جاتے۔ اپنے پاس سلاتے۔ جب تک نیند نہیں آتی فارسی کی پہلی کتاب اور آمدنامہ کے اسباق کے بارے میں سوالات کرتے۔ اطمینان بخش جواب ملنے پر بہت خوش ہوتے۔ 9 سال کی عمر میں جب میں نے میزان ومنشعب شروع کی تو

نانا مرحوم مع اہل وعیال کے ترک وطن کرکے رائے گنج اتر دیناج پور مغربی بنگال منتقل ہوگئے۔ وہیں پہ ان کا انتقال ہوا اور ایک بزرگ کے مزار کے جوار میں مدفون ہوئے۔

ابتدائی تعلیم نانا مرحوم کے علاوہ اپنی والدہ ماجدہ (جو الحمدللہ ابھی بقید حیات ہیں) سے حاصل کی۔ تعلیم وتربیت کے معاملے میں والدہ ماجدہ بہت سخت واقع ہوئی ہیں۔ بچوں کو پابندی سے مکتب بھیجنا اور مکمل نگرانی رکھنا گھر کے کام کاج سے زیادہ ان کے نزدیک اہم تھا۔ کبھی مکتب کا ناغہ ہونے یا مکتب جانے میں سستی یا ٹال مٹول کرنے پر نہ صرف ڈانٹ ڈپٹ کرتیں بلکہ چھڑی برسانے میں بھی پس وپیش نہیں کرتی تھیں۔ مکتب سے جو سبق پڑھ کر آتا تھا رات کو کھانے اور گھر کا کام نپٹانے کے بعد پابندی کے ساتھ پڑھے ہوئے سبق کو سنتی تھیں اور آئندہ کل کا سبق بھی مجھے پڑھا دیا کرتی تھیں۔ آج تک ان کی ممتا بھری تربیت کا اثر اپنی زندگی میں محسوس کر رہا ہوں۔ رات کو سبق پڑھاتے ہوئے کہتی تھیں: بیٹا پچھلا سبق دہرانے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ذہن میں خوب محفوظ ہونے کے ساتھ اگلا سبق آسان ہوجاتا ہے اور آنے والے کل کے سبق کو رات میں ایک بار پڑھ لینے سے اس کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ ماں کی اِس نصیحت کا اثر ہی تھا کہ میں نے دورہ حدیث کی تعلیم مکمل ہونے تک ہر کتاب کے آنے والے درس کا مطالعہ رات کو ضرور کرتا تھا۔ اس پابندی نے بہت جلد عبارت فہمی کی راہیں مجھ پر آسان کردیں۔

فارسی اور اردو کی ابتدائی کتابیں مرحوم منشی غلام الدین صاحب سے اور میزان ومنشعب اور اردو نقل واملا کی تعلیم مرحوم مولانا معرفت علی صاحب سے حاصل کی تھی۔ دونوں حضرات نے میری ابتدائی تعلیم کو مضبوط بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

میری تعلیم میں والد ماجد ”زاد اللہ فی عمرہ وصحتہ“ کی جاں فشانیوں اور قربانیوں کا بھی بڑا دخل ہے۔ سخت مصیبتوں، تنگیوں کے باوجود انہوں نے اپنے تمام بیٹے بیٹیوں کو پڑھایا لکھایا، چناں چہ ان کے آٹھ بیٹوں میں چھ بیٹے عالم دین، حافظ قرآن وقاری ہیں اور باقی دو بیٹے بھی الحمدللہ پڑھے لکھے ہیں اور دینی تعلیم سے بالکل عاری نہیں ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ والد ماجد ابھی بقید حیات ہیں۔ مولیٰ کریم میرے ماں باپ کو صحت وسلامتی وخیر کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔

اہل حدیث کے مدرسے میں داخلہ اور وہاں سے خروج: 1980ء میں لاعلمی کی بنا پر کسی طرح اہل حدیث کے ایک مدرسے میں مجھے داخل کردیا گیا تھا۔ وہ مدرسہ بہار کے پورنیہ ضلع میں تحصیل قصبہ سے کوئی 10 کلومیٹر دور مرزا باڑی نام کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں واقع تھا۔ یہ مدرسہ بہار مدرسہ بورڈ سے منظور شدہ تھا اور اس میں اسی کا نصابِ تعلیم جاری تھا۔

اہلِ حدیث مکتبہ فکر کے نزدیک دیوبندی مکتب فکر کے علما مقلد ہونے کے سبب مشرک ہیں پھر بھی یہاں پر لطف کی بات یہ تھی کہ ماسٹروں کو چھوڑ کر تقریباً سبھی اساتذہ دارالعلوم دیوبند کے فارغین تھے اور بعض تو اپنے نام کے ساتھ قاسمی کا لاحقہ بھی لگاتے تھے۔ چھوٹا سا گاؤں تھا اور گاؤں سے باہر ایک سنسان کھیت میں یہ مدرسہ آباد تھا۔ گاؤں نہایت پس ماندہ اور ناخواندہ لوگوں پر مشتمل تھا۔ لوگ اگرچہ ناخواندہ، غریب اور خستہ حال تھے، انہیں نہ مذہب معلوم تھا نہ مسلک پھر بھی خوبی کی بات یہ تھی کہ وہ علمِ دین، علما اور طالب علموں کو دل وجان سے مانتے تھے۔ وہ ہر طالب علم کو عزت واحترام سے ”استاذ جی“ کہا کرتے تھے اور طالب علموں کی ضیافت کو اپنے لئے باعثِ فخر تصور کرتے تھے۔ لیکن ان بے چاروں کو شاید یہ نہیں معلوم تھا کہ جس ادارے کو وہ اپنا خون جگر پلا رہے ہیں، وہاں پر طالب علموں کو وہ علم سکھایا جارہا ہے جو انہیں اسلاف کا گستاخ بنائے

گا اور جہاں علم دین کے نام پر بد دین بنانے کی وہابی تحریک کی اشاعت کی جارہی ہے۔

مدرسے میں میرے علاوہ راج محل کے دو چار طالب علم اور بھی تھے جو سنی گھر کے ہونے کے باوجود لاعلمی کی بنا پر اسی مدرسے میں داخل کر دیے گیے تھے۔ یوں تو ہم تمام راج محلی طالب علم مدرسے کے دیگر طالب علموں کے ساتھ نمازیں بھی پڑھتے تھے لیکن ہمارا طریقہ نماز سنی حنفیوں کا ہوتا تھا۔ ہم سب نو آموز اور کم عمر ہونے کے باوجود اپنے فکر واعتقاد میں ایک حد تک پختہ تھے۔ اگر کوئی طالب علم حالتِ نماز میں اپنے پیروں کو پھیلا کر ہمارے پیروں سے ملانے کی کوشش کرتا تو سختی کے ساتھ قولاً وعملاً ہم اس سے روکتے تھے اور ضد کرنے پر شدید ردعمل بھی ظاہر کرتے تھے۔ جب استاذ کے پاس ہماری شکایت پہنچائی جاتی تو انہیں یہ کہہ کر سمجھا دیا جاتا تھا کہ راج محل کے طلبہ جس طرح نماز پڑھتے ہیں انہیں اسی طرح پڑھنے دیا جائے، کوئی بھی طالب انہیں تنگ نہ کرے۔ شاید اساتذہ نرم خوئی کے ذریعہ ہماری فکر ونظر پر کمند ڈالنے کی تیاری کررہے تھے۔ کیوں کہ موقع بموقع بڑی ہوشیاری کے ساتھ مزارات اولیا، فاتحہ وایصال ثواب وغیرہ معمولاتِ اہل سنت کے حوالے سے وہی اساتذہ ہم پر طنز بھی کستے تھے۔

انہیں حالات کے ساتھ میں نے وہاں پر مدرسہ بورڈ کے نصاب کے مطابق وسطانیہ دوم، سوم اور چہارم تین جماعتوں کی تعلیم مکمل کی۔ دل پہلے سے متنفر تو تھا ہی، ۱۹۸۳ء میں کچھ ایسے ناقابل برداشت حالات پیدا ہوئے کہ ہم تمام راج محلی طلبہ مدرسہ چھوڑ کر وطن آ گئے۔ گھر پہنچ کر میرے کچھ ساتھیوں نے تعلیم چھوڑ دی۔ کچھ نے اسکول پکڑ لئے اور میں نے سال کو بے کار جانے سے بچانے اور درجہ فوقانیہ کی تعلیم مکمل کرنے کے لئے اپنے گاؤں کے قریب مدرسہ یوسفیہ (اُدھوا، رادھانگر) میں اپنا داخلہ کروالیا اور گھر سے آنا جانا کرتا رہا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے اتر پردیش کا سفر: 1984ء میں اپنے گاؤں کے کچھ ساتھیوں کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سلطان پور اتر پردیش چلا گیا۔ سلطان پور پلٹن بازار کے ایک چھوٹے سے مدرسے میں حضرت مولانا مفتی عزیز احسن پورنوی صاحب تدریسی خدمات پر مامور تھے۔ یہاں پر میں نے ہدایۃ النحو، علم الصیغہ، نور الایضاح، مرقات، فیض الادب وغیرہ کتابوں کا درس لینا شروع کیا۔ عیدالاضحیٰ سے قبل حضرت مفتی عزیز احسن صاحب مستعفی ہوکر مدرسہ ضیاء العلوم کچی باغ بنارس تشریف لے آئے۔ ہم تمام راج محلی طلبہ بھی حضرت کے ساتھ بنارس آ گئے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد ضیاء العلوم چھوڑ کر مفتی صاحب ضلع رائے بریلی کے قصبہ جلال پور کے ایک ادارے میں مدرس ہو گئے۔ ہم سب بھی آپ کے ساتھ یہاں آ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد ضلع فیض آباد قصبہ بھدرسہ کے ایک قدیم ادارے کے ذمہ داروں کی طلب پر مفتی صاحب، رائے بریلی سے ہم سب کو ساتھ لے کر قصبہ بھدرسہ آ گئے۔ یہاں پر میں نے کافیہ، اصول الشاشی، شرح تہذیب، قدوری، مجانی الادب، فصول اکبری، معلم الانشا وغیرہ پڑھیں۔

1985ء میں بعدِ رمضان، میں نے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں داخلہ لے لیا۔ یہاں پر شرح جامی، شرح وقایہ، نور الانوار، قطبی، میر قطبی، ملاحسن، مختارات، معلم الانشا، مشکاۃ المصابیح، جلالین شریف وغیرہ کتابیں جماعت رابعہ اور خامسہ میں پڑھیں۔ مدرسہ میں بحیثیت صدر المدرسین استاذ الاساتذہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی مسند تدریس پر فائز تھے۔ حضرت کی توجہ خاص اور علمی رہنمائی میں مذکورہ کتابوں کے درس کے ساتھ میں اپنی بنیادی تعلیم بھی مضبوط کرتا رہا۔

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ اور دستار فضیلت: 1987ء میں جب حضرت مصباحی صاحب دامت برکاتہ بحیثیت استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں مدعو ہوکر آئے تو میں بھی حضرت کے ہمراہ اشرفیہ آ گیا۔ اشرفیہ میں جماعت سادسہ سے دورہ حدیث تک تین سال تعلیم حاصل کی۔ جماعت سابعہ میں پڑھتے ہوئے یوم مفتی اعظم کے موقع پر مقالہ نگاری کے انعامی مقابلے میں پہلی بار عربی زبان میں ''مكانة حواشي الامام احمد رضا و مميزاتها'' کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کیا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب بشمولِ جامعہ اشرفیہ تمام سنی مدرسوں میں عربی ادب سے اس قدر بے اعتنائی تھی کہ ہفتے میں تین دن عربی ادب اور تین دن انشا کی گھنٹیاں ہوتی تھیں اور زیادہ تر طلبہ کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ دوسروں کی کاپیوں سے تمرینات نقل کر کے استاذ کو دکھا دیا کرتے تھے اور بس۔ اشرفیہ کی تاریخ میں یوم مفتی اعظم کے موقع پر تحریری انعامی مقابلہ میں شاید عربی زبان میں یہ پہلا مقالہ تھا۔ چناں چہ اکابر علماء و مشائخ کی موجودگی میں شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے خوش ہوکر اپنی کتاب ''نزهۃ القاری شرح بخاری'' جلد اول بطور انعام عطا فرمائی۔ اُس وقت بڑی عرق ریزی اور محنت سے حضرت شارح بخاری نے ''نزهۃ القاری'' کی پہلی جلد طبع کرائی تھی۔ انعام دیتے ہوئے حضرت مفتی صاحب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ اگر میری کتاب کی تمام جلدیں مطبوع ہو چکی ہوتیں تو آج میں اِس طالب علم کو کتاب کا پورا سیٹ انعام میں دے دیتا۔

زمانہ طالب علمی میں بزبان عربی خطاب: 1988ء میں عرس حافظ ملت اور جلسہ دستار بندی کے اسٹیج پہ درجنوں علما و مشائخ کی موجودگی میں عربی زبان میں ''حافظ الملۃ

والدين ومآثره العلميۃ والدينيۃ'' کے عنوان پر میرا ایک مختصر خطاب ہوا۔ علمائے کرام نے تقریر اور خصوصاً عربی لہجے پر خوب دادِ تحسین سے نوازا۔ میں بصد شکر و امتنان اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتا ہوں کہ عربی زبان و بیان کا ذوق اور جو کچھ بھی شد بد مجھے حاصل ہے وہ حضرت عمدۃ المحققین عالم باعمل ادیب شہیر علامہ محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین وصدر مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی صحبت و تربیت کا نتیجہ ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ حضرت کے علمی فیضان کا سلسلہ جاری و ساری رکھے۔

دستار و سند فضیلت: 10 جنوری 1989ء/ 1409ھ عرس حافظ ملت کے موقع پر جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے اسٹیج میں علما و مشائخ کے مبارک ہاتھوں سے مجھے دستار و سند فضیلت سے سرفراز کیا گیا۔

اسناد و ڈگریاں: فاضل درسِ نظامی، تربیتِ افتا، فاضلِ دینیات، فاضلِ عربی ادب (عربی فارسی بورڈ یوپی۔) بی اے اردو آنرز (دُمکا یونیورسیٹی)

حصول تربیتِ افتا و تدریسی و قلمی خدمات: مئی 1989 میں دار العلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو میں تدریسی خدمات پر مامور ہوا۔ یہاں پر اصول الشاشی، نور الانوار، شرح تہذیب، منثورات، قدوری، نور الایضاح وغیرہ کتب زیرِ تدریس رہیں۔

شوال 1410ھ، 1990ء میں حضرت شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی رحمہ اللہ (سجادہ نشین کچھوچھہ شریف) کے حکم سے جامع اشرف کچھوچھہ شریف میں تدریسی ذمہ داری سنبھالی۔ یہاں پر ابتدا میں شرح جامی، جلالین شریف، مشکات شریف، ہدایہ، سراجی، شرح نخبۃ الفکر، دیوان متنبی وغیرہ کتابیں پڑھائیں۔ اسی دوران تلمیذِ شمس

العلما قاضی شمس الدین جونپوری حضرت مفتی زین العابدین ٹانڈوی (رحمہا اللہ) اور حضرت مفتی عبدالجلیل (رحمہ اللہ) تلمیذِ عمدۃ الفقہا مفتی حبیب اللہ نعیمی رحمہ اللہ سے فتویٰ نویسی کی تربیت بھی حاصل کی اور بحیثیت نائب شیخ الحدیث 2000ء تک تدریسی ذمہ داری بھی نبھاتا رہا۔ اس کے بعد 2008ء تک شیخ الحدیث وصدر شعبہ افتا کی حیثیت سے خدمات انجام دیتا رہا۔

سہ ماہی و ماہ نامہ غوث العالم کچھوچھہ شریف کی ادارت: 1998ء میں جامع اشرف کچھوچھا شریف سے سہ ماہی مجلہ غوث العالم کا اجرا ہوا جس کو دو سال کے بعد ماہ نامہ کر دیا گیا۔ اس کی ادارتی ذمہ داریاں بھی میرے ناتواں کاندھوں پہ رکھی گئیں اور الحمد للہ حسب استطاعت ذمہ داریوں کو نبھاتا رہا۔ 2006ء میں ادارتی فرائض سے سبک دوش ہوا لیکن رسالہ میں مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ سہ ماہی و ماہ نامہ غوث العالم میں میرے درجنوں اداریے اور مضامین شائع ہوئے ہیں۔

حیدرآباد آندھرا پردیش میں دینی وعلمی خدمات: 2009ء میں جامع اشرف ودارالافتا کی خدمات سے سبک دوش ہو کر حیدرآباد آندھرا پردیش میں ایک دینی، دعوتی وعوامی تعلیمی ادارہ ”سنی سینٹر“ میں دینی دعوتی تعلیمی وتصنیفی خدمات پر مامور ہوا۔ یہاں پر ایک سال میں متعدد دینی خطبات و ہفتہ وار عوامی درس قرآن ودرس حدیث کے ساتھ 450 صفحات پہ مشتمل کتاب ”عقائد اہل سنت قرآن وحدیث واقوال سلف کی روشنی میں“ لکھی۔ اس کے علاوہ ”نماز تراویح آٹھ یا دس رکعات؟“ (اردو، انگریزی)، فضائل شعبان احادیث معتبرہ کی روشنی میں ”مغفرت کا سامان ماہ رمضان“، وغیرہ علمی وتحقیقی رسائل بھی تصنیف کیے۔

2010ء میں دارالعلوم امام احمد رضا یاقوت پورہ حیدرآباد میں صدر المدرسین وصدر مفتی کی

حیثیت سے خدمات پر مامور ہوا۔ یہاں پر تدریس وافتا کے ساتھ ”عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت، ماہ رجب کی فضیلت، شب براءت کیسے منائیں“، وغیرہ رسائل لکھے اور ادارے ہی سے منسلک دعوتی وتصنیفی ادارہ اسلامک ریسرچ سینٹر میں عوامی درسِ قرآن ودرسِ حدیث کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور غیر مقلدوں سے مباحثوں اور مکالموں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ الحمد اللہ اسکول وکالج کے ۲۵ سے زائد سنی اسٹوڈنٹس کو عقائد اہل سنت کے دلائل یاد کروا کر ان کی سنیت کو پختہ کیا اور انہیں اس لائق بنایا کہ غیر مقلد مولویوں سے علمی مباحثہ بھی کر سکیں۔ بحمد اللہ اِس کوشش کے نتیجے میں کئی نوجوان جو عقائد کے معاملے میں تردد کے شکار ہو چکے تھے ان کے عقائد میں پختگی پیدا ہوئی اور اُن تربیت یافتہ سنی اسٹوڈنٹس نے بعض غیر مقلد مولویوں کو مباحثہ میں راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے علاوہ حیدرآباد کے کئی مقامی چینلوں میں گاہے بگاہے رمضان کے سحر وافطار کے لائیو پروگرام ”فضائل ومسائل رمضان“، میں بھی اسپیکر کی حیثیت سے مدعو ہوتا تھا۔ حیدرآباد کے معروف اخبار سیاست، اعتماد وغیرہ کے مذہبی کالم میں بھی میرے کئی مضامین شائع ہوئے۔

بنگال میں تدریس وافتا ودینی خدمات: 2012ء میں دارالعلوم اہل سنت رضویہ پنچانند پور مالدہ مغربی بنگال میں بحیثیت صدر المدرسین وصدر مفتی مقرر ہوا۔ یہاں پر ایک سال تدریس وافتا سے منسلک رہا۔ تدریس وافتا کے علاوہ دینی جلسوں میں خطابات کے ذریعہ بھی دین وسنیت کی خدمات انجام دیتا رہا۔ خطابات کے سلسلے میں مغربی بنگال کے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور ایک بار اس مقصد کے تحت بنگلہ دیش کا بھی سفر ہوا۔

جامع اشرف کے شعبہ تحقیق وتصنیف میں تقرر: 2013ء میں دوبارہ حضرت قائد ملت مولانا

الحاج سید محمود اشرفی جیلانی (سجادہ نشین کچھوچھہ شریف) کے حکم سے جامع اشرف کچھوچھا شریف کے شعبہ تصنیف وتالیف وتحقیق ''السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف،، کے ڈائرکٹر اور اہل سنت ریسرچ سینٹر (اے۔آر۔سی) ممبئی، ملحقہ السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف کے سینئر ریسرچ اسکالر کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگا۔تصنیف وتالیف کے علاوہ اعزازی طور پر تخصص فی الفقہ کے طلبہ کی شرح عقود رسم المفتی اور مشقِ افتا کی گھنٹیاں بھی میرے زیر تدریس رہیں۔2013ء سے تاحال انہیں دونوں اداروں میں خدمات انجام دے رہاہوں۔2013سے 2020 تک تدریسی خدمات کے ساتھ میری درج ذیل کتابیں اہل سنت ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام شائع ہوچکی ہیں:

1۔ترک رفع یدین۔احادیث وآثار صحیحہ کی روشنی میں

2۔نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔احادیث وآثار معتبرہ کی روشنی میں

3۔فسق یزید۔احادیث وآثار معتبرہ کے حوالے سے (اردو، انگلش)

4۔فرقہ مرجئہ اور وہابیہ (اردو، ہندی) (وہابیوں کا، امام اعظم ابوحنیفہ قدس سرہ پر مرجئی ہونے کا الزام اور اس کا تحقیقی رد)

5۔نماز میں آہستہ آمین کہنا۔(حنفی مذہب کی نفیس تحقیق اور غیر مقلدین کا مثبت وسنجیدہ رد)

6۔شہادتِ امام حسن۔ایک تاریخی وتحقیقی جائزہ

7۔ننگے سر نماز پڑھنا کیسا؟ (وہابی نظریہ کا سنجیدہ علمی رد)

8۔تشہد میں انگلی ہلانا؟ (وہابیہ جس حدیث کو بنیاد بنا کر تشہد میں انگلی ہلاتے رہنے کو سنت کہتے ہیں اس کا علمی وتحقیقی جواب)۔اس رسالے پر شیخ الاسلام علامہ سید مدنی میاں دامت برکاتہ

کے تاثراتی کلمات بھی ہیں۔اس کو پاکستان کے بعض پبلی شر نے بھی شائع کیا ہے۔

9۔لقب امام اعظم، دلائل کے آئینے میں۔(امام اعظم کو امام اعظم کہنے پر وہابیہ کے اعتراضات کے تشفی بخش جوابات)

10۔وہابیت کا سفر نجد سے ہند تک۔(وہابی تحریک کا مختصر جامع مدلل تعارف)

11۔دم اور تعویذ کی شرعی حیثیت۔(وہابیہ جس چیز کو بنیاد بنا کر شرعی دم اور تعویذ کو حرام بلکہ شرک کہتے ہیں اس کا مکمل تحقیقی وعلمی سنجیدہ رد)

12۔دفاع حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔(ابھرتے ہوئے فتنہ رافضیت وتفضیلیت کے سد باب کے لئے تحقیقی دلائل پر مشتمل ایک مثبت کوشش) اس کتاب کو پاکستان کے بعض سنی پبلی شر نے بھی شائع کیا ہے۔

13۔تین طلاق اور حلالہ: قرآن وحدیث، آثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں۔(اردو، انگلش)

اہل سنت ریسرچ سینٹر کے زیر اہتمام شائع شدہ میری 13 کتب کے علاوہ سنی سینٹر حیدرآباد نے میری 4 کتابیں، اسلامک ریسرچ سینٹر حیدرآباد نے 3 کتابیں، اشرفیہ فاؤنڈیشن حیدرآباد نے دو کتابوں کے ترجمے، الاشرف اکیڈمی راج محل نے دو کتابیں شائع کی ہیں۔الاشرف اکیڈمی کے اہتمام میں میری پہلی کتاب "تذکرہ علامہ سید احمد اشرف کچھوچھوی" شائع ہوئی ہے۔اس کتاب میں حضور مخدوم المشائخ مولانا مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ (متوفی 21 نومبر 1996ء) کے دعائیہ کلمات بھی ہیں۔اس کتاب کے مشمولات کو قبلِ طباعت حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے باضابطہ ملاحظہ فرمایا ہے پھر دعائیہ کلمات رقم فرمائے ہیں۔طباعت کے بعد جب کتاب حضرت کے مبارک ہاتھوں میں پہنچی تو حضرت نے خوشی

کا اظہار فرماتے ہوئے مجھے چاندی کا ایک تمغہ عنایت فرمایا جس کی دونوں پشت پہ مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کا نقشہ کندہ کیا ہوا ہے۔ **فالحمد للہ علی ذالک**۔

اردو اور عربی زبان میں مقالات: کتب ورسائل کے علاوہ ہندو پاک و بنگلہ دیش کے مشہور ماہ ناموں میں درجنوں مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ اُن میں سے چند مشہور مقالات کے عنوانات درج ذیل ہیں:

1۔قرآن کا تمثیلی اسلوب بیان: فوائد اور حکمتیں۔ ماہ نامہ آستانہ کراچی شمارہ مئی 1998ء

2۔خانقاہ اور مدارس اسلامیہ کے دینی فرائض اور طریقہ تبلیغ۔ ماہ نامہ غوث العالم بنگلہ (بنگلہ دیش)

3۔ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم۔ ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور شمارہ اپریل 2008ء

4۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فن اسماء الرجال کے اولین امام۔ ماہ نامہ کنز الایمان شمارہ جون 2010ء۔

5۔العصبیة تلحس المستوی التعلیمی فی المدارس الاسلامیة۔ مجلہ العلیم جمداشاہی، جون 2007ء (اس کے علاوہ میرے اور مضامین بھی،، العلیم،، میں شائع ہوئے ہیں)

چند مطبوعہ مقالات کے عنوان بطور مثال یہاں پر پیش کئے گئے۔ اب تک مطبوعہ مقالات کی تعداد 100 سو سے متجاوز ہو چکی ہے۔ اُن میں ملک کے مختلف سیمیناروں کے لئے لکھے گئے مقالات کو شامل کیا جائے تو دو درجن کے قریب مقالات اور بھی ہوں گے۔

نیشنل سیمینار ہمدرد یونیورسٹی دہلی میں شرکت: سیمینار کا عنوان تھا: اسلامی شریعت اور موجودہ اسلامی سوسائٹی۔ سیمینار کی تاریخ: 22۔23 نومبر 2017ء۔ اس سیمینار میں میرے مقالے

کا عنوان تھا: شریعت اسلامیہ میں تین طلاق کی حیثیت۔ الحمد اللہ میرے مقالے کو بہت پسند کیا گیا اور سیمینار کی اگلی نشست کے چیئر پرسن (صدر مجلس) کی حیثیت سے میرے نام کا انتخاب ہوا۔ میں نے اصولِ سیمینار کے مطابق صدارتی خطبے کے ساتھ یہ ذمہ داری بھی اللہ کی توفیق سے بہ حسن وخوبی نبھائی تھی۔ اس نشست میں نظامت کے فرائض محترم ڈاکٹر فضل الرحمن عرف فضل اللہ چشتی اور محب مکرم مولانا ظفر الدین برکاتی ایڈیٹر ماہ نامہ کنز الایمان نے انجام دیے تھے۔ مقالہ نگاروں میں ہمدرد یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد احمد نعیمی بھی تھے، بلکہ سیمینار کے اہم منتظمین میں تھے۔

فتویٰ نویسی: 2000ء سے 2008 تک مسلسل آٹھ سال جامع اشرف کے دارالافتا میں صدر مفتی کی حیثیت سے فتویٰ نویسی کی، پھر تین سال حیدرآباد میں بھی یہ خدمت انجام دی۔ حیدرآباد کے بعد پنجانند پور مالدہ، مغربی بنگال میں بھی اس کا سلسلہ جاری رہا اور بحمد اللہ اب تک جاری ہے۔ فتویٰ نویسی کی 20 سالہ مدت میں کثیر تعداد میں فتوے تحریر کیے جن میں بعض فتوے طویل ہیں جو رسالے کی شکل میں آ سکتے ہیں۔ مثلاً 2007 میں چین والی گھڑی کے استعمال کے جواز پر ایک طویل فتویٰ تحریر کیا ہے جو ایک رسالے کی شکل میں آ سکتا ہے۔ 2002 میں لاؤڈ سپیکر سے نماز کے جواز پر ایک فتویٰ لکھا ہے، وہ بھی ایک رسالہ ہو سکتا ہے۔ فرقہ اہل قرآن (مہدوی فرقہ) کے رد میں ایک فتویٰ لکھا ہے جس میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے دلائل قرآن سے ہی پیش کیے ہیں۔ یہ فتویٰ بھی کتابچہ کی صورت میں شائع ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی طویل فتوے ہیں۔

مطبوعہ وغیر مطبوعہ مقالات کا مجموعہ بھی ضخیم کتابی شکل میں آ سکتا ہے۔ آج کل امام جلال الدین

سیوطی کی مشہور زمانہ کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن،، کی اردو ترجمہ نگاری اور غوث العالم مخدوم
سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات،، لطائف اشرفی،، کی تلخیص کا کام بھی جاری ہے۔

مشاہیر اساتذہ کرام: یوں تو سارے اساتذہ کرام ہمارے عظیم محسن، مربی اور سر کے تاج ہیں
لیکن کچھ اساتذہ ایسے ہیں جنہوں نے ہماری تعلیم وتربیت میں نہایت ہی خلوص ولگن کا مظاہرہ
فرمایا ہے۔ان میں ابتدائی درجوں کے استاذ مرحوم منشی غلام الدین صاحب اور مرحوم مولانا
معرفت علی صاحب ہیں اور متوسط درجوں سے لے کر منتہی درجوں کے استاذ عمدۃ المحققین علامہ
محمد احمد مصباحی دام کرمہ ہیں اور علم فقہ کے سب سے زیادہ اہم استاذ محقق مسائل جدیدہ مفتی
نظام الدین رضوی دام فیضہ ہیں۔اِن حضرات کے علاوہ کچھ ایسے اساتذہ بھی ہیں جن سے
کچھ اسباق پڑھ کر یا علمی تربیت حاصل کر کے تبرکاً نسبت شاگردی قائم کی ہے۔اُن اساتذہ
کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

1۔بقیۃ السلف خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ حاجی مبین الدین امروہی رحمہ اللہ

2۔عالم باعمل امام معقولات تلمیذ رشید حضور مجاہد ملت، علامہ نظام الدین الہ آبادی علیہ الرحمہ

3۔فقیہ عصر مفتی عبد الجلیل نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ (حضرت سے جامع اشرف میں تدریس کے
دوران تربیتِ افتا حاصل کی ہے)

4۔عالم ومفتی باشرع مفتی زین العابدین شمسی ٹانڈوی علیہ الرحمہ (حضرت سے فتوی نویسی کے
تعلق سے علمی استفادہ کیا ہے)

سند حدیث وفقہ اور بیعت وخلافت: عارف باللہ، عالم حقانی، شہزادہ غوث صمدانی مخدوم المشائخ
مولانا مفتی سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں قدس سرہ (سجادہ نشین کچھوچھہ

شریف) کے دست حق پر 1985ء میں اپنے استاذ گرامی خیر الاذکیا عمدۃ المحققین علامہ محمد
احمد مصباحی دام ظلہ کے حکم سے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو یوپی میں شرف بیعت
حاصل کیا تھا۔1995ء میں حضور سرکار کلاں نے اپنے دولت کدے میں بلا کر خانوادہ اشرفیہ
کے بعض اکابر مشائخ کی موجودگی میں بعد نماز جمعہ سلسلہ قادریہ منوریہ معمریہ میں بیعت فرما کر
جملہ سلاسل اوروظائف ومعمولاتِ مشائخ کی اجازت ودستار وسندِ خلافت سے نوازا۔نیز
اجازت وسند حدیث وفقہ بھی عطا فرمائی۔واضح رہے کہ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے دورہ
بخاری شریف حضور صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی کی درس گاہ میں مکمل فرمایا تھا اور
آپ کو حضرت ہی سے سند حدیث وفقہ بھی حاصل ہوئی تھی۔اس نسبت کے حصول پر اللہ کا شکر ادا
کرتا ہوں کہ صرف ایک واسطے سے حضور صدر الافاضل قدس سرہ میرے استاذِ حدیث وفقہ
ہیں۔اس سند کی خوبی یہ ہے کہ سیدنا صدر الافاضل علیہ الرحمہ اور محشی درمختار خاتم المحققین وعمدۃ
المحدثین سید احمد بن محمد طحطاوی حنفی علیہ الرحمہ کے درمیان صرف 4واسطے ہیں۔سیدنا
صدر الافاضل کو اجازت ملی تھی اپنے استاذ حجۃ الاسلام علامہ گل محمد قدس سرہ سے،ان کو اجازت
حاصل ہوئی تھی علامہ سید محمد مکی (خطیب واستاذ مسجد حرام) سے،ان کو اپنے والد تاج الشریعہ
علامہ سید محمد الکتبی (خطیب وامام واستاذ مسجد حرام) سے۔ان کو اپنے والد مفتی احناف علامہ
سید محمد بن حسن الکتبی (مفتی مسجد حرام) سے۔ان کو اپنے استاذ خاتم المحققین علامہ سید احمد
الطحطاوی سے۔امام طحطاوی سے امام اعظم ابوحنیفہ تک کا سلسلہ سند یوں ہے:

السید احمد بن محمد الطحطاوی الحنفی الازھری عن السید الشریف محمد الحریری الازھری الحنفی عن الشیخ
حسن المقدسی الحنفی عن الشیخ علم الدین سلمان المنصوری الحنفی عن الشیخ عبد الحی الشرنبلالی الحنفی

عن الشیخ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی (صاحب نور الایضاح) عن الشیخ محمد المحبی الحنفی عن الشیخ علی بن محمد بن خلیل المقدسی الحنفی عن الشیخ شہاب الدین بن یونس الشلبی الحنفی عن الشیخ ابی البرکات محمد بن شحنۃ الحنفی عن الشیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن الھمام (صاحب فتح القدیر) عن الشیخ سراج الدین عمر بن علی الکنانی القاھری الحنفی عن الشیخ علاء الدین احمد بن محمد السیر امی الحنفی عن الشیخ جلال الدین ابی محمد بن عمر الخبازی الحنفی عن الشیخ عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری الحنفی عن الشیخ حافظ الدین الکبیر النسفی الحنفی عن الامام محمد بن محمد بن عبدالستار الکردری الحنفی عن الامام برھان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی (صاحب ہدایہ) عن الامام فخر الاسلام ابی الحسن علی بن محمد بن حسین البزدوی الحنفی عن شمس الائمۃ ابی بکر محمد بن ابی سھل السرخسی الحنفی (صاحب المبسوط) عن شمس الائمہ عبدالعزیز احمد الحلوائی الحنفی عن ابی علی الخضر بن علی النسفی الحنفی عن ابی بکر محمد بن فضل البخاری الحنفی عن الامام ابی محمد عبداللہ بن محمد الحارثی الحنفی عن ابی حفص الصغیر عبداللہ بن احمد الحنفی عن ابیہ ابی حفص الکبیر احمد بن حفص البخاری الحنفی عن الامام محمد بن حسن الشیبانی الحنفی عن الامام الاعظم ابی حنیفۃ نعمان بن ثابت الکوفی قدس سرہ ورحمہ ورحمھم اللہ اجمعین

سفر حج وزیارت حرمین شریفین: حضور شیخ اعظم مولانا سید اظہار اشرف علیہ الرحمہ (سجادہ نشین کچھوچھہ شریف) کی خاص کرم نوازی اور حضور قائد ملت مولانا سید محمود اشرف (موجود سجادہ نشین) مدظلہ کی نظر عنایت سے 2005ء میں سفر حج وزیارت روضہ ءرسول کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس مبارک سفر میں حضور قائد ملت اور جانشین مجاہد دوراں حضرت سید شاہ ظفر مسعود اشرف زید عمرہما واقبالہما کی معیت کے فیوض وبرکات ہمیشہ یاد رہیں گے۔

نکاح واولاد: ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر علاء الدین مرحوم جام نگر راج محل کی دختر نیک اختر سے نکاح ہوا۔ دو صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں ہیں۔ بڑے صاحب زادے محمد جیلانی ڈینٹل کلینک کرتے ہیں اور چھوٹے بیٹے محمد نورانی سال آئندہ عالمیت مکمل کرنے والے ہیں دو بیٹیوں کی شادی ہو چکی ہے۔ بڑی سے ایک نواسی امینہ خاتون اور منجھلی بیٹی سے ایک نواسہ محمد عارف ہیں اللہ دونوں کو صحت وخیر کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔

نوٹ۔ یہ تو تھا مولانا ممدوح کا سوانحی خاکہ جو انھیں کے قلم سے تحریر کردہ من وعن نقل کیا گیا۔ یاد رہے کہ حضرت علامہ مولانا مفتی رضاء الحق صاحب اشرفی راج محلی راج محل کے اکابر علمائے اہل سنت میں ایک بڑا نام ہے۔ آپ کی تصنیفی خدمات سے لے کر علمی تحقیقات، فقہی نکات سے لے کر عربی ادب پر خصوصی مہارت ناقابل فراموش وقابل اعتراف حقیقت ہے۔ فروعی مسائل اور تحقیق واجتہاد میں اختلاف بہر حال ممکن ہے۔ تاہم آپ کی تحقیقات وتصنیفات سے عالمی پیمانے پر راج محل کا نام روشن ہوا اور مزید علمی وتحقیقی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے علمی افادات کو عام وتام فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب اشرفی مان سنگھا

صدر المدرسین الجامعۃ القدیریہ پیلی بھیت یوپی

نام مع ولدیت: محمد ذاکر حسین ابن محمد مسلم شیخ ابن شان محمد

تاریخ پیدائش: ۱۹۶۹ء

گھر کا پتہ: مان سنگھا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات: آپ ایک غیر متمول گھرانے میں پیدا ہوئے آباواجداد عام لوگوں میں

شمار ہوتے تھے مگر دین داری کے اعتبار سے اچھے مانے جاتے تھے پسینہ کی کمائی سے والد گرامی نے بہت مشکل سے آپ کی پرورش کی ہے اور دینی تعلیم سے آراستہ کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: اپنے گاؤں کے مکتب مدرسہ مصباح العلوم میں حضرت مولانا ایوب صاحب قبلہ مان سنگھا کے زیر سایہ رہ کر ناظرہ سے لے کر ابتدائی اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی تھوڑا شعور بلند ہوا تو پڑوسی ریاست بنگال کے مولانا کتاب الدین صاحب مرحوم سٹاری کے پاس مزید ابتدائی درجات کی کچھ کتابوں کا درس لیا۔

اعلیٰ تعلیم: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے علوم دینیہ کی مرکزی ریاست یو پی کا سفر کر کے سب سے پہلے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ مئو میں داخلہ لیا یہاں پر اولیٰ اور ثانیہ دو جماعت کی تعلیم حاصل کی پھر اس سے متصل مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد میں درجہ ثالثہ اور اس کے بعد غالباً ۱۹۸۹ء میں ملک کی مرکزی درس گاہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لے کر رابعہ تا درجہ فضیلت کی تعلیم مکمل کی ۱۹۹۳ء میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں بموقع عرس حافظ ملت دستار فضیلت وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے اساتذہ کرام میں محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی، علامہ عبدالشکور صاحب گیاوی، علامہ محمد احمد مصباحی بھیروی، مفتی نظام الدین صاحب رضوی، مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد ضلع مئو کے اساتذہ میں حضرت مولانا شیخ معین الدین صاحب گھوسی، حضرت مولانا بدر الدجیٰ صاحب بستوی، مولانا عبدالغفار صاحب اعظمی، اور اساتذہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی، حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس: حضرت مولانا عاقل صاحب رضوی پرنسپل منظر اسلام بریلی شریف، حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد صاحب جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب جمدا شاہی اور حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب رضوی اور مولانا گلزار صاحب مان سنگھا قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد: حضور سرکار کلاں علامہ سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی کچھو چھہ مقدسہ سے مرید ہیں۔

خدمات: فراغت کے بعد سے اب تک جن مدارس اہل سنت میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دی ہیں ان میں پہلا مدرسہ اسلامیہ حنفیہ ہنومان گڈھ راجستھان اور دوسرا مدرسہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ ہے ان دونوں کے علاوہ تیسرا الجامعۃ القدیریہ پیلی بھیت ہے جہاں پر آپ نے تقریباً پچیس سالہ تدریسی خدمات انجام دیں اور تادم تحریر اسی ادارہ مذکورہ میں مصروف بعمل ہیں کئی مرتبہ دوسرے اداروں کی طرف سے دعوت تدریس آئی حتی کہ مرشد گرامی کے قائم کردہ ادارہ اور شہر مخدوم پاک کی مرکزی درس گاہ جامع اشرف کچھو چھہ شریف میں بحیثیت استاذ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قمر اشرف صاحب اور صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی کی طرف سے دعوت باصرار ملی مگر جامعہ قدیریہ کے اراکین کے حسن عقیدت کو نظر انداز کرنا گراں گذرنے کی وجہ سے دعوت قبول کرنے سے قاصر رہے۔ فی الوقت وہیں زیر تدریس ہیں اور جامعہ کی تعمیر وترقی کے لیے از حد محنت بھی کرتے ہیں۔ شہر پیلی بھیت کے لیے آپ نے ایک تاریخی کام یہ انجام دیا کہ ملک کے مشاہیر خانقاہوں کے سجادگان اور اکابرین امت کو دعوت دے کر قبلہ عالم کانفرنس کرائی جو کہ شہر پیلی بھیت کے لیے ایک عظیم تاریخی کام کے طور پر جانا جاتا ہے اسی طرح آپ نے اپنے گاؤں کو

دوسرے گاؤں کے مقابلے متحد کرنے کے لیے ایک عوامی میٹنگ میں اسوۂ رسول ﷺ کو دلیل بنا کر اور حیات رسول کے تاریخی فیصلے کو پیش کر کے اپنی تجویز پیش کی جس کو تمام شرکاے میٹنگ نے قبول ہی نہیں کیا بلکہ خوب سراہا۔ بہر کیف مولانا ذاکر حسین صاحب اشرفی ایک ذمہ دار عالم دین ہیں صلاحیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی اعتبار سے بھی خوش مزاج اور مشربی رسہ کشی سے دور رہنے کے عادی ہیں درس گاہ سے لے کر دارالافتا تک پوری ذمہ داری کے ساتھ اپنی خداداد صلاحیت کے ذریعہ مغلق اور خشک فنون کو طلبہ کے درمیان سجا کر پیش کرنے میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں بفضلہ تعالیٰ تقریباً دو سو فتاویٰ آپ کے نوک قلم سے صادر ہو چکے ہیں۔

اولاد وامجاد: دو صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت مفتی ذاکر حسین صاحب رضوی پیار پور

مقیم حال رام نگر پرانا شہر بنارس

نام مع ولدیت: محمد ذاکر حسین ابن الحاج شیخ یونس علی مرحوم ابن شیخ جلاب الدین۔

تاریخ پیدائش: یکم جنوری ۱۹۷۰ء

گھر کا پتہ: امانت پوسٹ پیار پور تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات: مولانا موصوف ایک خوش حال اور متمول گھرانے میں پیدا ہوئے آبا واجداد اچھی خاصی زمین وجائداد کے مالک تھے پیار پور اور مضافات میں آپ کے خاندان والوں کا رعب ودبدبہ اور اثر ورسوخ بہت زیادہ پایا جاتا ہے پورا گھرانہ مجموعی طور پر پڑھا لکھا ہے ایک بھائی LLB کر کے وکالت کرتے ہیں اور باقی بھائی بھی گریجویٹ ہیں ساتھ ہی دین داری اور مذہبی اعتبار سے بھی آپ کے خاندان کے لوگ اچھے ہیں۔

ابتدائی تعلیم: ناظرہ کلام پاک اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم اپنے ہی گاؤں کا مشہور ادارہ دارالعلوم پیار پور میں حاصل کی پھر ابتدائی درجات کی تعلیم حضور مصلح قوم وملت علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی کے زیر تربیت رہ کر دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ میں حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم: دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ میں درجۂ ثانیہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ملک کے مرکزی ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور بحمدہ تعالیٰ ثالثہ تا درجہ فضیلت کی پوری تعلیم جامعہ میں حاصل کی اور ۱۹۸۹ء کے اخیر میں عرس حافظ ملت کے موقع پر دستار فضیلت سے نوازے گئے (واضح رہے کہ ۱۹۸۹ء میں دو مرتبہ دستار ہوئی پہلی مرتبہ جنوری میں اور دوسری مرتبہ دسمبر میں) بعد فراغت تخصص فی الفقہ اور افتا کے لیے خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بدایوں شریف پہونچے اور حضرت خواجہ صاحب سے کچھ دنوں تک استفادہ کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچے اور یہاں پر حضرت کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی علیہ الرحمہ سے فقہ وافتاء میں استفادہ کیا اس طرح آپ اکابر علماے اہل سنت سے علمی استفادہ کرنے میں ایک نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔

مشہور اساتذہ کرام: متذکرہ بالا اساتذہ کبار علما کے علاوہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری گھوسی، علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ ناظرہ اور ابتدائی تعلیم کے اساتذہ میں حضرت مولانا فیض الدین صاحب پرنسپل دارالعلوم اور مولانا عبدالشکور صاحب کے نام سرفہرست ہیں۔

معروف رفقاے درس: حضرت مولانا صدر الوری صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ، حضرت

مولانا مفتی نسیم صاحب استاذ جامعہ ہذا اور حضرت مولانا مفتی آل مصطفی صاحب جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد: حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ دستار فضیلت اور فقہ وافتا کے کورس کی تکمیل کے بعد پیر ومرشد حضور تاج الشریعہ اور استاذ فقہ وافتاء علامہ مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب بستوی کے حکم پر سب سے پہلے حضرت علامہ مفتی قاضی عبدالسمیع صاحب قاضی شہر کان پور کے مدرسہ امدادالعلوم بانس منڈی کان پور میں بحیثیت صدرالمدرسین وصدر مفتی تقرری ہوئی یہاں پر آپ نے پورے پانچ سال تک بحسن وخوبی تدریس کے ساتھ ساتھ کارافتا کو بھی انجام دیا مگر کچھ ناموافق حالات پیدا ہوجانے کی وجہ سے وطن آ گئے اور گھر کے اعتبار سے خوش حال تھے اس لیے اب مستقل گھر پر قیام کا ارادہ کرلیا مگر کچھ ہی دنوں کے بعد استاذ گرامی حضرت علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی مدظلہ النورانی کے حکم پر پرانا شہر بنارس کے مدرسہ نوریہ رحمت اللہ شاہ رام نگر کی تعمیر وترقی اور سنیت ومسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے تشریف لے آئے یہ علاقہ تو پہلے سنی صحیح العقیدہ لوگوں کا ہی مانا جاتا تھا مگر سنی عوام اپنے بھولے پن اور وہابیوں اور دیوبندیوں کی تقیہ بازی کی وجہ سے گمراہی کی طرف مائل ہونے لگے تھے اور ان کی نماز روزہ کی تبلیغ سے متاثر ہوکر ان کی کارکردگی کو صحیح قرار دینے لگے تھے ایسے میں ضرورت تھی ایک مصلح قوم کی جو علم وعمل کا آئینہ دار بن کر وہابیت کو مات دینے میں کارگر ثابت ہو چناں چہ موصوف نے اپنی جہد مسلسل اور حسن تدبیر سے علاقہ رام نگر میں سنیت کی روح پھونکی نماز کی تبلیغ میں اس حد تک کام کیا کہ ماشاء اللہ مسجدوں میں نمازیوں کی کثرت ہونے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے علاقہ کا نقشہ ہی بدل گیا آج بحمدہ تعالیٰ

وہابیت اور دیوبندیت سے لوگ نفرت کرنے لگے ہیں اور شعار سنیت کے طور پر مسجدوں سے صلاۃ وسلام اور مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام کی صدائیں آنے لگی ہیں۔

اہم کارنامہ۔

(۱) مدرسہ نوریہ رحمت اللہ شاہ کا قیام (۲) دارالعلوم کلیۃ البنات کا قیام (۳) علاقہ رام نگر میں کم از کم نو مساجد کو وہابیت کے تسلط سے آزاد فرمایا (۴) حبیبی ٹورز اینڈ ٹراولس کی سرپرستی۔

بہرکیف مولانا موصوف ایک ذمہ دار باصلاحیت عالم دین ہیں فقہی نکات میں اور مناظرانہ بحث ومباحثہ پر کافی عبور رکھتے ہیں شاہانہ مزاج کے ساتھ ساتھ خلیق وملنسار اور اصاغر نوازی کی صفت آپ کے اندر اچھی خاصی پائی جاتی ہے اخلاص وللّٰہیت کا عالم یہ ہے کہ بنارس میں تمام تر دینی خدمات بلا معاوضہ انجام دیتے ہیں آج کے آزمائشی دور میں بلا تنخواہ خدمات دینیہ انجام دینا ایک بڑی بات ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

نکاح واولاد۔ پڑوسی ریاست بنگال کے ضلع مالدہ کے حضرت مولانا لطف الرحمن صاحب کی صاحب زادی سے ۱۹۹۵ء میں عقد نکاح ہوا جن کے بطن سے بطور یادگار ایک صاحب زادی اور دو صاحب زادے ہیں۔ صاحب زادی بنگلور یونیورسٹی سے B.Com. کرنے کے بعد گھر پر ہے اور دونوں صاحب زادے ابھی کورس کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں۔

مستقل سکونت۔ رام نگر پرانا شہر بنارس۔

حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب رضوی مان سنگھا

استاذ دارالعلوم قطب گنج مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد ذاکر حسین ابن محمد سعید علی مرحوم۔ مختصر نسب نامہ۔ ذاکر حسین ابن سعید علی ابن محمد نجیب اللہ ابن رحمت اللہ ابن عصر بسواس ابن اصغر علی۔

تاریخ پیدائش۔ ۵/ جون ۱۹۷۰ء

گھر کا پتہ۔ مان سنگھا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ مان سنگھا کے مشہور اور قدیم گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی کھیتی باڑی اور کاشت کاری ہی آبا و اجداد کا اصل پیشہ رہا رعب و دبدبہ اور شہرت میں آپ کا خاندان علاقے میں محتاج تعارف نہیں ساتھ ہی آپ کے خاندان میں با اثر علماے کرام بھی پیدا ہوئے سرزمین راج محل کے پرانے علماے کرام میں ایک مشہور نام مولانا امجد علی مرحوم کا ہے جو اپنے زمانے کے ایک باوزن عالم دین مانے جاتے تھے آپ کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا ساتھ ہی حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مصباحی جن کی دینی ملی اور مسلکی سرگرمیاں علاقہ مان سنگھا کے علاوہ مالدہ میں ہیں وہ بھی اسی خاندان سے ہیں مجموعی طور پر خاندان کے لوگ دین دار اور علم دوست تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ قاعدہ بغدادی سے لے کر ناظرہ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم اپنے ہی گاؤں کے مکتب مصباح العلوم (نزد جامع مسجد) میں حاصل کی اساتذہ میں سے مولانا ایوب علی مرحوم مان سنگھا کی خاص نظر شفقت و نگاہ تربیت رہی اس کے بعد کچھ دنوں تک مالدہ ضلع کے سٹاری گاؤں کے ایک مدرسہ میں حضرت مولانا کتاب الدین صاحب سٹاری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سایۂ کرم میں رہ کر اولیٰ تک کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سفر کر کے یوپی آئے یہاں پر سب سے پہلے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں داخلہ لیا اور رابعہ تک کی تعلیم مدرسہ ہذا میں حاصل کی پھر اس سے متصل مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد میں خامسہ مکمل کرنے کے بعد ملک کا سب سے بڑا اور مرکزی ادارہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور جامعہ میں سادسہ تا فضیلت کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۹۳ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت و سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ مجموعی طور پر اساتذہ کرام کی تعداد لمبی ہے تاہم علامہ محمد شفیع صاحب مبارک پوری، علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب گھوسی، علامہ عبدالشکور صاحب گیاوی، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب، حضرت مولانا سلطان صاحب ادروی، حضرت مولانا مفتی ظہیر حسن صاحب ادروی، حضرت مولانا فخر الدین صاحب گھوسی، حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت علامہ مولانا عاقل صاحب رضوی صدر المدرسین جامعہ منظر اسلام بریلی شریف، مفتی شمشاد صاحب جامعہ امجدیہ گھوسی، حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب جامعہ علیمیہ جمداشاہی اور حضرت مولانا ذاکر حسین اشرفی مان سنگھا قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلی شریف سے شرف بیعت حاصل ہے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے بنگال کے ضلع مالدہ سے متصل اولڈ مالدہ کے ایک

مدرسہ سے تدریس کا آغاز ہوا مگر چند ہی مہینوں تک پڑھانے کے بعد ضلع کا مشہور ادارہ دارالعلوم قطب گنج میں آپ کی تقرری ہوگئی اور بحمدہ تعالیٰ وتقدس تقریباً پچیس سال سے اسی ادارے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ ہذا میں دورۂ حدیث تک تعلیم ہونے کی وجہ سے منتہی درجات کی کتابوں کا درس دینے کا بہترین موقع فراہم ہوا آپ کی درس گاہ فیض سے سیکڑوں طلبہ علمی تشنگی بجھا کر ملک کے مختلف حصوں میں دین وسنیت کی خدمات انجام دے رہے ہیں گویا علما کی پیداوار ہی آپ کی خدمات دینیہ کا بڑا حصہ کہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے وطن مالوف مان سنگھا کے لیے بھی جب جب خدمات دینیہ کی ضرورت پڑی ہے تو آپ پیش پیش رہے عوام اہل سنت کے درمیان اتحاد واتفاق اور آپسی ہم آہنگی کے لیے آپ کا لائحۂ عمل بھی لوگوں کی نگاہ سے روپوش نہیں۔ جامع مسجد مان سنگھا میں نماز کے اندر مائک کے استعمال کو لے کر جب آپس میں اختلاف ہوا تو دونوں طرف کے علماے کرام کے درمیان بحث ومباحثہ کرا کر آپ نے ایک بہترین تجویز پیش کی جس کو سب نے قبول کیا اور تحریری شکل میں یہ طے پایا کہ اذان خطبہ اور تقریر وغیرہ تو مائک سے ہوگی لیکن نماز میں اس کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے سنت کے مطابق مکبر رکھ کر بغیر مائک کے نماز پڑھائی جائے گی بحمدہ تعالیٰ اس کو دونوں فریق کے لوگوں نے قبول کیا اور آج اس پر عمل بھی ہو رہا ہے۔

نکاح واولاد۔ ۱۹۹۵ء میں بنگال کے قطب گنج میں جناب محمد انیس الرحمن صاحب کی دختر نیک اختر سے عقد نکاح ہوا اور ان کے بطن سے چار اولاد پیدا ہوئے ۲ لڑکے اور ۲ لڑکیاں چاروں ابھی تعلیمی مراحل طے کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب رضوی مصباحی راج محل

قاضی شہر ومفتی شہر بلگام کرناٹک

نام مع ولدیت۔ منظور احمد ابن فقیر محمد

تاریخ پیدائش۔ یکم فروری ۱۹۷۱ء

گھر کا پتہ۔ نیا بازار راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ

مقیم حال۔ شری نگر، شہر بلگام کرناٹک۔

خاندانی حالات۔ بیربنا جام نگر کے متمول گھرانے میں آپ پیدا ہوئے والد گرامی کی زمین جائداد کے ساتھ ساتھ تجارتی ملکہ بھی بڑا اچھا تھا بلکہ علاقے میں ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے مجموعی طور پر گھرانے کے لوگ دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ علماے کرام سے بھی اچھے روابط رکھتے تھے اثر ورسوخ رعب ودبدبہ میں بھی ایک بڑا نام تھا اسی بیچ بنگلہ دیشی ہندو ریفوجیوں کے جبراً زمین جائداد پر قبضہ کرنے اور گنگا کے کٹاؤ کی وجہ سے گھر کے معاشی واقتصادی حالات بد سے بدتر ہوگئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک متمول گھرانہ غربت وافلاس کا شکار ہوگیا لیکن اس کے باوجود آپ کے والد گرامی نے اپنے حوصلے پست ہونے نہیں دیے اور پہلے کی طرح لوگوں میں عزت ووقار کو برقرار رکھا البتہ ان کے چلے جانے کے بعد گھر والوں پر اس کا اثر پڑنے لگا بہرکیف ابھی اگرچہ زمین جائداد نہیں ہے تاہم اپنی محنت کی روٹی کھاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنے پیر پر کھڑے ہونے لگے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ رسم بسم اللہ خوانی سے ناظرہ کلام پاک تک اپنے ہی گھر میں رہ کر اپنے منجھلے بھائی جناب سجاد علی صاحب مرحوم سے پڑھا پھر ابتدائی اردو فارسی وغیرہ کی تعلیم کے لیے مدرسہ

غوثیہ کربلا میں گھر والوں نے داخلہ کیا اور ادارہ میں صرف تین سال کی مختصر مدت میں بہار بورڈ سے وسطانیہ کا امتحان دے کر کامیاب بھی ہوگئے پھر اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے علاقے سے باہر کسی بڑے مدرسے میں داخلہ کے ارادے سے باہر جانے کا قصد کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سب سے پہلے جامعہ عربیہ سلطان پور یوپی میں داخلہ لیا اور یہاں پر اولیٰ ثانیہ کی تعلیم مکمل کی پھر دارالعلوم مخدومیہ بھدرسہ اور دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد جیسے اداروں میں مزید کچھ درجات کی تعلیم حاصل کی۔ ایک سال کے لیے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں بھی داخلہ لے کر درجۂ رابعہ کی تکمیل کی پھر اس کے بعد ملک کی مشہور مرکزی درس گاہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور بحمدہ تعالیٰ درجۂ خامسہ سے درجۂ فضیلت تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد یکم جمادی الاخرہ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۹۰ء بموقع عرس حافظ ملت علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

تعلیمی معیار۔ (۱) عالمیت وفضیلت از الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (۲) وسطانیہ فوقانیہ از بہار ایجوکیشن بورڈ (۳) منشی، مولوی، عالم، کامل وفاضل عربی فارسی بورڈ الہ آباد (۴) جامعہ اردو علی گڈھ کے جملہ امتحانات (۵) ایم اے اردو اینڈ فارسی میسور یونیورسٹی کرناٹک (۶) مدراس یونیورسٹی سے ماڈرن عربک ایم اے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے اساتذہ کرام میں شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی، محدث جلیل عبدالشکور صاحب گیاوی، علامہ محمد احمد صاحب قبلہ مصباحی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ قابل ذکر ہیں۔ مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ مئو کے اساتذہ میں مولانا نصر اللہ صاحب رضوی

اور مولانا عارف اللہ صاحب فیضی جامعہ عربیہ سلطان پور کے اساتذہ کرام میں مفتی عزیر احسن صاحب رضوی اور مدرسہ غوثیہ کربلا کے اساتذہ میں مولانا احسان دانش صاحب رضوی کے اسماے گرامی قابل ذکر ہیں۔ بعض جدید مسائل میں خواجہ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی سے اور اسی طرح مشق افتا وقضا میں علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ اور بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی، حضرت مولانا مفتی ذوالفقار صاحب رشیدی دیناج پوری، حضرت مولانا ناظم علی صاحب مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ اور حضرت مولانا اسلم رضا صاحب مصباحی کٹیہاری اور علاقائی علماے کرام میں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مصباحی مان سنگھا اور مولانا عبدالرحیم صاحب مصباحی چانچل قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خان ازہری قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے ۱۹۹۱ء میں بحیثیت مدرس دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو میں تقرری ہوئی تقریباً تین چار سال تک ادارہ ہذا میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ٹیپو سلطان جونیئر کالج اور حضرت دادا کلامی عربک کالج ہوکیر ضلع بلگام کرناٹک میں بحیثیت اردو اینڈ عربی پروفیسر تقرری ہوئی اور ۲۰۱۶ء تک بحسن وخوبی لکچرر کے فرائض انجام دیتے رہے اپنی ذاتی مصروفیت اور علاقہ بلگام کے مسلمانان اہل سنت کے دینی وملی مسائل کے حل کرنے میں مشغولیت بڑھ جانے کی وجہ سے اپنی ڈیوٹی سے از خود استعفیٰ دے دیا پھر اپنی ہی قائم کردہ تنظیم رضا تعلیمی ورفاہی ٹرسٹ کے تحت دارالقضا وادارہ شرعیہ بیلگام اور دارالعلوم غریب نواز بیلگام کی تعلیمی وتعمیری سرگرمیوں میں فی الوقت مصروف رہتے

ہیں ساتھ ہی شہر بیلگام کے قاضی ومفتی کی حیثیت سے بھی مسلمانوں کے مسائل کو حل کرنے میں آپ کا زیادہ تر وقت گذر جاتا ہے۔فروغ اہل سنت اور اصلاح معاشرہ کے لیے آپ نے متعدد تنظیمیں قائم کیں جن میں تنظیم علماے اہل سنت ضلع بلگام ۲۰۱۴ء سرفہرست ہے اس تنظیم نے علاقے میں سنیت اور اصلاح معاشرہ کے لیے خوب کام کیا جس مقصد سے آپ نے اس کی بنیاد رکھی تھی بفضلہ تعالیٰ بہت حد تک اس میں کامیابی بھی مل چکی ہے اس کے علاوہ ۲۰۱۱ء ۲۰۱۲ء میں مرکزی حج کمیٹی کی طرف سے حجاج کرام کی تربیت کے لیے ماسٹر ٹرینز کی حیثیت سے آپ کو منتخب کیا گیا جسے آپ نے حج کے صحیح احکام وارکان کے ساتھ حج بیت اللہ کا صحیح طریقہ لوگوں کے سامنے پیش فرمایا اس سے آپ کو کافی شہرت بھی حاصل ہوئی۔فی الوقت ہلال کمیٹی شہر بیلگام کے فیصل اور مرکزی عیدگاہ کے خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ انجمن اسلام بیلگام کے اہم رکن بھی ہیں اس اعتبار سے آپ بیلگام کرناٹک کے مسلمانوں کے دینی ملی اور سیاسی معاملات میں ایک نمائندہ کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں اور عوام وخواص میں آپ کی کافی مقبولیت بھی ہے۔

سرزمین راج محل میں آپ کی چند اہم خدمات

آپ ہمہ جہت خدمات کے حامل منفرد المثال شخصیت ہیں آپ کی دینی، سیاسی اور سماجی خدمات کو پورے طور پر اگر قلم بند کیا جائے تو سینکڑوں صفحات بھر جائیں گے خاص کر راج محل کے لیے آپ نے جو خدمات پیش کی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں ملاحظہ ہو آپ ہی کے قلم سے تحریر کردہ چند اہم خدمات (۱)۔۱۹۸۵ء میں فقیر منظور احمد رضوی مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گہنہ میں جماعت رابعہ کا طالب علم تھا، ششماہی چھٹی میں وطن حاضر ہونے پر معلوم

ہوا کہ فقیر کے پیدائشی گاؤں بیر بنا جامنگر میں اردو اسکول کا ایک وہابی ماسٹر مسجد کے مصلّٰی پر قبضہ کر کے مسلمانوں کا عقیدہ بگاڑنا شروع کر دیا ہے،فقیر رضوی بڑی جدوجہد سے لوگوں کو باور کرایا کہ وہ بدعقیدہ ہے اس کی اقتدا میں نماز جائز نہیں مسلسل کئی روز کی محنت کے بعد اس کو مسجد سے نکالنے میں کامیابی ملی اس طرح گاؤں والوں کا ایمان وعقیدہ محفوظ کیا گیا۔

(۲)۱۹۸۹ء میں فقیر رضوی از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں درجۂ فضیلت میں زیر تعلیم تھا ششماہی امتحان کے بعد چھٹی میں اپنے گھر نیا بازار پہنچا برادر گرامی جناب عبدالرحمن نے بتایا کہ محلہ کی مسجد میں اکبری مسجد کے دیوبندی مولویوں نے بڑی عیاری کے ساتھ ایک دیوبندی مولوی کو امام بنا دیا ہے جو فاتحہ سلام وغیرہ معمولات اہل سنت بھی ادا کرتا ہے اور اپنی مکاری وعیاری کے ساتھ لوگوں میں اپنی بدعقیدگی کو پھیلا رہا ہے اور تقیہ بازی سے اہل محلہ کے کچھ لوگوں کو اپنا اسیر بھی بنا لیا ہے۔فقیر رضوی نے ہر طرح سے ذمہ داران مسجد اور اہل محلہ کو اس کی بدعقیدگی سے بچانا چاہا مگر لوگوں کو باور کرانا مشکل ہو گیا کہ وہ دیوبندی ہے حالاں کہ اس درمیان کئی تقریریں ہوئیں اور دیوبندی مولویوں سے بحثیں بھی ہوئیں پھر بھی عوام کو منوانا مشکل ہو گیا مسلسل چار جمعہ دیوبندی مولوی مصلی پر ہے اور ہمارے چند علما وعوام مسجد کے باہر ان کی نماز کے ختم ہونے کے منتظر ہیں آخر کار پانچویں جمعہ چند سنیوں نے جولہاٹولی میں جمعہ قائم کرنے کی تیاری کر لی اور اس مسجد کو دیوبندیوں کے حوالے کرنے پر تیار ہو گئے مگر فقیر رضوی نے ہار نہیں مانی اور فجر کے بعد ہی مرحوم غنی سردار کے گھر بیٹھ گیا ساڑھے بارہ بجے تک انہیں منانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ملی آخر کار ان کے گھر سے یہ کہتا ہوا باہر نکلا کہ سردار جی میں جا رہا ہوں اس درد کے ساتھ کہ آج سے نیا بازار کے جتنے

لوگ دیو بندی بنیں گے ان سب کا حساب آپ کو قبر میں دینا ہوگا میں چند قدم چلا ہی تھا کہ
پیچھے سے غنی سردار نے آواز دی مولوی صاحب! آج جمعہ کی نماز آپ پڑھائیں گے میں نے
اللہ کا شکر ادا کیا اور نماز جمعہ سے قبل عوام کے سامنے علماء دیوبند کی کفری عبارتوں کو پیش
کیا اور ان کے کفر وارتداد کو ظاہر کیا جمعہ کے بعد دیوبندی مولویوں کی گینگ حاضر ہوگئی
فقیر رضوی اور اس دور کے ہمدم وہم قدم رفیق کار حضرت مولانا ذاکر حسین اشرفی مصباحی حسن
ٹولہ اور حضرت مولانا رضاء الحق صاحب اشرفی مصباحی مان سنگھا نے چند منٹوں میں مولوی
کمال وغیرہ کے دانت کھٹے کردیئے اور وہ سب دم دبا کر بھاگنے پر مجبور ہوئے اس کے
بعد سے پھر اہل سنت و جماعت کا مکمل قبضہ ہوگیا۔

۶؍جنوری ۱۹۹۵ء بروز جمعہ رضائے مصطفی کانفرنس کربلا کے موقع پر نماز جمعہ کی ادائیگی کے
لیے حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ والرضوان کی تشریف آوری
ہوئی حضور نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی اور بعد نماز جمعہ لوگوں کو بیعت فرمائی اس روز سے یہ
مسجد نوری مسجد سے موسوم ہوئی اور اہل محلہ ومصلیان میں سے اکثر وبیشتر مرید ہوکر رضوی
ونوری بن گئے **فالحمد اللہ علیٰ ذالک**۔

(۳) فقیر رضوی نے راج محل میں اعلیٰ حضرت کی عقیدت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ
واستحکام کا عزم مصمم لے کر حضور خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ اور فقیہ النفس
علامہ مفتی مطیع الرحمن پورنوی مدظلہ النورانی کی حمایت ونصرت سے حضور تاج الشریعہ علامہ
اختر رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے دورۂ راج محل کے لیے ۳، ۴، اور ۵؍ ۱۹۹۵ء کی تاریخ
حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور آخر کار وہ دن آ ہی گیا جس کا انتظار سالوں سے

تھا اور جو فقیر رضوی کے مسلسل چودہ ماہ کی محنت شاقہ کا نتیجہ تھا۔ بہرکیف میرے خیال سے یہ
راج محل کی تاریخ کا سب سے بڑا دینی وسنی اجلاس تھا ایک ہی اسٹیج پر بیک وقت شریعت
وطریقت علم ومعرفت اور شعروادب سے تعلق رکھنے والے درجنوں آفتاب وماہتاب رضائے
مصطفی کانفرنس کے نام سے منعقد اجلاس میں سرزمین کربلا راج محل میں اتر آئے تھے۔
صدارت خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب رضوی پورنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وقیادت
مناظر اہل سنت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی فرما رہے تھے انتظام وانصرام اور اہتمام
کی ذمہ داری حضرت مولانا احسان دانش صاحب رضوی سنبھال رہے تھے اس بزم کے
دولہا اور مہمان خصوصی کے طور پر تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا قادری جانشین مفتی اعظم رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ فیضان لٹا رہے تھے۔ مسند خطابت پر مجاہد دوراں گل گلزار اشرفیت حضرت علامہ
سید مظفر حسین کچھوچھوی علیہ الرحمہ وخطیب الہند حضرت مولانا قاری صغیر احمد جوکھنپوری وغیرہم
جلوہ فرما رہے تھے راج محل کے علاوہ بہار بنگال کے ہزاروں علما شریک اجلاس تھے ایک
اندازے کے مطابق اس کانفرنس میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ کا مجمع تھا۔ ہزاروں لوگوں نے اس موقع
پر حضور تاج الشریعہ کے دست اقدس پر بیعت ہوکر داخل سلسلہ ہوئے تھے اسی اجلاس میں
فاضل دیوبند حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب نے حضور تاج الشریعہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

(۴) ۱۹۹۰ء کے بعد مشربی اختلافات میں کافی شدت آگئی لوگ اسی کو اصل دین اور حقیقی
ارادت ووفاداری سمجھنے لگے علما سے عوام تک ایک دوسرے کے سلسلے کے اکابرومشائخ
پر انگلیاں اٹھانے لگے ملک کے دیگر حصوں کی بنسبت راج محل کی اعتقادی اور ارادتی
فضا کچھ زیادہ ہی مسموم رہی حتی کہ لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے آپسی رشتہ

داری سے ہچکچانے لگے ایک دوسرے کے جنازے میں شرکت سے پرہیز کرنے لگے اور یہ رسہ کشی ایک خطرناک منزل میں داخل ہوگئی، الغرض حالات انتہائی تشویشناک اور ناگفتہ بہ ہوگئے۔ فقیر رضوی نے حالات کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے ۲۰۰۸ء میں مدرسہ دیانت العلوم بیر بنا جام نگر کے سالانہ جلسے کے موقع پر جس میں قائد ملت حضرت علامہ مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی زیب سجادہ خانقاہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ مہمان خصوصی اور سرپرست تھے قائد ملت کی خدمت میں حاضر ہوا عزیزی مفتی اسراء الحق اشرفی جوان دنوں مذکورہ ادارہ کے پرنسپل تھے فقیر کے ساتھ رہے حضرت قائد ملت کے سامنے راج محل میں مشربی اختلافات خصوصاً رضوی اشرفی اختلافات کی سنگینی اور اس کے نتیجے میں سنیت کو درپیش مسائل کو بیان کیا اور اس کے دیرپا حل پیش کرنے کی گذارش کی۔ حضرت قائد ملت نے جلسہ میں طرفین کے علما کو حاضر رہنے کا حکم دیا افتتاحی خطاب فقیر رضوی کا رہا۔ فقیر نے رضوی اشرفی اکابر و مشائخ کے مابین پاکیزہ رشتوں کو پیش کرتے ہوئے دور حاضر میں بعض فروعی مسائل کی بنا پر مشربی اختلافات کے نتیجے میں سنیت کو درپیش مسائل ونقصانات کا تذکرہ کیا اور آپسی اتحاد واتفاق پر زور دیا اسٹیج پر تشریف فرما علماء کرام نے فقیر کی تائید وتصدیق کی۔ بعدہ حضرت قائد ملت نے بھی فقیر رضوی کی بھرپور تائید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سنو ہر اشرفی رضوی ہے اور ہر رضوی اشرفی ہے بعض لوگ اپنے مادی مفاد کی وجہ سے ان اختلافات کو ہوا دیتے رہتے ہیں یاد رکھئے! ایسے لوگ نہ اشرفیت میں مخلص ہیں اور نہ رضویت میں مخلص ہیں مزید آپ نے فرمایا: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کو اس دور کے اکابر صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی خانوادہ اشرفیہ کے چشم وچراغ قطب

زماں اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی محدث اعظم سید محمد اشرفی کچھوچھوی خاتم الاکابر حضرت سید ابوالحسن نوری میاں و دیگر اکابر مارہرہ بدایوں اور کچھوچھہ نے اعلیٰ حضرت مانا انہیں اپنا امام وپیشوا مانا پھر ہمیں اور آپ کو یا اس دور کے کسی ایسے ویسے کو کیا حق بنتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق پر انگلی اٹھائے مزید فرمایا سنو! کان کھول کر سن لو جس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا قلم اٹھ گیا میں اس میں کسی طرح کے قیل وقال اور ایں وآں کا قائل نہیں اور اخیر میں تاکید فرمائی کہ مشربی اختلافات کو ختم کرو اور سارے اشرفی رضوی باہم اتحاد واتفاق کے ساتھ سنیت کا کام کرو الحمدللہ رضوی اشرفی علماء کی ایک اسٹیج پر موجودگی اور حضرت قائد ملت کے خطاب اور پند ونصیحت سے مشربی رسہ کشی میں قابل قدر کمی آئی اور طالبان حق کو حق سمجھنے میں مدد ملی۔

شہر بلگام میں آپ کا ایک اور بڑا کارنامہ۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ ۲۰۱۵ء میں کچھ لوگوں نے فرضی مزار بنا کر زیارت گاہ بنانے کی کوشش کی اس کی وجہ سے عوام اہل سنت کے علاوہ ہندو مسلم کے درمیان بھی اختلاف کی آگ بھڑک اٹھی تمام تر حکام اور افسران کے لیے یہ دردسر بن گیا تھا۔ وزارت داخلہ کرناٹک کی طرف سے مولانا موصوف کو اس فرضی مزار کو باقی رکھنے یا منہدم کے لیے بحیثیت فیصل مقرر کیا گیا آپ نے حضور شیخ الاسلام والمسلمین علامہ سید مدنی میاں مدظلہ النورانی اور حضور فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب دامت برکاتہٗ سے اس کی پوری تفصیل بیان کی ان دونوں حضرات کے رائے کو دلیل بنا کر اپنے حسن تدبیر اور حکمت عملی کے ذریعہ ایسا فیصلہ صادر فرمایا کہ سبھوں نے اس کو مان لیا اور راتوں رات فرضی مزار کو منہدم کر کے ایک بڑی خرافات سے عوام کو بچایا حالاں کہ اس فیصلہ سے فرضی مزار والوں نے مولانا موصوف کو جان سے مارنے کی بھی کوشش کی مگر آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی

بہر کیف مولانا موصوف ایک بہترین درس گاہی مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بہت اچھے خطیب اور ذمہ دار مفتی وقاضی شرع ہیں۔قدرت نے فیاضی وسخاوت کا بڑا حصہ آپ کو عطا کیا ہے دور طالب علمی میں بھی آپ کی سخاوت کے بہت سارے لوگ گواہ ہیں خوش مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ اصاغر نوازی آپ کی عادت میں داخل ہے بد خلقی غصہ وخفگی کے آثار کم دیکھے گئے ہیں۔**ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

حج بیت اللہ۔۲۰۱۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔

نکاح واولاد۔الحاج منشی عبد الغفور مہاجن ٹولہ کہلا ضلع مالدہ بنگال کی دختر نیک اختر سے ۱۷؍نومبر ۲۰۰۰ء میں عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے دولڑکے عزیزم محمد عمار رضوی اور عزیزم محمد حماد رضوی آپ کی یادگار میں سے ہیں۔بڑے لڑکے انجینئرنگ اور چھوٹے لڑکے نیٹ (MBBS) کی تیاری کررہے ہیں۔

حضرت مولانا روح الامین صاحب بیگم گنج

مقیم حال حاجی پور پوسٹ بیگونیہ ضلع بیربھوم بنگال

نام مع ولدیت۔محمد روح الامین ابن سہراب علی ابن ایسو شیخ (ڈھول)

تاریخ پیدائش۔۹؍ستمبر ۱۹۷۱ء

گھر کا پتہ۔بیگم گنج تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔آپ ایک غریب وغیر متمول گھرانے میں پیدا ہوئے والد گرامی بچپنے کے عالم میں سایۂ مادری سے محروم ہوجانے کی وجہ سے ایک حد تک ابتداء حیات میں ہی بے سہارا ہوگئے تھے پیشہ کے اعتبار سے کاشت کار تھے مگر کھیتی بہت ہی معمولی تھی جس کو خود جوت

کر اور دوسرے کی مزدوری کرکے انہوں نے اپنے بال بچوں کی پرورش کی حتیٰ کہ مولانا موصوف کی تعلیم وتربیت کے لیے گھر گھر مدد مانگنے کو بھی اپنے لیے عار کی بات نہیں سمجھتے تھے بہر کیف فی الوقت آپ کا خاندان متعدد گھروں پر مشتمل ایک بڑا خاندان مانا جاتا ہے اور فضل الٰہی سے مولانا کے دیگر بھائی اس وقت زمین جائداد اور مالی اعتبار سے اچھے ہوگئے ہیں اور صوم وصلاۃ دینداری میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔

تعلیم وتربیت۔قاعدہ بغدادی سے لے کر ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں حضرت مولانا منشی گوہر علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی حضرت منشی جی مرحوم کی توجہات واحسانات کا آپ کی تعلیم وتربیت میں پورا پورا دخل ہے انہوں نے ہی سب سے پہلے اپنی ذمہ داری اور ذاتی خرچ سے گاڑی گھاٹ مدرسہ میں داخلہ کرایا جس سے اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار ہوسکی۔گاڑی گھاٹ جنگی پور ضلع مرشدآباد بنگال کے مدرسہ غوثیہ رضویہ سے عربی تعلیم کا آغاز ہوا میزان منشعب ونحومیر تک کی کتابیں آپ نے اسی ادارے میں پڑھی پھر اس کے بعد حاجی پور بیربھوم کے ایک مدرسہ میں کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کی بعدہ دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور جامعہ فیض العلوم جمشید پور اور دارالعلوم مرکز اعلیٰ حضرت جامع العلوم برن پور آسنسول وغیرہ مدارس اہل سنت میں مرحلہ وار شرح جامی (رابعہ) تک کی تعلیم حاصل کی۔پھر اس کے بعد مرکز اہل سنت بریلی شریف پہنچے اور یہاں کا مشہور ادارہ جامعہ نوریہ باقر گنج میں داخلہ لیا اور اسی ادارے میں مسلسل کئی سال تک تحصیل علم کے بعد بالآخر ۱۹۹۳ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔حضور صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ، علامہ تطہیر رضا صاحب

استاذ جامعہ نوریہ۔ علامہ مفتی عابد حسین صاحب ، علامہ مولانا نوراللہ صاحب اساتذۂ فیض
العلوم جمشید پور۔ حضرت مولانا مفتی مسلم حسین صاحب شمسی بھاگل پوری ثم جمشید پوری،
حضرت مولانا اسلام الدین صاحب رضوی نیپالی حاجی پور مدرسہ ، حضرت مولانا محسن
رضا صاحب برہانی راج محلی جامع العلوم برن پور اور حضرت مولانا مفتی ممتاز الدین صاحب و
مولانا مجاہد القادری صاحب اساتذہ جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی نورالہدیٰ صاحب ندوی بیربھوم، حضرت
مولانا حافظ فضل کریم صاحب دُبراز پور بیربھوم۔

بیعت وارشاد۔ بدست اقدس حضور جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں
علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سرزمین بنگال متعدد مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیے
ساتھ ہی اپنے وطن مالوف بیگم گنج کا مشہور ادارہ مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج میں چند مہینوں تک
آپ نے پڑھایا بھی ہے اور جامع مسجد منشی ٹولہ میں بحیثیت خطیب وامام کی ذمہ داری بھی
نبھائی بیچ میں مسجد ومدرسہ کے اراکین کی تحکمانہ روش سے دل برداشتہ ہوکر لدھیانہ پنجاب میں
جری کا اپنا کاروبار شروع کردیا اور تقریباً بارہ سال تک کاروبار سے جڑے رہے جس سے مالی
اعتبار سے کافی مضبوط بھی ہوگئے تھے مگر عالم دین کے لیے خدمات دینیہ ہی سب سے
بڑا اثاثہ اور سکون حیات کا سبب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ کاروبار کو ترک کرکے دوبارہ پھر امامت
مسجد کو اپنا مشغلہ بنایا اس طرح فی الوقت رام پور ہاٹ کے قریب ایک مسجد میں امامت
وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ بنگلہ زبان کے آپ ایک اچھے خطیب کی حیثیت

سے بھی جانے جاتے ہیں بنگال کے دور دراز علاقے میں وقتاً فوقتاً بڑے بڑے اسٹیجوں میں
آپ کا خطاب ہوتا ہے دینی ملی اور مسلکی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے ہیں بیگم گنج سے ترک
وطن کرکے اپنے سسرالی علاقہ حاجی پور میں اگرچہ مستقل سکونت اختیار کرچکے ہیں تاہم اپنے
مادر وطن میں خدمات دینیہ کی جب ضرورت پڑتی ہے تو لبیک کہتے ہوئے پہنچنے کی حتی الامکان
کوشش کرتے ہیں۔

اولاد۔ آپ دو صاحب زادے اور تین صاحب زادیوں کے مالک ہیں۔ دونوں صاحب
زادے فی الوقت زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مولانا مفتی اشرف رضا صاحب نعیمی بادل ٹولہ

صدر المدرسین شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ سفیریہ نور پور مانیک چک مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد اشرف رضا ابن حاجی اصغر علی کلیمی۔

مختصر نسب نامہ۔ محمد اشرف ابن حاجی اصغر علی کلیمی ابن محمد ابردین شیخ (ابردی) ابن منشی
محمد رمضان شیخ ابن محمد جمادر شیخ ابن محمد سہاس شیخ ابن بندۂ معصوم عرف بیاں معصوم۔

تاریخ پیدائش۔ ۴؍اکتوبر ۱۹۷۱ء

گھر کا پتہ۔ حاجی بادل ٹولہ پوسٹ جام نگر تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آپ ایک متوسط الحال گھرانے میں پیدا ہوئے باپ دادا کاشت کار تھے
اور ضرورت بھر اپنی کھیتی باڑی بھی تھی جو الحمدللہ اب بھی ایک حد تک برقرار ہے ۲۰۱۵ء میں
والدین کریمین حج کی سعادت سے سرفراز ہوئے ابھی چند ماہ قبل تقدیر الٰہی سے والد گرامی
کا انتقال ہوگیا ہے دونوں صوم وصلاۃ کے پابند اور دین دار لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے قریب مڈل اسکول جام نگر سے ہوا شروع میں بنگلہ ہندی اور انگریزی کی پڑھائی سے تعلیم وتربیت کی ابتدا ہوئی پھر کچھ دنوں کے بعد اسکول کی تعلیم ترک کر کے مدرسہ کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے چناں چہ اپنے گھر سے قریب مدرسہ دیانت العلوم بیر بنا جام نگر میں ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی پھر کچھ ابتدائی درجات کی تعلیم مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا اور مدرسہ مدینۃ العلوم نوابدی حاجی ٹولہ (مرغی ٹولہ) میں حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے علاقۂ راج محل سے باہر سرزمین یوپی جانے کا قصد فرمایا۔

اعلیٰ تعلیم: یوپی آکر سب سے پہلے دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو میں داخلہ لیا اور یہاں پر دوسال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد کسی مجبوری کی وجہ سے دوبارہ نہیں آسکے نتیجتاً گھر سے قریب ریاست بنگال مالدہ کے مشہور ادارہ جامعہ قادریہ مظہرالعلوم علی پور کلیا چک میں داخلہ لے کر تحصیل علم میں مشغول ہوئے پھر شوق پیدا ہوا کہ دوبارہ یوپی جاکر باقی اعلیٰ تعلیم حاصل کی جائے چناں چہ دوسری مرتبہ سفر کر کے سرزمین مرادآباد پہنچ کر مشہور ومعروف دینی درس گاہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور جامعہ کے نصاب کے مطابق تفسیر اول درجۂ فضیلت تک کی تعلیم پورے انہماک کے ساتھ حاصل کی اور ۲۲ رجنوری ۱۹۹۴ء میں جامعہ کے سالانہ اجلاس میں علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار وسند فضیلت سے نوازے گئے پھر زمانۂ تدریس میں درس کے ساتھ ساتھ مفتی مجاہد القادری اور مناظر اہل سنت مفتی ظہور عالم کے زیر نگرانی دس سال تک مشق افتا ونقل افتا کی تربیت لے کر مفتی کی حیثیت سے فتوی نویسی کا کورس مکمل کیا۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ مفتی طریق اللہ صاحب رشیدی نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علامہ مفتی ایوب خاں صاحب مدظلہ النورانی، علامہ ہاشم صاحب نعیمی مدظلہ، حضرت

علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی مدظلہ، حضرت مفتی ظفر حسین صاحب رضوی، حضرت مولانا کتاب الدین صاحب سٹاری، حضرت مولانا احسان دانش صاحب کربلا، حضرت مولانا عبدالحق صاحب اشرفی پیار پوری اور مولانا معرفت علی مرحوم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا سید ہاشم نعیمی صاحب نبیرۂ صدرالافاضل، حضرت مولانا سید فخرالدین صاحب خیر باڑی دکھن دیناج پور، حضرت مولانا سید شمس تبریز صاحب بردوان، مفتی نسیم صاحب فیلوٹولہ، مولانا انصار علی صاحب حسن ٹولہ، مولانا معین الدین صاحب کربلا اور مفتی رئیس الدین صاحب کربلا قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف سے شرف بیعت حاصل ہے۔

خلافت واجازت۔ تاج السنہ حضرت علامہ توصیف رضا خان صاحب بریلوی اور پیر طریقت علامہ مولانا سید شاہ محمد حسین افریقی صاحب بریلی سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد اسی سال مرادآباد شہر سے قریب مچھریا کے پاس ایک گاؤں مِلَک کے مدرسہ نعیم العلوم میں تقرری ہوئی۔ اسی سے متصل ایک گاؤں کُنڈے والی مَلک میں ایک چھوٹی سی مسجد تھی اس میں امامت پر مامور ہوئے آپ نے اس مسجد کی توسیع کرائی اور مدرسہ کے ساتھ ساتھ امامت کی بھی ذمہ داری نبھانے لگے۔

ایک اہم واقعہ۔

وہاں کے دو گاؤں خود کنڈے والی ملک اور دھوبی والی ملک میں صلاۃ وتثویب اور اذان قبر کا بالکل رواج نہیں تھا چوں کہ یہاں کے کچھ لوگ وہابی خیال کے تھے اور مدرسہ امدادیہ شاہی مرادآباد

سے ان کا ربط وضبط بھی تھا اس لیے صلاۃ وغیرہ کا اجرا بہت آسان نہیں تھا۔ تین چار مہینے تو ماحول سمجھنے میں لگ گئے پھر اس کے بعد آہستہ آہستہ آپ نے ان کی فضیلت اور فوائد بیان کرنا شروع کیا جیسے ہی صلاۃ وتثویب اور اذان قبر کی بات موصوف نے لوگوں کے سامنے رکھی تو بدخیال لوگ بحث ومباحثہ میں اتر آئے آپ نے حدیث وفقہ کی مستند کتابوں سے دلائل پیش کیا جس کا جواب ان لوگوں کے پاس نہیں تھا بالآخر ماننے پر مجبور ہو گئے اس طرح آپ کی جدوجہد، مصلحت اندیشی وحکمت عملی سے گاؤں والے مان گئے اور صلاۃ بعد الاذان اور اذان قبر جاری ہوگئی اور الحمدللہ اب بھی جاری ہے۔ یہ آپ کی خدمات دینیہ کا ابتدائی اہم واقعہ ہے پھر اپنے ہی قائم کردہ ادارہ دارالعلوم حنفیہ نوریہ قاسم البرکات حاجی بادل ٹولہ میں تقریباً چھ سال تک خدمات کی اور ادارے کو بام عروج تک پہنچایا بعدہ مغربی بنگال کا معروف ومشہور ادارہ جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ مرشدآباد میں منتہی درجات کی کتابوں کا درس دینے کے لیے زینت تدریس بنے اور بحمدہ تعالیٰ مکمل دس سال تک انتہائی محنت وجاں فشانی کے ساتھ اعلیٰ درجات کے طلبہ کے علمی تشنگی کو بجھاتے رہے اس دوران میدان خطابت کے بھی شہسوار بن گئے نیز بڑے بڑے سیمینار اور علمی مباحثوں میں بھی شرکت کا موقع ملا جس میں اکابر علماے اہل سنت کے سامنے اپنی علمی بساط کو مزید مضبوط کرنے کا پورا موقع ملا۔ اس طرح عوام الناس سے لے کر خواص تک اپنے علمی شہہ پارے بکھیرتے رہے بلکہ کئی مقام پر مناظر اہل سنت کی حیثیت سے باطل کا مقابلہ بھی کیا پھر اس کے بعد جامعہ غوثیہ سفیریہ نور پور مالدہ کے اراکین کی دعوت پر بحیثیت شیخ الحدیث وصدرالمدرسین جامعہ کی خدمت میں لگ گئے اور تادم تحریر اسی منصب پر فائز ہیں اور خطابت سے بھی آپ کا بڑا لگاؤ ہے اور سرزمین بنگال میں مقرر شعلہ بیان وخطیب شیریں مقال کی حیثیت سے لوگ جانتے ہیں تقریری موسم میں تو آپ کی ڈائری پروگرام سے خالی نہیں رہتی اہم کارنامہ کے

طور پر اگر دیکھا جائے تو سب سے بڑا کارنامہ مدرسہ حنفیہ قاسم البرکات بادل ٹولہ کا قیام ہے اس ادارے کی بنیاد میں حضرت مولانا منظور صاحب رضوی نعیمی بادل ٹولہ دوش بدوش رہے اور دونوں نے مل کر ایک مکتب نما مدرسہ کو سرزمین راج محل دارالعلوم کی شکل میں تبدیل کیا اس کی تعمیر وترقی میں آپ نے اپنا خون پسینہ بہایا یہی وجہ ہے کہ اس ادارہ کو آپ کی جیتی جاگتی یادگار کے طور پر لوگ جانتے ہیں بہرکیف آپ ایک ذی استعداد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مفتی اور خطیب ہیں ساتھ ہی متعدد کتابوں کے آپ مصنف بھی ہیں حاضر جواب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے حسین انداز بیاں ونغمہ سرائی سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا اچھا خاصا ملکہ رکھتے ہیں۔

قلمی خدمات۔ (۱) حدیثی بہار یا نعیمی روپہار بزبان بنگلہ (۲) نعیمی ترانہ بنگلہ نعت (۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیر وکھر چھیلین؟ بنگلہ (۴) عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اردو (۵) نعیمی نذرانہ بنگلہ نعت (۶) فتوی کی شکل میں ایک علمی ذخائر سے مزین مضمون کیا اللہ کے لیے (بنگلہ زبان میں) لیلا کھیلا لفظ بولا جاسکتا ہے؟ ایک مبسوط فتوی ومضمون ہے جو ابھی اہل علم کے پیچ تحقیق سے گذر رہا ہے۔

اولاد۔ دو صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں آپ کی یادگار میں سے ہیں بڑے صاحب زادے محمد عارف رضا احمدی بلاک میں سروس کرتے ہیں اور چھوٹے صاحب زادے محمد فرحان رضا نعمانی درجہ اولیٰ میں زیر تعلیم ہیں اور صاحب زادیوں میں سے دو کی شادی ہو چکی ہے اور تیسری ابھی زیر تعلیم ہے۔

حضرت مولانا اختر حسین صاحب خاص ٹولہ (کربلا)

نام مع ولدیت۔ محمد اختر حسین ابن تنویر حسن (تینو شیخ)

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۱ء

گھر کا پتہ۔ خاص ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ ایک خوش حال گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی آباواجداد علاقے میں بااثر لوگوں میں شمار ہوتے تھے آپ کے پردادا پرانے زمانے میں حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے تھے اور لوگوں کے کہنے کے مطابق پہلے وہی لوگ حج کر پاتے تھے جن کے پاس زمین جائداد زیادہ ہوتی تھی بہر کیف خاندان کے لوگ مجموعی طور پر نیک تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ آپ نے ناظرہ سے ختم قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کی کتابیں اپنے گھر سے قریب مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا میں پڑھیں پھر کچھ دنوں کے لیے مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں بھی ابتدائی درجات کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اعدادیہ اولیٰ کی تعلیم جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ میں داخلہ لیا اور یہاں پر اولیٰ تا درجۂ خامسہ کی تعلیم حاصل کی پھر مزید تعلیم کے لیے جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور سادسہ تا فضیلت کی تعلیم مذکورہ ادارے میں حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۱ء میں سند فراغت حاصل کی۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ سید عارف میاں صاحب بریلی شریف، علامہ ایوب صاحب پورنوی، علامہ نعیم اللہ خاں صاحب بریلی شریف کے علاوہ مولانا سلطان صاحب ادروی،

مولانا فخر الدین صاحب گھوسوی، مولانا نصر اللہ صاحب بھیروی، مولانا عارف اللہ صاحب فیضی گونڈوی اور علاقائی اساتذہ کرام میں حضرت مولانا احسان دانش صاحب رضوی کربلا حضرت مولانا بشیر احمد صاحب اور مولانا سراج الدین صاحب اشرفی حسن ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں از ہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف آپ کے مرشد ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد آپ نے سب سے پہلے مدرسہ نظامیہ مہراج گنج تھانہ رتوا ضلع مالدہ بنگال میں تدریسی خدمات انجام دیں تقریباً گیارہ سال تک آپ نے یہاں پر پوری محنت ولگن کے ساتھ درس دیا پھر اس کے بعد چیلا پاڑہ چانچل کے ایک مدرسہ میں آپ نے تین سال تک تعلیم دی اس کے بعد متعدد مدرسوں میں تعلیمی خدمات انجام دیتے ہوئے فی الحال (۲۰۲۱ء) مدرسہ نظامیہ غفاریہ چاردیوار ضلع مالدہ میں تدریس کے ساتھ ساتھ وہیں کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں۔ ماشاء اللہ بنگلہ زبان کے آپ اچھے مقرر ہیں سیرت النبی (جیونی) کے آپ خصوصی مقرر کی حیثیت سے اس علاقے میں جانے جاتے ہیں۔

اولاد۔ آپ کے دو صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں ہیں۔

حضرت مولانا عبد الشہید صاحب پران پور

نام مع ولدیت۔ محمد عبد الشہید ابن طیب علی مرحوم ابن رحم دل شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۲ رفروری ۱۹۷۲ء باعتبار سند ورنہ صحیح تاریخ پیدائش کچھ اور ہوسکتی ہے۔

گھر کا پتہ۔ پران پور پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات ۔ پران پورومضافات میں آپ کے خاندان کا بڑا اثر ورسوخ ہے زمین جائداد میں بھی اچھے مانے جاتے ہیں دین دار وعلم دوست گھرانہ سے مشہور ہیں۔

ابتدائی تعلیم ۔ اپنے محلہ میں منشی مبارک حسین صاحب مرحوم کے پاس ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد ایک سال کے لیے جناب واعظ الحق پیر صاحب انگلش پھد کی پور کے پاس رہ کر کچھ ابتدائی کتابوں کی تعلیم حاصل کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اس کے بعد پوری تعلیم دارالعلوم پیار پور میں حاصل کی چوں کہ مذکورہ دارالعلوم بہار بورڈ سے ملحق تھا اس لیے بورڈ کی تمام اسناد آپ نے یہیں سے حاصل کیں۔اس کے علاوہ بنگال عالیہ بورڈ سے بھی آپ نے ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

اساتذہ کرام۔ پیر طریقت جناب واعظ الحق صاحب اور حضرت مولانا فیض الدین صاحب پرنسپل دارالعلوم پیار پور قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب اشرفی پیار پور، مولانا افسر علی مان سنگھا۔

بیعت وارشاد۔ حضور اشرف الاولیا علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھہ شریف سے نسبت ارادت ہے۔

خدمات۔ پران پور اور مضافات میں پرانے مولویوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے دینی وسماجی کاموں میں عام طور پر عوام الناس میں آپ کا بڑا دخل ہے اور بڑی قدر کی نگاہ سے لوگ آپ کو دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام تر دینی وملی کام آپ کی رہ نمائی میں انجام پذیر ہوتے ہیں آپ کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ پران پور میں جب کوئی مدرسہ نہیں تھا تو سب سے پہلے جامعہ اسلامیہ پی پی .P.P کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا اور یہیں سے علاقے میں نونہالان اسلام دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوتے رہے پھر بعد میں مدرسہ فیضان رسول قائم ہوا دوسرا کارنامہ انجمن فیضان رسول پران پور کا قیام ہے جو آج الحمدللہ علاقے کے تمام اسلامی مسائل سے لے کر معاشرتی امور کو حل کرنے میں پیش پیش ہے اس کے علاوہ مدتوں سے پران پور عیدگاہ کے آپ ہی امام وخطیب ہیں۔

اولاد۔ کل تین اولاد ہیں دو صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادہ۔

حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب مصباحی کلیمی مان سنگھا

شیخ الحدیث کلیمیہ سراجیہ غریب نواز مشن دریاپور کلیا چک مالدہ

مقیم حال۔ کسٹو پور کلیا چک ضلع مالدہ بنگال

نام مع ولدیت۔ محمد اکرام الحق ابن الحاج امیر شیخ ابن یار محمد منشی ابن حاجی مراد شیخ ابن شہرو شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۳ء

گھر کا پتہ۔ مان سنگھا نزد NH80 پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ علاقہ مان سنگھا کے ایک متمول اور دین دار گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی خاندان کے لوگ ماشاء اللہ صوم وصلاۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ کئی ایک نے حج

بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی والدگرامی نہایت ہی سیدھے سادے اور محنتی کاشت کار تھے ابھی بھی ماشاء اللہ کام بھر کی جائداد باقی ہے والدین کریمین دونوں ہی حج کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے تھے نماز پنج وقتہ کی پابندی کے ساتھ ساتھ تہجد کی نماز بھی نہ چھوڑتے مساجد ومدارس کے تعاون اور غربا ومساکین کی امداد میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے کسی آدمی سے بلاوجہ بحث ومباحثہ اور جھگڑا جھمیلا سے تو بالکل دور رہتے سب کے ساتھ حسن اخلاق کا بھرپور مظاہرہ کرتے والدہ محترمہ حجن شمس النہار مرحومہ بھی گوناگوں خوبیوں کی مالک تھیں نماز تہجد نماز اشراق اور نماز چاشت وغیرہ کی پابندی پنج وقتہ نماز کی طرح کرتی تھیں مگر لکل امۃ اجل قانون قدرت کے تحت ابھی ایک سال قبل ۲۰۱۹ء میں چھ مہینے کے فاصلے کے ساتھ دونوں ہی نے اس دار فانی کو الوداع کہا مان سنگھا کے وسیع قبرستان میں مدفون ہیں رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ آمین۔

ابتدائی تعلیم۔ مان سنگھا کے پرانے اور مشہور عالم دین اور معروف خطیب حضرت مولانا ایوب صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رسم بسم اللہ خوانی ہوئی اور حضرت کے پاس ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر ابتدائی درجات کی تعلیم وتربیت کے لیے مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں داخلہ لیا اور یہاں پر حضرت مولانا سراج الدین صاحب اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سے اور دیگر اساتذہ کرام سے کچھ دنوں تک پڑھا پھر اس کے بعد مرشد آباد بنگال کا ایک قدیم اور مشہور زمانہ ادارہ جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیدا پور میں داخلہ لیا اور اس میں بھی مزید ابتدائی کتابوں کو مضبوط کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم اور معیاری تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستان کا مشہور تعلیمی صوبہ یوپی جانے کا قصد کیا چناں چہ کچھ رفقا کے ہم راہ یوپی پہنچ کر سب سے پہلے مدرسہ ضیاء العلوم

خیرآباد میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجۂ ثانیہ کی تکمیل ہوئی پھر اس کے بعد ملک کے سب سے بڑے مرکزی ادارہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں ٹسٹ دے کر درجۂ ثالثہ میں داخلہ لیا اور بحمدہ تعالیٰ ثالثہ تا درجۂ فضلیت چھ سال تک نہایت محنت ولگن کے ساتھ متوسطات اور منتہی درجات کی کتابوں کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد ۶ رنومبر ۱۹۹۴ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے فرغت کے بعد بھی مزید تحقیق کے لیے جامعہ حضرت نظام الدین اولیا میں تحقیق فی الادب العربی کے ارادے سے دہلی آئے مگر کچھ تاخیر ہوجانے کی وجہ سے اور جامعہ کا کوٹہ پورا ہوجانے کی وجہ سے یہاں داخلہ نہیں ہوسکا مقصد میں ناکامی کی وجہ سے ذہنی طور پر بہت زیادہ پریشان تھے کہ بعض احباب نے ساؤتھ انڈیا کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ ثقافۃ السنیہ کیرالا کا مشورہ دیا چناں چہ دہلی سے سیدھے کیرالا پہنچے اور یہاں بہت آسانی سے مطلوبہ تحقیقی کورس میں داخلہ ہوگیا اور دوسالہ کورس مکمل کرنے کے بعد تحقیق کی دستار ہوئی۔ دستار کے بعد شیخ الجامعہ نے بحیثیت مدرس انتخاب بھی فرمایا ایک سال تک تدریس کے بعد کچھ نامساعد حالات کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے وطن آ گئے اور گھر سے قریب درس وتدریس کا ارادہ بنالیا۔

مشہور اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ، محدث جلیل علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ، نصیر ملت علامہ نصیر الدین صاحب قبلہ، صدر العلما علامہ محمد احمد صاحب مصباحی قبلہ، محقق مسائل جدیدہ علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ مدظلھم العالی، اساتذہ اشرفیہ کے علاوہ مولانا بدالدجی صاحب ضیاء العلوم خیرآباد، شیر بنگال حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب، حضرت مولانا مقبول احمد صاحب کلکتوی اور حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مصباحی قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، حضرت مولانا عبدالوحید صاحب جالونی جامعہ اشرفیہ مبارک پور، حضرت مولانا نظام الدین صاحب بھاگل پوری اور مولانا ذاکر حسین صاحب براج پوری قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ تاج العارفین حضور سید شاہ مسرور احمد کلیمی چشتی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میران پور کٹرہ شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے معاً بعد پیلی بھیت یوپی کے الجامعۃ القدیریہ میں کچھ دنوں تک تدریسی خدمات انجام دیں پھر جامعہ ثقافہ السنیہ کیرالا سے فراغت کے بعد ایک سال تک ثقافہ میں درس وتدریس کا کام کیا پھر جب کیرالا سے گھر آئے تو پیرومرشد کے حکم پر اپنے وطن مالوف سے قریب صوبۂ بنگال کے ضلع مالدہ کا مشہورومعروف ادارہ جامعہ کلیمیہ سراج العلوم (بعد میں نام تبدیل ہوکر کلیمیہ سراجیہ غریب نوازمشن) دریاپور میں تدریس کے لیے مقرر ہوئے پہلے مرحلے میں پورے انہماک کے ساتھ دوسال تک تدریسی خدمات انجام دیں مگر اراکین سے کسی معاملہ میں نا اتفاقی کی وجہ سے مستعفی ہوکر پاس ہی کے ایک مشہورومعروف ادارہ مدرسہ غوثیہ فصیحیہ خالتی پور کلیا چک ضلع مالدہ میں تقرری ہوگئی اور پورے پانچ سال تک اس ادارہ میں محنت وجاں فشانی اور ذوق وشوق کے ساتھ متوسطات اور منتہی درجات کی کتابوں کا درس دیا پھر دوسری مرتبہ شہزادۂ پیرومرشد کے حکم پر دوبارہ کلیمیہ سراجیہ غریب نوازمشن دریاپور کیا چک میں بحیثیت شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور بفضلہ تعالیٰ وتقدس ۲۰۰۴ء سے تاحال اسی ادارہ میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہتے ہوئے مدارس کلیمیہ کے ناظم تعلیمات کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی شاہی امام کی حیثیت سے آئینہ ہند حضور اخی سراج الدین (صاحب ہدایۃ النحو) علیہ

الرحمہ کے آستانۂ مبارکہ سعداللہ پور کی تاریخی جامع مسجد (جھنجھنیا) میں جمعہ کی نماز کے لیے خطیب وامام بھی ہیں۔

سعادت حج۔ ۲۰۰۸ء میں اپنی والدہ محترمہ کو اپنے ساتھ لے کر حج کی سعادت حاصل کی۔

اہم کارنامہ۔ گھر سے متصل مان سنگھا میں ایک مسجد کافی دنوں سے خستہ حال تھی اور محلے کے لوگ اس پر توجہ نہیں دے رہے تھے آپ نے ذاتی تعاون اور کچھ اہل محلہ سے مدد لے کر اس خانۂ خدا کی تعمیر کرائی اور آج ماشاء اللہ ایک خوب صورت مسجد کی شکل میں اس کی عمارت دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ دوسرا اہم کارنامہ یہ ہے کہ کلیا چک کی سرزمین پر غریب نوازمشن دریاپور کی سأ ۃ ثانیہ میں جب جامعہ کلیمیہ سراج العلوم سے غریب نوازمشن میں تبدیل ہوا تو ادارہ ہذا کے سرپرست اعلیٰ پیر طریقت حضرت سید مسعود احمد کلیمی دام ظلہٗ کے حکم سے حلقۂ ارادت میں گھوم گھوم کر اس کی تعمیر وترقی کے لیے چندہ کرکے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جو آج NH34 شاہراہ پر واقع اہل سنت وجماعت کے عظیم قلعہ کی حیثیت سے پرشکوہ عمارت کے ساتھ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے اسی طرح کسٹو پور جامع مسجد کی توسیع اور تعمیر جدید میں بھی آپ نے کافی جدوجہد اور رہ نمائی فرمائی۔ اسی طرح کسٹور پور مدرسہ کے سکریٹری (ناظم اعلیٰ) کا عہدہ بھی آپ کے ہاتھ ہے۔ بہرکیف آپ ذی استعداد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر فن استاذ اور قابل مفتی بھی ہیں قدرت نے آپ کو ذہانت وفطانت کے ساتھ ساتھ بے تکلف عربی میں تکلم کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہے آپ باطل کے مقابلے حاضر جواب مناظر بھی ہیں کلیا چک اور راج محل علاقے میں مسلمانوں کے باہمی متنازعہ امور کو اسلامی نقطۂ نظر سے حل کرنے میں بھی ماشاء اللہ مہارت رکھتے ہیں۔ خطابت کے میدان میں بھی کامیاب ہیں۔ آپ کی دعا تعویذ بھی پر تاثیر ہوتی ہے جس کی

وجہ سے عوام الناس کی نظر میں آپ ایک روحانی طبیب سے کم نہیں ہیں۔

نکاح واولاد۔ جناب اشفاق حسین جام نگر راج محل کی دختر نیک اختر روبینہ پارسا سے عقد ہوا جن کے بطن سے دو صاحب زادے اور ایک صاحب زادی یادگار کے طور پر پائی جاتی ہیں صاحب زادے یہ ہیں۔محمد زاہد زرقانی، محمد ثاقب حقانی۔صاحب زادی۔طیبہ عفیفہ ہے۔

حضرت مولانا (مفتی) عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنج

مرتب تذکرہ علمائے راج محل

استاذ مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پور ادری مئو

نام مع ولدیت۔ محمد عبدالسلام ابن الحاج مفیض الحق عرف مفیضول حاجی۔

مختصر نسب نامہ۔ محمد عبدالسلام ابن الحاج مفیض الحق ابن طالب علی (مڑل) ابن ولایت شیخ ابن لعل دین عرف لیہیل دی ابن مالموت شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۴ء باعتبار سند۔اصل تاریخ پیدائش محرم الحرام ۱۳۹۳ھ مطابق فروری ۱۹۷۳ء زیادہ صحیح اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج تھانہ رادھا نگر (تحصیل راج محل) ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ بیگم گنج کے قدیم اور مشہور گھرانے میں پیدائش ہوئی حسب نسب کے اعتبار سے آبا واجداد اپنے کو شیخ کہتے آرہے ہیں جو اس علاقے میں بڑی برادری میں شمار ہوتے ہیں اس حساب سے شیخ صدیقی ہی کہا جائے گا بہر حال خاندان کے لوگ مجموعی طور پر دین دار اور متمول لوگوں میں شمار ہوتے ہیں زمین جائداد سے لے کر اچھی خاصی کھیتی باڑی کے مالک ہیں مورث اعلیٰ جناب ولایت علی مرحوم علاقہ میں ایک زمیں دار اور خوش

اخلاق انسان سے پہچانے جاتے تھے ساتھ ہی دادا جان جناب طالب علی مرحوم کا علاقہ میں کافی شہرہ تھا وچار ثالث وغیرہ میں ایک بہترین فیصل کی حیثیت سے مدعو ہوتے تھے والد گرامی جناب الحاج مفیض الحق صاحب بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پنچایت وغیرہ میں خوب مدعو ہوتے تھے حتیٰ کہ بیگم گنج کے ہندوؤں کے یہاں بھی اگر کوئی جھگڑا جھمیلا ہوتا تو آپ کا فیصلہ سب کے لیے قابل قبول ہوتا ویسے فی الحال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ان چیزوں سے اپنے کو الگ کر کے پنج وقتہ نماز باجماعت اور تلاوت کلام اللہ کے پابند ہو چکے ہیں۔اسی طرح والدہ محترمہ بھی حج کی سعادت سے سرفراز ہو چکی ہیں اور صوم صلاۃ کی مکمل پابند ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گذار ہیں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ دونوں کا سایہ دراز فرمائے۔آمین۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں کے مکتب میں حضرت منشی گوہر علی مرحوم کے پاس قاعدہ بغدادی سے لے کر ناظرہ ختم قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی منشی جی انتہائی مشفق اور مربی اول کی حیثیت سے یاد کیے جانے کے لائق ہیں کیوں کہ تحصیل علم دین کے لیے وہی سب سے پہلے واسطہ بنے چناں چہ جب ناظرہ اور اردو فارسی وغیرہ پڑھا چکے تو حضرت منشی جی نے از خود اپنے خرچ سے مدرسہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ مرشد آباد بنگال میں ناچیز کو پہنچایا اس وقت والدین کا اس طرف بہت زیادہ میلان نہیں تھا یہی وجہ ہے کہ اساتذہ کرام کی فہرست میں منشی جی کو سب سے اول اور سب سے بڑے محسن کی حیثیت سے یاد کرتا ہوں کیوں کہ انہوں نے ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ عالم دین بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور مخلصانہ دعاؤں سے بھی نوازا اگر ان کی اس میدان میں پیش قدمی نہ ہوتی تو شاید

اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار نہ ہو پاتی اور آج جس مقام پر پہنچا ہوں نہ پہنچ پاتا **فجزاہ اللہ خیرالجزاء** بہرکیف مدرسہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ میں تقریباً ایک سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد بیچ سال میں طفلانہ کمی کے سبب گھر آ گیا اور ایک سال تک گھر پر ہی رکا رہا پھر والد گرامی کی زبردست تاکید کی وجہ سے دوبارہ برادر گرامی حضرت مولانا روح الامین کے ہم راہ حاجی پور بیربھوم کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا اور یہاں پر حضرت مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی کے ماتحت رہ کر تقریباً ایک سال تک تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد ٹاٹا جمشید پور کے مدرسہ غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر میں دو سال تک تحصیل علم میں وقت صرف کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ غالباً ۱۹۸۹ء میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب رضوی مان سنگھا کی معیت میں اور دیگر رفقا کے ہم راہ جامعہ اشرفیہ میں داخلہ کے قصد سے مبارک پور اعظم گڈھ یوپی آئے۔ پہلے سال تو داخلہ نہیں ہوا نتیجتاً مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ مئو میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجۂ ثانیہ تا درجہ خامسہ مکمل چار سال تک پورے انہماک کے ساتھ تعلیم حاصل کرتا رہا اساتذۂ کرام میں سے حضرت مولانا فخرالدین صاحب نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عارف اللہ صاحب فیضی کی خصوصی توجہات نے علمی اعتبار سے مجھے بہت حد تک مضبوط بنا دیا اور اسی مدرسہ میں نحو وصرف منطق وفلسفہ وغیرہ فنون متداولہ کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوئی فالحمد للہ علی ذلک۔ مدرسہ فیض العلوم میں خامسہ تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں درجہ سادسہ کے لیے داخلہ ٹسٹ دیا جس میں بفضلہ تعالیٰ بہت آسانی سے کامیاب ہوگیا اور جامعہ میں درجہ سادسہ میں داخلہ بھی ہوگیا اس کے بعد مسلسل تین سال تک جامعہ

اشرفیہ میں متوسطات اور منتہی درجات کی کتابوں کا درس لے کر یکم جمادی الآخرہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں بموقع عرس حافظ ملت علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت وقراءت سبعہ سے سرفراز ہوئے بوقت دستار اسٹیج پر فارغین کی طرف سے اساتذہ واراکین کی خدمت میں مختلف زبانوں میں ہدیۂ تشکر پیش کرنے کے لیے جن تین فارغین کو منتخب کیا گیا تھا ان میں سے ایک ناچیز بھی تھا۔

مشہور اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلۂ العالی، محدث جلیل علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ، صدر العلما علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ، محقق عصر علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کے علاوہ علامہ مفتی مسلم حسین صاحب شمسی بھاگل پوری ثم جمشید پوری علیہ الرحمہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا عبدالودود صاحب سہرساوی صدر المدرسین مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ بنگال، حضرت مولانا مفتی مجیب الرحمن صاحب گڈاوی ثم رائے پوری قاضی ومفتی شہر رائے پور چھتیس گڈھ، حضرت مولانا مفتی انوار رضا صاحب ہزاری باغوی۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

سند حدیث کی اجازت۔ حضور شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ گھوسی۔

اسناد وڈگریاں۔ عالمیت وفضیلت وقراءت سبعہ از جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ منشی تا فاضل الٰہ آباد بورڈ۔ وسطانیہ وفوقانیہ بہار بورڈ۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے اب تک تقریباً پچیس سالہ تدریسی خدمات میں درج ذیل چھ مدارس قابل ذکر ہیں۔ مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور ضلع غازی پور میں تین سال مدرسہ نظامیہ

اشرف العلوم کھیکھر بنا کلیا چک مالدہ میں دوسال دارالعلوم انوار مصطفی رائے پور چھتیس گڈھ میں ایک سال دارالعلوم رضویہ یتیم خانہ راج گانگ پور اڑیسہ میں دوسال مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ میں تقریباً ۱۳ سال اور تادم تحریر مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پورادری مئو میں پانچ سال (بحیثیت سرکاری ملازم) یادرہے کہ مؤخرالذکر ادارہ چھوڑ کر دارالعلوم انوار مصطفی رائے پور میں بحیثیت شیخ الحدیث اور باقی مدرسوں میں بحیثیت صدرالمدرسین فرائض منصبی انجام دیے ان مدارس میں غوثیہ فصیحیہ خالتی پوراور دارالعلوم انوار مصطفی معیاری مدرسوں میں سے مانا جاتا ہے جہاں دورۂ حدیث تک پڑھائی ہوتی ہے ان مدرسوں میں بفضلہٖ تعالیٰ حدیث میں مسلم شریف ابن ماجہ شریف ترمذی شریف اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ۔ تفسیر میں جلالین شریف بیضاوی شریف فقہ میں ہدایہ آخرین شرح وقایہ اور قدوری ونورالایضاح وغیرہ نحو میں شرح جامی کافیہ ہدایۃ النحواورنحومیر وغیرہ۔ صرف میں فصول اکبری علم الصیغہ ومیزان وغیرہ منطق میں ملاحسن قطبی وشرح تہذیب ومرقات وغیرہ اور عربی ادب میں دیوان متنبی المدیح النبوی ومنثورات وغیرہ کتابیں پڑھانے کا بھرپور موقع ملا ہے۔
یہ تو تھی تدریسی خادمات پرایک نظر۔ اس کے علاوہ ملی ومسلکی اور تنظیمی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو دوتین کام میں نے جوانجام دیا ہے وہ میرے نزدیک بہت اہمیت کے حامل ہیں اور میں ان کو سرمایۂ آخرت سمجھتا ہوں۔ تحدیث نعمت اور ترغیب امت کے طور پر بیان کرتا ہوں۔ اپنے گاؤں بیگم گنج میں جب دیو بندیت کا بیج بونے کی کوشش کی گئی تو فراغت کے بعد میں نے ہر محلے سے چھوٹے چھوٹے دس پندرہ بچوں کو دین وسنیت کی تعلیم دینے اور سنی عالم بنانے کی غرض سے اپنے ساتھ مدرسہ فیض الرسول دولھہ پور لے آیا اور تین سال تک تعلیم

دے کر ان کے اندر علم دین کے حصول کی ایسی چاشنی پیدا کی جو الحمدللہ بعد میں ان میں سے زیادہ تر عالم دین بن کر صرف اپنا ہی نہیں بلکہ پورے گھرانے کے دین وایمان کے محافظ بن گئے اور وہی سب آج اپنے وقت کے کوئی مفتی ہیں تو کوئی شیخ الحدیث کوئی مدرس ہیں تو کوئی امام مسجد اور یہی سب میری غیر موجودگی میں بیگم گنج کے تمام تر دینی ومسلکی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اور باطل کا مقابلہ کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں اس کے علاوہ تھانہ راج محل کے دوگاؤں درگاہ ڈنگا اور گوہل باڑی کے احوال بھی اسی طرح تھے۔ درگاہ ڈنگاہ میرا ننہال ہے جہاں کے لوگ سب کے سب سنی تھے اور معمولات اہل سنت کے پابند بھی تھے مگر اس گاؤں میں پہلا دیو بندی مولوی اناج نام کا پیدا ہوا اور اس نے لوگوں کے اندر بہت باریکی سے اور تقیہ بازی کر کے دیو بندیت پھیلانا شروع کیا اور اپنے بعد دوتین لڑکوں کو مزید مولوی وحافظ بنا کر گاؤں میں مضبوط ہوکر جامع مسجد میں قبضہ کر لیا اس طرح ایک سنی گاؤں وہابیت کے دہانے پر پہنچنے ہی والا تھا کہ میں نے اپنی حکمت عملی سے عزیزم مولانا مطیع الرحمن سلمہٗ اور عزیزم مولوی نورالاسلام سلمہٗ ومولوی شمیم رضا سلمہٗ کو اپنے ساتھ لانے میں کامیاب ہو گیا اور ان تینوں کو دولھہ پور مدرسہ میں اپنے پاس رکھ کر تعلیم دینا شروع کیا اور فضل الٰہی سے یہ تینوں عالم دین ہو کر اپنے گاؤں کے لیے مجاہدانہ خدمات انجام دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جامع مسجد درگاہ ڈنگا بھی قبضے میں آ گئی اور مزار شریف کے پاس پیر بابا کے نام سے مدرسہ بھی قائم ہو گیا آج کے وقت میں اس گاؤں کے اندر دیو بندی کم تعداد میں رہ گئے ہیں اور مجموعی طور پر پورے گاؤں میں شعار اہل سنت کے طور پر بہت ساری چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح گوہل باڑی کے عزیزم مولانا قمرالزماں عزیزم مولانا عبدالکریم عزیزم

مولانا مسعود احمد اور مولانا ضیاء الرحمن وغیرھم کو میں نے ابتدائی تعلیم دے کر اپنے گاؤں کے لیے سنیت کا علم بردار بنانے میں کامیاب ہوا جب کہ یہ گاؤں بھی دیوبندیت کے نشانے پر تھا اور اہل محلہ تذبذب کے شکار ہوگئے تھے اگر یہ سب مولانا ہوکر نہ آئے ہوتے تو شاید حالات کچھ اور ہی ہوتے۔

اہم کارنامہ۔

(۱) اپنے گاؤں بیگم گنج میں ایک دینی درس گاہ بنام مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج کے بانی وسرپرست (۲) نوری جامع مسجد حاجی مفیضول ٹولہ بیگم گنج کے بانی ومتولی (۳) تنظیم علمائے اہل سنت بیگم گنج کے سرپرست (۴) تحریک ''آؤ نماز پڑھیں'' خالص پورادری کے بانی وسرپرست (۵) موتھاباڑی کوڑیا ٹائیل ضلع مالدہ کی عیدگاہ مین گذشتہ ۱۶/سالوں سے عیدین کے امام وخطیب کی حیثیت سے فرائض کی انجام دہی۔

فی الوقت مشغلہ۔ مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پور میں تدریس کے ساتھ ساتھ جامع مسجد اہل سنت خالص پور میں امامت وخطابت کے فرائض کی انجام دہی اور محلہ خالص پور کے اصلاح معاشرہ میں حتی الامکان جدوجہد۔

قلمی خدمات۔ (۱) دینی وتاریخی معلومات (۲) منتخب مسائل نماز واہم دعائیں دونوں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں ناشر کلیمیہ بکڈ پوکلیا چک مالدہ ہے (۳) تذکرہ علمائے راج محل (زیر نظر کتاب) (۴) طلاق کی آئینی حیثیت اور اس کے چند مسائل غیر مطبوعہ۔

ایوارڈ۔ غالباً ۱۹۹۱ء میں مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ کے دور طالب علمی میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور جامعہ امجدیہ گھوسی اور مدرسہ فیض العلوم کے طلبہ کے درمیان تحریری مقابلہ

میں ناچیز کے مقالہ کو تیسری پوزیشن حاصل ہوئی جس میں ۳۰۰ کے قریب طلبہ نے حصہ لیا تھا۔ حضور شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ۵۰ روپیہ کا انعام بتوسط حضرت مولانا مفتی اکرام الحق مصباحی موصول ہوئے تھے۔

نکاح واولاد۔ ۱۳/جون ۱۹۹۹ء میں الحاج منظور عالم صاحب پنچانندپور ضلع مالدہ کی تیسری دختر نیک اختر سفینہ بی بی سے عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے دو صاحب زادے پیدا ہوئے (۱) محمد عاشق رضا جیلانی۔ ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بنگال بورڈ سے دسویں کلاس (مادھیامک ومیٹرک) اور CBSE دہلی بورڈ سے انٹرمیڈیٹ پاس کرنے کے بعد فی الوقت میڈیکل (MBBS) کی تیاری میں ہیں (۲) محمد رضا نورانی۔ درجہ ثالثہ کے طالب علم ہیں۔

حضرت مولانا ریاض الدین صاحب حسن ٹولہ

نام مع ولدیت۔ محمد ریاض الدین ابن صادق علی۔

مختصر نسب نامہ۔ محمد ریاض الدین ابن صادق علی ابن قالو شیخ ابن اینو مڑل ابن بشارت مڑل ابن خانو مڑل ابن جمعیت مڑل ابن معظم مڑل۔

تاریخ پیدائش۔ ۴/فروری ۱۹۷۴ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ علاقہ راج محل کے حسن ٹولہ گاؤں کے ایک معزز اور باوقار متمول گھرانے میں مولانا موصوف کی پیدائش ہوئی آبا واجداد کے نام کے ساتھ مڑل سے منسوب کرکے لکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مشہور ومعروف زمیں دار گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی پنچایت اور وچار ثالث میں خاندان والوں کا بڑا دخل رہتا تھا۔

ابتدائی تعلیم: اپنے گاؤں کے مدرسہ زینت العلوم میں ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علاقہ کلیا چک مالدہ کا مشہور ادارہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور میں ابتدائی درجات کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مرکز اہل سنت بریلی شریف کے جامعہ نوریہ باقر گنج میں داخلہ لیا اور جامعہ ہذا میں کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد شہر مراد آباد کے مرکزی ادارہ جامعہ نعیمیہ میں داخلہ لیا اور درجہ فضیلت تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۴ء میں جامعہ کے سالانہ اجلاس میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف، علامہ مفتی طریق اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مفتی ایوب خاں صاحب نعیمی مدظلۂ النورانی اور علامہ ہاشم صاحب نعیمی اساتذہ جامعہ نعیمیہ کے علاوہ ابتدائی تعلیم کے اساتذہ حضرت مولانا ایوب صاحب مرحوم مان سنگھا اور حضرت مولانا سراج الدین صاحب اشرفی مرحوم قابل ذکر ہیں۔

بیعت و ارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات: فراغت کے بعد سے اب تک مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا نرائن پور میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں مولانا موصوف کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ گذشتہ چھبیس ستائیس سال سے ایک ہی ادارے میں پوری دل جمعی کے ساتھ خدمات دینیہ انجام دے رہے ہیں اس بیچ آپ نے طیب ٹولہ جام نگر کی جامع مسجد اور ڈاہوٹولہ کی جامع مسجد کی تعمیر و ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

اولاد۔ آپ کے پانچ صاحب زادے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ جہاں صاحب اشرفی پیار پور

مقیم حال۔ مہراپور موتھا باڑی تھانہ کلیا چک ضلع مالدہ بنگال

نام مع ولدیت۔ محمد شاہجہان علی اشرفی ابن محمد الحاج براق علی

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۴ء

گھر کا پتہ۔ پیار پور تھانہ رادھا نگر (راج محل) ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آبا و اجداد متوسط الحال لوگوں میں شمار ہوتے تھے پیشہ عام طور پر کھیتی باڑی ہی ہے ضرورت بھر اپنا کھیت بھی ہے والد محترم فضل الٰہی سے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد صوم و صلاۃ کے پابند اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں مولانا موصوف کے چھ بھائیوں میں سے ماشاء اللہ تین بھائی گریجوئیٹ ہیں اور تین بدقسمتی سے لکھائی پڑھائی نہیں کر سکے ہیں مولانا ممدوح کی ابتدائی تعلیم بھی اسکول سے ہوئی والد محترم نے تو اسکول میں داخلہ کرایا تھا مگر والدہ محترمہ کی خواہش پر دینی تعلیم کی طرف رجحان غالب ہو گیا اور بفضلہٖ تعالیٰ علم دین کی تحصیل کے لیے پورے طور پر لگ گئے اور اسکولی تعلیم کو ترک کر دیا۔ گھر کا ماحول مجموعی طور پر دینی و اسلامی ہونے کے ساتھ ساتھ پاکیزہ اور خوش گوار ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ علاقہ کے ایک مخلص عالم دین حضرت مولانا نور الدین صاحب سے ابتدائی تعلیم حاصل کی ایک طرح سے مولانا موصوف ہی آپ کے مربیِّ اول ہیں ان کے پاس قرآن شریف ناظرہ تک ختم کرنے کے بعد ابتدائی درجات میں سے اولیٰ تا ثالثہ کی تعلیم مدرسہ صدر العلوم ضلع بستی یوپی میں رہ کر حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور یہیں سے درجہ

رابعہ تا درجہ فضیلت کی تعلیم مکمل کی اس طرح ۱۹۹۶ء میں ادارہ ہذا کے سالانہ اجلاس کے موقع پر علماے کرام ومشائخ عظام کے ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علامہ ڈاکٹر عاصم صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا ممتاز صاحب سہرساوی اساتذہ شمس العلوم کے علاوہ علاقے کے حضرت مولانا نور الدین صاحب قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مولانا عرفان چشتی، مولانا مختار صاحب، مولانا غلام حضرت علی وغیرہ ھم قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ شہزادۂ حضور اشرف الاولیا حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف الاشرف الجیلانی عرف قادری میاں کچھوچھہ شریف سے شرف بیعت حاصل ہے۔

خدمات۔ بعد فراغت ایک سال تک گوپال گنج بہار کے ایک مدرسہ میں اور دو سال تک ستاری ضلع مالدہ کے ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد پیر ومرشد کے حکم پر بنگال کے مشہور ومعروف اور معیاری ادارہ مخدوم اشرف مشن کی بنیاد پڑنے کے بعد بالکل ابتدائی تین سالوں میں انتہائی محنت وجاں فشانی کے ساتھ تدریس اور اس کی تعمیر وترقی میں آپ نے خوب حصہ لیا چوں کہ دور طالب علمی سے ہی تقریری میدان میں خاصا ملکہ حاصل تھا اور زبان وبیان میں قدرت نے بڑی جاذبیت رکھی تھی اس لیے باضابطہ پانچ چھ سال تک ہی مدرسوں کی چہار دیواری میں منحصر ہوکر درس وتدریس میں وقت دے سکے۔ پھر اس کے بعد پیر ومرشد کے اشارے پر عموماً انہیں کے ساتھ اور انہیں کے حلقہ ارادت میں میدان خطابت کے شہسوار بن کر دین وسنیت اور مخدوم پاک کے مشن کی نشر واشاعت میں پورے طور پر اتر آئے اس طرح فی

الوقت وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت ہی زندگی کا اہم مشغلہ بن گیا ہے بڑے بڑے اسٹیجوں اور کانفرنسوں میں علما ومشائخ کی موجودگی میں آپ کی تقریر ہوتی ہے اس کے علاوہ سرزمین بنگال پر کافی دنوں تک سیرت النبی (جیونی) کے خطیب کی حیثیت سے آپ کو بڑی شہرت ملی اور اسی کو موضوع سخن بنا کر کئی کئی شب ایک ہی اسٹیج پر آپ نے آقاے دوجہاں علیہ الصلاۃ والسلام کی حیات پاک پر تقریر کی بہر کیف آپ اپنے مسحور کن خطاب کے ذریعہ رشد وہدایت تبلیغ وارشاد کا فریضہ انجام دینا ہی کار حیات بنا چکے ہیں۔

اہم کارنامہ۔

کئی جگہ آپ نے وہابیوں اور دیوبندیوں سے مناظرانہ بحث کر کے معمولات اہل سنت کی حقانیت کو لوگوں کے سامنے واضح کیا اور دیوبندیوں کے باطل نظریات کو عوام الناس کے سامنے پیش کر کے ان سے دور رہنے اور بچنے کی ترغیب دی۔ ان میں سے ایک واقعہ پنجانند پور مالدہ کے مشہور تقیہ باز حافظ نظر الاسلام کے ساتھ کا ہے جو مولانا کی تقریر کو چیلینج کر کے مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا تھا مناظرہ کی تاریخ بھی طے ہوگئی تھی مگر عین وقت میں نظر الاسلام کی مکاری سامنے آئی اور وہ بہانہ بنا کر پیچھے ہٹ گیا اس موقع پر اگر چہ مناظرہ کا وقوع نہیں ہوا تاہم علاقے کے سنیوں کے عقائد مضبوط ہوگئے۔ اس کے علاوہ کئی ایک مدرسوں کو آپ وہابیت کے چنگل سے آزاد کر کے اہل سنت وجماعت کے قبضے میں لے آئے اور مذبذب قسم کے لوگوں کو سنیت میں راسخ بنایا چناں چہ (۱) مدرسہ جلالیہ محبوب سبحانی ماچھاپاڑہ دیناج پور (۲) مدرسہ اہل سنت اشرفیہ الہ آباد دکھن دیناج پور (۳) داڑال ہاٹ اہل سنت مدرسہ (۴) مدرسہ چورنگی تھانہ تپن دکھن دیناج پور (۵) غوری پور مدرسہ بخشیہ حفظ القرآن دکھن دیناج پور جیسے مدارس اہل سنت آپ کی یادگار اور اہم

کارناموں میں شمار کیے جاسکتے ہیں۔

اولاد۔ دو صاحب زادے اور ایک صاحب زادی آپ کی یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا عیش محمد صاحب قادری کچھواکول

نام مع ولدیت۔ عیش محمد قادری ابن محمد تیمور علی ابن نذر شیخ

تاریخ پیدائش۔ ۱۷ر نومبر ۱۹۷۴ء

گھر کا پتہ۔ کچھواکول پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آباواجداد علاقے میں باثر اور دین دار لوگوں میں شمار ہوتے تھے مالی اعتبار سے متوسط الحال اور پیشہ کے اعتبار سے کاشت کار تھے اور ماشاء اللہ ابھی بھی کھیتی کی زمین باقی ہے۔

تعلیم۔ ناظرہ وغیرہ سے لے کر درجہ ثانیہ تک کی تعلیم اپنے گھر میں رہ کر مدرسہ غوثیہ کربلا میں حاصل کی اور اس کے بعد تین سال تک جامعہ کلیمیہ سراج العلوم دریاپور کلیاچک مالدہ بنگال (غریب نواز مشن) میں تحصیل علم کے بعد خامسہ مکمل کیا پھر اس کے بعد دارالعلوم اشرفیہ مدارٹیکری جبل پور ایم پی میں درجہ سادسہ اور جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں درجہ فضیلت تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۹۴ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا نعیم اللہ خاں صاحب، حضرت مولانا سید عارف میاں صاحب، حضرت مولانا بہاء المصطفیٰ صاحب اساتذہ منظر اسلام بریلی شریف حضرت مولانا شاہ جہاں صاحب، حضرت مولانا عثمان غنی صاحب اور حضرت مولانا نور الحق صاحب حبیبی مرحوم اساتذہ دریاپور مدرسہ اور مولانا احسان الحق صاحب دانش رضوی، حضرت مولانا حنیف خاں

صاحب امجدی مرحوم اور مولانا تاج الدین صاحب اساتذہ کربلا مدرسہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا سید رومی میاں اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف، حضرت مولانا مفتی عبدالخبیر صاحب اشرفی سابق صدرالمدرسین مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، حضرت سید شبیر احمد صاحب پورنوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے شاہ جہاں پور یوپی کے مدرسہ قادریہ میں دو سال تک درس دیا پھر کچھ دنوں تک کرناٹک کے ایک کالج میں لکچرر رہے پھر اس کے بعد مستقل طور پر اپنے ہی گاؤں کے مدرسہ قادریہ کے روح رواں بن کر تدریس و نظامت اور اہتمام کی ساری ذمہ داری نبھاتے ہوئے ادارہ کو فروغ دینا ہی مقصد اولیٰ بن گیا اس کے علاوہ محلے کی جامع مسجد کی امامت وخطابت کی پوری ذمہ داری بھی نبھاتے آرہے ہیں ساتھ ہی علاقے کی دینی وملی ومسلکی سرگرمیوں میں پیش پیش رہنے کی وجہ سے اپنی خدمات دینیہ کی بنا پر عوام الناس میں بھی اچھی مقبولیت حاصل کر چکے ہیں رضویات کے باب میں آپ کی نمایاں خدمات کے سبب ناشر مسلک اعلیٰ حضرت کے لقب سے لوگ یاد کرتے ہیں۔

اولاد۔ تین صاحب زادے آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب کمال ٹولہ (فیلوٹولہ)

صدر المدرسین چندوہ دامائی پور مدرسہ تھانہ چانچل مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد نسیم رضا قادری ابن الحاج علیم الدین عرف حاجی منا۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۲/ مارچ ۱۹۷۵ء

گھر کا پتہ۔ کمال ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آبا واجداد گاؤں کے اندر ایک بڑے گھرانے کے لوگوں میں جانے جاتے ہیں خاندان کے لوگ دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ بلند اخلاق کے مالک ہیں آپ کے مورث اعلیٰ دادا جان تو مالی اعتبار سے بہت اچھے نہیں تھے مگر ان کے بعد آپ کے والد گرامی جناب الحاج علیم الدین صاحب کے زمانے سے ایک متمول اور خوش حال گھرانوں میں شمار ہونے لگے پیشہ کے اعتبار سے کاشت کار ہونے کے ساتھ ساتھ نئی نسل کے لوگ بمبئی وغیرہ میں کاروبار کر کے باہری آمدنی لانے میں بھی کامیاب دکھائی دے رہے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے ہی گھر میں اپنی پھوپھی جان کے پاس رسم بسم اللہ خوانی کیا اور ناظرہ ختم قرآن بھی ایک حد تک انہیں کے پاس کر چکے تھے پھر مزید مضبوطی کے لیے اپنے ہی علاقہ میں گھر سے قریب مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا میں ناظرہ کا دور کر کے ابتدائی اردو فارسی وغیرہ کی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے گھر سے باہر جانے کا قصد کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ حصول علم کے خاطر اپنے علاقے سے متصل صوبہ بنگال کے ضلع مالدہ کے کثیر المدارس علاقہ کلیا چک آئے اور یہاں کے مشہور ادارہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور میں داخلہ لے کر متوسطات کی تعلیم حاصل کی مگر اتفاق سے سال اخیر درجہ فضیلت کے لیے کسی وجہ سے ادارہ

ہذا کو الوداع کہہ کر دوسرے بڑے ادارے جامعہ کلیمیہ سراج العلوم دریاپور (غریب نواز مشن) کلیا چک میں داخلہ لینا پڑا اور اسی ادارے سے ۱۹۹۴ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے پھر اس کے بعد جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے بھی دوبارہ سند فضیلت حاصل کی۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ سید عارف صاحب قبلہ، علامہ مفتی عبد الخالق صاحب پورنوی، مفتی نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ اساتذہ منظر اسلام کے علاوہ مفتی ظفر حسنین صاحب سستی پور، مفتی واعظ الحق صاحب پیار پوری، حضرت مولانا شاہجہاں صاحب بھاگل پوری، مولانا کتاب الدین صاحب سٹاری اساتذہ جامعہ قادریہ علی پور اور مولانا احسان دانش صاحب کربلا، مولانا حنیف خاں مرحوم اور مولانا تاج الدین صاحب قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا مفتی اشرف رضا صاحب نعیمی، حضرت مولانا انصار رضا صاحب اور مولانا مقبول صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف

خلافت واجازت۔ خواجۂ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی علیہ الرحمہ اور فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب پورنوی مدظلہ العالی سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد کلیا چک کے مدرسہ منظر اسلام کراری چاند پور سے تدریس کا آغاز ہوا یہ ادارہ مکتب نما تھا مگر آپ کی جدو جہد اور حسن کارکردگی سے بہت جلد اس کی ترقی ہوئی اور تین چار سال میں اس کا تعلیمی معیار خامسہ تک پہنچ گیا مگر یہاں پر بہت دنوں تک خدمات کے لیے مزاج نے ساتھ نہیں دیا اور مستعفی ہو کر شمالی مالدہ کے شمسی علاقے سے متصل چندوہ دامائی پور گاؤں کے ایک مدرسہ کے اراکین کی دعوت پر بحیثیت مہتمم وصدر المدرسین منتقل

ہو گئے یہ مدرسہ بھی صرف تین کمروں کی عمارت کے ساتھ ایک چھوٹا سا ادارہ تھا آپ نے اس کے لیے بھی محنت وجاں فشانی شروع کردی اور چند ہی سال میں اس کو بام عروج تک پہنچا دیا چناں چہ آج کے وقت میں بفضلہٖ تعالیٰ ادارہ چوبیس کمروں پر مشتمل ایک عالی شان بلڈنگ کے ساتھ ساتھ تعلیمی اعتبار سے دورۂ حدیث تک پہنچ چکا ہے اور علاقہ کا سب سے بڑا اور مرکزی ادارہ کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے ذی استعداد اساتذہ کی ایک فعال ٹیم کو لے کر ادارہ کی تعلیمی وتعمیری کام میں مصروف بعمل ہیں۔

اہم کارنامہ۔

اپنے علاقے کے ایک مشہور عالم دین اور معروف خطیب جو دار العلوم دیوبند سے فارغ تھے ان کو سنیت میں داخل کرنے اور رضویت میں راسخ بنانے میں آپ کا بڑا ہاتھ رہا دور طالب علمی میں ہی اپنے حسن تدبیر سے انہیں مسلک اہل سنت وجماعت کا پابند بنا کر دین وسنیت کی بڑی خدمت انجام دی آج الحمد للہ وہ عالم دین وہابیت ودیوبندیت کے لیے زہر ہلاہل کے مثل ہیں اکابر دیابنہ کی تکفیر سے لے کر معمولات اہل سنت کو ثابت کرنے میں ایک اچھے مناظر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ مولانا موصوف کا ایک دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اپنے علاقے کے کسی بڑے جلسے میں کسی نے مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرہ لگانے سے لوگوں کو روکا جس کی وجہ سے آپس میں کافی انتشار بھی ہوا مولانا نے حکمت عملی سے اس کا ایسا جواب دیا کہ روکنے والے سب کے سب خاموش ہو گئے اور آج الحمد للہ علاقے کے جلسوں میں شعار سنیت سمجھ کر اور وہابیت سے امتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ خوب بلند ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سرزمین بنگال پر آپ نے ایک اہم اور تاریخی کام یہ انجام دیا کہ ۲۰۱۸ء میں عالمی پیمانے

پر ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کرائی جس میں ہندوستان کے علاوہ امریکہ، مصر، ہالینڈ اور بنگلہ دیش کے علماے کرام کی شرکت ہوئی اس میں تخمیناً چھ لاکھ لوگوں کا مجمع ہوا بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حالیہ دنوں میں مغربی بنگال کی یہ سب سے بڑی کانفرنس تھی اسی طرح آپ نے یہ کارنامہ بھی بڑا انجام دیا کہ اپنی علمی وعملی تحریک کے ذریعے بغیر کسی اختلاف وانتشار کے کئی مسجدوں سے دیوبندی امام کو ہٹا کر صحیح العقیدہ سنی امام کو منتخب فرمایا ان میں ہرین پور رتوا کی مسجد سرفہرست ہے۔ اور وہابیوں کا مانا ہوا علاقہ بھادوا سیپج رتوا میں آپ نے مدرسہ امینیہ مسلمیہ اعلیٰ حضرت رام پور کی بنیاد رکھ کر علاقے کے ہزاروں لوگوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کا سامان پیدا فرمایا بہر حال آپ کی دینی وملی سرگرمیوں کی یہ چند باتیں پیش کی گئی ہیں ورنہ اگر سب کو درج کیا جائے تو صفحات بھر جائیں گے۔ المختصر آپ ایک تحریکی مزاج کے عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے مفتی اور قابل مدرس بھی ہیں ان کے علاوہ آپ کی دعا تعویذ میں قدرت نے بہت تاثیر رکھی ہے اور تسخیر قلوب کا ملکہ ایک حد تک آپ کو حاصل ہے۔ **ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔**

اولاد۔ چار صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں آپ کی یادگار رہیں۔ بڑے صاحب زادے کالج میں اور منجھلے والے درجہ حفظ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں جب کہ ایک کی شادی ہو چکی ہے۔

حضرت مولانا مفتی رئیس الدین صاحب رضوی کربلا

استاذ ومفتی دارالعلوم حنفیہ نوریہ قاسم البرکات حاجی بادل ٹولہ جام نگر

نام مع ولدیت۔محمد رئیس الدین رضوی ابن رجب علی شیخ۔

مختصر نسب نامہ۔محمد رئیس الدین ابن رجب علی شیخ ابن ولی محمد ابن حاجی حضرت علی ابن خدا بخش۔

تاریخ پیدائش۔۱۵/اپریل ۱۹۷۵ء باعتبار آئی ڈی پروف (حتمی ویقینی نہیں)۔

گھر کا پتہ۔کربلا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔علاقہ کربلا میں ایک بااثر خاندان میں آپ کی پیدائش ہوئی آپ کے مورث اعلیٰ جناب خدا بخش مرحوم کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ کلیا چک مالدہ کے کسی علاقے کے رہنے والے تھے غالباً ۱۹۲۰ء میں نقل مکانی کر کے پیار پور تھانہ رادھانگر میں آ کر سکونت اختیار کی پھر کچھ دنوں کے بعد وہاں سے بھی منتقل ہو کر موجودہ پتہ بمقام کربلا آ کر بسے ہیں آپ کے اجداد میں جناب حضرت علی بہت بڑے زمیں دار ہونے کے ساتھ ساتھ خوب اثر ورسوخ اور رعب ودبدبہ کے مالک تھے قریب سو بیگھے زمین آ کے تصرف میں ہونے کی وجہ سے علاقہ کربلا میں ایک بڑا نام تھا پرانے زمانے میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور صرف یہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا اور اہم کارنامہ یہ انجام دیا کہ جس وقت سرزمین راج محل پر کوئی مدرسہ نہیں تھا مسجد وغیرہ میں دینی تعلیم دی جاتی تھی اس زمانے میں آپ نے فی سبیل اللہ ڈھائی بیگھہ زمین مدرسہ کے لیے وقف کیا اور اسی پر مدرسہ منظر اسلام کربلا قائم ہوا جو بعد میں نام بدل کر غوثیہ ملتیہ کربلا کے نام سے مشہور ہوا بہر کیف یاد رہے کہ یہی وہ ادارہ ہے جہاں سرزمین راج محل پر سب سے پہلے سنی دیوبندی مناظرہ واقع ہوا تھا اور اس کے

محرکین میں محسن ملت حضرت مولانا ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مان سنگھا والے سرفہرست تھے حق وباطل کا یہ مناظرہ عوام اہل سنت اور دیوبندیوں کے درمیان خط امتیاز کا پہلا باب تھا ورنہ اس سے پہلے اس علاقے کا مذہبی ماحول بالکل مخلوط بنانے کی بھرپور کوشش کی جا رہی تھی دیوبندی مولوی تقیہ کر کے خوش عقیدہ مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ بہر کیف حضرت مولانا رئیس الدین صاحب کے آباواجداد مجموعی طور پر دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوست بھی تھے اور آج بھی ماشاء اللہ آپ کے گھرانے کو عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم:ناظرہ وغیرہ سے لے کر ابتدائی درجات کی تعلیم اپنے گھر رہ کر اپنے ہی جداعلیٰ کے قائم کردہ مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا میں حاصل کی پھر جب مزید تعلیم کا شوق پیدا ہوا تو والد گرامی کی مالی حالت ٹھیک نہ ہونے اور اخراجات میسر نہ ہونے کے سبب کسی بڑے ادارے میں داخلہ لینے سے قاصر رہے اس طرح ایک سال کے لیے تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا مگر ایک سال کے بعد فضل الٰہی سے کچھ اسباب مہیا ہو گئے جس سے باہر جانے کے لائق خرچ ہاتھ میں آ گیا اور پیار پور کے کچھ ہم سبق ساتھیوں کے ہم راہ کثیر المدارس کا علاقہ کلیا چک ضلع مالدہ کے کسی مدرسہ میں داخلہ کا عزم لے کر گھر سے روانہ ہوئے ندی پار کر کے جب کلیا چک میں داخل ہونے لگے تو ببلا موتھا باڑی نامی مقام پر پہنچ کر حضرت مولانا نورالدین صاحب کھٹی ٹولہ (پیار پور) والے سے داخلہ کا سفارش نامہ لکھوایا چناں چہ جامعہ کلیمیہ سراج العلوم موجودہ نام (غریب نواز مشن) دریاپور کے صدرالمدرسین کے نام ایک خط لکھ کر انہوں نے داخلہ کے لیے سفارش کر دی جب شفارش نامہ لے کر جامعہ کلیمیہ دریاپور پہنچے تو اولاً داخلہ لینے سے

انکار کر دیا گیا مگر غیر ارادی طور پر صدر المدرسین صاحب نے کچھ کتابی سوالات کر دیے جن کا تشفی بخش جواب آپ نے دے دیا جس کی وجہ سے بالآخر آپ کا داخلہ ہو گیا اور تقریباً تین سال تک بڑے انہماک کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے اس دوران اپنی ذہانت وفطانت اور ادب وتہذیب کی وجہ سے اساتذہ کرام کے قریبی ہو گئے اور ہم سبق ساتھیوں میں بھی اعلیٰ پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ کئی مرتبہ ادارہ کے سرپرست حضور سید مسرور احمد کلیمی چشتی القادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں انعام سے بھی نوازے گئے پھر اس کے بعد تقریباً ایک سال کے لیے مدرسہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ رگھوناتھ گنج مرشد آباد میں بھی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ گاڑی گھاٹ مدرسہ کے اساتذہ کرام میں بالخصوص ممتاز العلما حضرت علامہ مولانا مفتی ممتاز الدین صاحب حبیبی مدظلہ النورانی مناظر اہل سنت علامہ مفتی ظہور عالم صاحب علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی مجاہد القادری صاحب قبلہ کے حکم سے اور ان مربیوں کی دعا لے کر مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مرکز علم وحکمت مبارک پور ضلع اعظم گڈھ یوپی کا سفر فرمایا اور یہاں آکر الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ سکٹھی میں داخلہ لیا اور یہاں پر دو سال تک زیر تعلیم رہ کر دسمبر ۱۹۹۲ء میں حضور سرکار کلاں علامہ سید شاہ مختار اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھہ مقدسہ کے مقدس ہاتھوں اور دیگر علما ومشائخ کی موجودگی میں دستار فراغت ودیگر انعامات سے نوازے گئے واضح رہے کہ ادارہ ہذا کا یہ پہلا سالانہ دستار بندی کا جلسہ تھا جس میں اساتذہ واراکین کے جوش وخروش بہت زیادہ دیکھنے کو ملے تھے ساتھ ہی خوشی کی بات یہ بھی تھی کہ مولانا موصوف اپنی جماعت میں اول پوزیشن میں تھے۔

اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا مفتی ایوب صاحب قبلہ دمکاوی، حضرت مولانا ظفر القادری

صاحب مبارک پوری اور حضرت مولانا محمود عالم صاحب مبارک پوری کے علاوہ جامعہ کلیمیہ سراج العلوم دریاپور کے اساتذہ میں حضرت مولانا شاہ جہاں صاحب عزیزی، حضرت مولانا عثمان غنی صاحب، حضرت مولانا نورالاسلام صاحب کلیمی، حضرت مولانا سجاد حسین صاحب راج محلی وغیرھم اور اپنے وطن مالوف کے مادر علمی کربلا مدرسہ کے اساتذہ کرام میں حضرت مولانا حنیف خاں صاحب امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مالدہ، حضرت مولانا تاج الدین صاحب مرحوم مالدہ اور محسن ملت حضرت مولانا احسان الحق صاحب دانش رضوی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مجیر الدین صاحب قبلہ قابل ذکر ہیں اور عصری تعلیم کے استاذ کی حیثیت سے جناب ماسٹر نورالحق مرحوم اور حضرت مولانا حشمت علی صاحب بستوی کے نام نمایاں ہیں ساتھ ہی کچھ فنون نادرہ کے لیے باضابطہ نہ سہی حضرت مولانا مفتی واعظ الحق صاحب قبلہ حبیبی مدظلہ العالی سے بھی استفادہ کیا۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی اشرف رضا صاحب نعیمی راج محلی، حضرت مولانا عبدالتواب خاں اور مولانا حسیب الرحمن صاحبان قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خلافت واجازت۔ مسند نشیں مشائخ بلگرام گل شگفتہ سید السادات خیر الاتقیا حضور سید اویس مصطفی میاں قادری سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ بلگرام شریف اور عمید قوم وملت حضرت حافظ وقاری مفتی انوار الحق مصطفوی بریلوی مدظلہ العالی۔

خدمات۔ تدریسی خدمات یوں تو دور طالب علمی سے ہی شروع ہو چکی تھی۔ تعلیم کے آخری سال

الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ سکٹھی مبارک پور میں معاون مدرس ہونے کی حیثیت سے درجہ اعدادیہ کی ساری کتابیں اور ثالثہ تک ہر جماعت سے ایک ایک کتابیں پڑھانا شروع کر چکے تھے تاہم مستقل طور پر بعد فراغت سب سے پہلے دارالعلوم بندہ نواز محبوب نگر آندھرا پردیش سے تدریس کا آغاز ہوا پھر اس کے بعد متعدد چھوٹے بڑے مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے آرہے ہیں ساتھ ہی ۲۰۱۳ء میں دارالعلوم انوار مصطفی رائے پور چھتیس گڈھ میں تدریس کے دوران مشق افتا اور فتوی نویسی کا بھی کام ہوتا رہا چھتیس گڈھ ایم پی مہاراسٹرا اے پی اڑیسہ اور جھارکھنڈ وغیرہ صوبوں کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے تقریباً پانچ سو استفتا کے آپ نے شرعی جوابات عنایت کیے اور فی الوقت مدرسہ حنفیہ نوریہ قاسم البرکات حاجی بادل ٹولہ جام نگر میں تدریس کے ساتھ ساتھ علاقہ راج محل و بنگال کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے سوالات کے شرعی اعتبار سے جواب مرحمت کرنے میں مصروف ہیں ساتھ ہی علاقہ راج محل ومضافات کے لیے علم توقیت کے رو سے صوم وصلاۃ کے نظام الاوقات بھی آپ کی پہل سے پہلی مرتبہ شائع ہوا ہے یاد رہے کہ کچھ دنوں کے لیے سرزمین کلیا چک کے معیاری ادارہ مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور میں بھی آپ نے تدریسی خدمات انجام دی۔ بہر کیف حضرت مولانا مفتی رئیس الدین صاحب علماے راج محل میں سے ایک ذمہ دار اور باصلاحیت عالم دین میں شمار ہوتے ہیں مزاج کے اعتبار سے بہت ہی سنجیدہ نرم خو اور پرلطف ہیں علماے کرام کی محفل میں تواضع وانکساری کا مجسمہ بن کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں علاقے کی تمام ترملی دینی اور مسلکی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ رضویات کے باب میں انتہائی متصلب اور اعلیٰ حضرت یا خانوادہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ عشق کی حد تک عقیدت رکھتے ہیں بغض وحسد رکھنے والوں کے لیے شمشیر بے نیام سے کم نہیں ہیں

مسلک اعلیٰ حضرت پر خود بھی مضبوطی کے ساتھ قائم ہیں اور اس مسلک سے وابستہ رہنے والوں کے ساتھ دینی تعلقات بھی قائم رکھتے ہیں جس کے بارے میں شبہہ ہوتا ہے کہ یہ شخص مسلک اعلیٰ حضرت پر انگشت نمائی کرتا ہے تو اس سے مکمل دوری بنا لیتے ہیں مختصر یہ کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کسی طرح کا کسی سے سمجھوتہ نہیں کرتے۔ اس معاملے میں رفیق کار کی حیثیت سے حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب رضوی حسن ٹولہ اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مرغی ٹولہ کو مانتے ہوئے رضویات کے فروغ واستحکام کے لیے شبانہ روز مصروف بعمل ہیں۔

نکاح واولاد۔ اپنے علاقے کے خیر پاڑہ (کھونج پاڑہ) گاؤں کے جناب الحاج دوست محمد مرحوم کی پوتی اور جناب الحاج عالم صاحب کی دختر نیک اختر راحلہ بی بی سے ۱۹۹۴ء میں عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے تین صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں پیدا ہوئیں صاحب زادوں کے نام یہ ہیں محمد ہاشم رضا، محتشم رضا اور منعم رضا۔

حضرت مولانا شمعون صاحب پران پور

استاذ مدرسہ کلیمیہ فیضان رسالت ملکی ضلع مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد شمعون کلیمی ابن محمد یاد علی

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۵ء

گھر کا پتہ۔ براق علی ٹولہ پوسٹ پران پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ پران پور ومضافات کے علمی واقتصادی اعتبار سے مشہور ومعروف گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی آپ کا گھرانہ علاقے میں نامی گرامی ہونے کے ساتھ ساتھ اثر ورسوخ میں بھی کافی بہتر مانا جاتا ہے علاقے کی سیاسی وسماجی اعتبار سے مشہور شخصیت جناب مفاضل

مکھیا جنہیں بچہ بچہ جانتا ہے اور بائسی سماج کے سردار بھی ہیں وہ بھی آپ کے خاندان کے ایک اہم فرد ہیں خاندان میں کئی لوگ عالم دین ہیں تو کئی ماسٹر بھی ہیں بہر حال مولانا موصوف ایک معزز اور باوقار گھرانے میں پیدا ہوئے اور مذہبی ماحول میں آپ کی پرورش ہوئی۔

ابتدائی تعلیم۔قاعدہ بغدادی سے لے کر ناظرہ قرآن تک تعلیم و تربیت اپنے ہی گاؤں کے مکتب میں مولانا مجیب الرحمن صاحب اور مولانا معین الدین صاحب کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی بعدہ ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم بنگال کے کمالتی پور مدرسہ میں رہ کر حاصل کی پھر راج محل کا مشہور ادارہ مدرسہ گلشن کلیمی پھول بڑیا میں تین سال تک اور کلیا چک مالدہ کا معروف ادارہ مدرسہ کلیمیہ غریب نواز مشن دریا پور میں ایک سال تک رہ کر ثالثہ تک کی تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے شہر مخدوم پاک کے مرکزی ادارے جامع اشرف کچھوچھہ شریف میں داخلہ لیا اور یہاں پر پورے پانچ سال تک رہ کر منتہی درجات تک کی کتابوں کا درس لینے کے بعد ۲۰۰۵ء میں عرس مخدومی کے حسین موقع پر علما و مشائخ اور بالخصوص مشائخ اشرفیہ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔حضرت علامہ مفتی رضاء الحق صاحب اشرفی راج محلی مدظلہ العالی، حضرت علامہ مولانا عبد الخالق صاحب اشرفی راج محلی، حضرت مولانا قمر الدین صاحب، مفتی شہاب الدین صاحب اشرفی، حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مصباحی بھاگل پوری، مولانا غلام غوث اور حضرت مولانا عثمان غنی صاحب وغیرہم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔مفتی رستم علی صاحب پورنوی، مفتی تنویر صاحب سہرساوی اور حضرت مولانا نور الاسلام صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت و ارشاد۔حضور تاج العرفا حضرت سید شاہ مسرور احمد کلیمی چشتی القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کٹرہ شریف شاہ جہاں پور۔

خدمات۔فراغت کے بعد سب سے پہلے کشمیر کے ایک مدرسہ سے تدریسی سفر کا آغاز ہوا یہاں پر ایک سال تک پڑھانے کے بعد شہزادۂ پیرومرشد کے حکم پر علاقہ راج محل کا معروف ادارہ اور شروع کے مادر علمی دار العلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں بحیثیت استاذ مقرر ہوئے اور پورے چھ سال تک پوری ذمہ داری کے ساتھ ادارہ ہذا میں درس دیا پھر اس کے بعد ایک سال کے لیے اپنے گاؤں کے مدرسہ فیضان رسول پران پور میں پڑھایا بعدہ پچھلے آٹھ سالوں سے مدرسہ کلیمیہ فیضان رسالت ملکی ضلع کے منصب صدارت پر فائز رہ کر تدریسی خدمات انجام دیتے آرہے ہیں ساتھ ہی علاقہ ملکی کی ایک جامع مسجد میں امامت و خطابت کا فریضہ بھی انجام دے رہے ہیں مولانا شمعون صاحب ایک باصلاحیت عالم دین ہیں قدرت نے ذہانت کے ساتھ ساتھ عوامی مقبولیت بھی عطا کی ہے عوامی اور معاشرتی معاملات کو بہت باریکی اور دانشمندانہ طریقے سے حل کرنے کی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اہم کارنامہ۔

علاقہ پران پور و مضافات کے خواتین اسلام کی تعلیم و تربیت کے لیے حضرت مولانا حیات الاسلام کے ساتھ مل کر باہمی تعاون سے ایک مدرسۃ البنات کی بنیاد رکھ چکے ہیں جس میں ان شاء اللہ جلد ہی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا ساتھ ہی نونہالان اسلام کے لیے دینی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کے پیش نظر ایک انگلش میڈیم اسکول بھی چند احباب کو ساتھ لے کر ایک اہم رکن کی حیثیت سے چلا رہے ہیں اور یہ کاروبار کے طور پر نہیں بلکہ فی سبیل

اللہ اخلاص کی نیت سے انجام دے رہے ہیں تا کہ مسلم بچے دینیات کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم سے بھی مزین ہو جائیں۔

اولاد۔ ۲ صاحب زادے اور ۲ صاحب زادیاں آپ کی یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی شاکر رضا صاحب مصباحی حسن ٹولہ

صدر المدرسین مدرسہ فیضان بہاء الدین قادری درگاہ ڈنگا پوسٹ ادھوا

نام مع ولدیت۔ محمد شاکر رضا ابن ایکدل شیخ۔

مختصر نسب نامہ۔ محمد شاکر رضا ابن ایکدل شیخ ابن لالو شیخ ابن برخومڑل۔

نوٹ۔ والدین کریمین نے شکرالدین نام رکھا تھا مگر بعد میں اساتذہ کرام کے مشورہ سے شاکر رضا نام رکھا گیا۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۶ء۔

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آبا و اجداد مجموعی طور پر دین دار خوش اخلاق اور پاک طینت لوگوں میں شمار ہوتے تھے زمین جائداد کے اعتبار سے بھی خوش حال گھرانہ مانا جاتا تھا غربا و مساکین کا خیال رکھنا اور ہم سایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا آپ کے گھرانے کی خصوصیت تھی اور آج بھی ایک حد تک اس کا اثر دیکھا جا سکتا ہے اگر چہ فی الوقت مالی حالات پہلے کی طرح نہیں رہ گئی ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں کے مشہور ادارہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں آپ نے ناظرہ اور ابتدائی درجات کی تعلیم حاصل کی پھر کلکتہ کے مدرسہ سلیمیہ کمرہٹی میں رہ کر کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ہندوستان کی مشہور ریاست یوپی کا سفر کیا اور یہاں پر سب سے پہلے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں داخلہ لیا اور درجہ ثالثہ تک تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد ہندوستان کی سب سے بڑی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور درجہ رابعہ تا درجہ فضیلت پانچ سال تک بڑی محنت و لگن کے ساتھ تحصیل علم کے بعد ۱۳؍ اگست ۲۰۰۰ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت و دستار قراءت بروایت حفص سے سرفراز ہوئے۔ بعد فراغت فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب پورنوی مدظلہ العالی کی خدمت میں رہ کر باضابطہ مشق افتا کی تربیت حاصل کی۔

مشہور اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ مدظلہ النورانی گھوسی، محدث جلیل علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ گیاوی، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی و علامہ مفتی نظام الدین رضوی اساتذہ اشرفیہ کے علاوہ حضرت مولانا نصراللہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ،حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی اساتذہ فیض العلوم محمد آباد اور مفتی مختار صاحب کٹیہاری ثم کلکتوی اور مولانا مشتاق صاحب راج محلی ثم کلکتوی اساتذہ مدرسہ کمرہٹی قابل ذکر ہیں جب کہ ابتدائی تعلیم کے اساتذہ میں حضرت مولانا سراج الدین صاحب اشرفی اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رضوی کا نام سرفہرست ہے۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا سرفراز احمد صاحب ناگ پور، حضرت مولانا عرفان صاحب گریڈیہ، حضرت مفتی افضل حسین ہزاری باغ اور حضرت مولانا مفتی توصیف رضا حسن ٹولہ و مفتی محبوب رضا حسن ٹولہ صاحبان قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔فراغت کے بعد سے اب تک متعدد مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دیں چناں
چہ مدرسہ غوثیہ خضر العلوم زمانیہ غازی پور سے تدریس کا سلسلہ شروع ہوااور مسلسل چار سال تک
ادارہ مذکورہ میں ثالثہ تک کی کتابوں کا درس دیا پھر اپنے گاؤں کے مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ
میں دو سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اس کے بعد مدرسہ ضیاء العلوم چانچل مدرسہ غوثیہ
فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پورکلیاچک مالدہ میں رہ کر منتہی درجات کی کتابوں کا درس
دیااور پھر اس کے بعد الجامعۃ الآسویہ مشن کہلا، تھانہ رتوا ضلع مالدہ میں مشق افتا کی تربیت دیتے
رہے اور فی الوقت اپنے علاقے کا مدرسہ فیضان بہاع الدین قادری درگاہ ڈنگا میں منصب
صدارت پر فائز رہ کر خدمات درس وتدریس پر مامور ہیں۔آپ ایک خلیق وملنسار اور ذی
استعداد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مفتی وصلاحیت مند مدرس بھی ہیں
تقریر وخطابت شعر وشاعری اور دعا تعویذ میں بھی اچھا شغف رکھتے ہیں آپ کی تعویذ کے
ذریعہ شفایابی اور حصول مقصد سے متاثر ہو کر عنایت پور مالدہ کے ایک صاحب نے دو بیگھہ
زمین وہاں کی مسجد میں وقف کیا یہ واقعہ آپ کی زندگی کے اہم کارنامے سے ہی تعبیر کیا جائے
گا۔**ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

قلمی خدمات۔قلمی یادگار باضابطہ منظر عام پر تو نہیں آئی تاہم غیر مطبوعہ چند کتابیں درج ذیل ہیں۔
(۱) نمازیں قضا کرنے کا انجام (۲) اسلام اور تصور آخرت (۳) نغمات شاکران کے علاوہ تین کتابیں
زیر ترتیب ہیں (۱) مصباح الحدیث (۲) وضو وغسل کا صحیح طریقہ (۳) ماں باپ کے حقوق۔

نکاح واولاد۔مرغی ٹولہ راج محل کے مشہور حافظ قرآن متبع سنت جناب حافظ تاج الدین
صاحب رضوی کی دختر نیک اختر سے ۲۰۰۳ء عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے بفضلہٖ تعالیٰ

چار لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئیں اور سب کے سب ابھی زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مولانا حافظ قمر الدین صاحب رضوی بیگم گنج

مہتمم جامعہ غوثیہ سفیریہ نور پور تھانہ مانیک چک ضلع مالدہ

نام مع ولدیت۔محمد قمر الدین ابن اظہار علی ابن سناردی مرحوم

سن پیدائش۔۱۹۷۶ء

گھر کا پتہ۔بیگم گنج پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

مقیم حال۔نور پور نزد بس اسٹینڈ پوسٹ نور پور تھانہ مانیک چک ضلع مالدہ بنگال۔

خاندانی حالات۔معمول کھیتی باڑی اور غیر متمول گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی والد گرامی
نہایت ہی سیدھے سادے مزدور اور کاشت کاری میں مصروف رہنے والے انسان تھے جوانی
ڈھلتے ہی ان کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے حافظ صاحب حفظ کی تکمیل کے بعد رابعہ تک ہی
تعلیم حاصل کر سکے بہر حال فی الوقت گھرانے کے لوگ مجموعی طور پر اچھے ہیں اور کچھ کھیتی کی
زمین وغیرہ بھی ہاتھ میں آچکی ہے۔

تعلیم۔اپنے گاؤں کے مکتب میں حضرت منشی گوہر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ناظرہ
سے لے کر ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم سے آراستہ ہوئے پھر کچھ رفقاے درس کے ہم راہ حاجی
پور بیر بھوم کے ایک مدرسہ میں داخلہ لے کر ابتدائی درجات کی تعلیم مکمل کی اس کے بعد نحو میر
وغیرہ کی تعلیم دار العلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور میں حاصل کی ثالثہ تک پڑھ لینے کے بعد
حفظ قرآن کا شوق پیدا ہوا اور اس کی طرف پورا رجحان ہو گیا چناں چہ ادھر کی تعلیم کو موقوف
کر کے دار العلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو پہنچ کر درجہ حفظ میں داخلہ لیا اور بحمدہ تعالیٰ صرف

دوسال میں پورے قرآن کے حافظ ہوگئے تیسرے ہی سال سے اب تک بلا ناغہ ختم تراویح سناتے آرہے ہیں۔ دور کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی حفظ کی دستار ۱۹۹۲ء میں ہوئی پھراس کے بعد شمس العلوم گھوسی میں عربی درجات کی تکمیل کے لیے درجہ رابعہ میں داخلہ لیا کیوں کہ ثالثہ تک حفظ سے پہلے پڑھ چکے تھے ابھی ایک ہی سال پڑھے تھے کہ والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور کچھ نامساعد حالات کے پیدا ہوجانے کی وجہ سے فضیلت سے پہلے ہی درس وتدریس میں لگ گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی چریا کوٹ، حافظ وقاری جناب اجمل صاحب بستوی، حضرت مولانا مفتی مسلم حسین صاحب شمسی بھاگل پوری ثم جمشید پوری، حضرت مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی اور حضرت مولانا مفتی واعظ الحق صاحب پیار پوری قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنج، حضرت مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب مصباحی راجوڑا، حافظ وقاری سلیمان احمد اشرفی مان سنگھا۔

خدمات۔ بعد تعلیم آپ نے سب سے پہلے مدرسہ قمر العلوم تپنی ضلع بلیا یوپی میں درس دیا بلکہ ادارہ ہذا کے آپ بانی بھی ہیں اور آپ کے نام سے ہی ایک مکتب کو مدرسہ کی شکل میں تبدیل کیا گیا، مسلسل آٹھ سال تک آپ نے اس ادارے کو خوب پروان چڑھایا اور علاقہ تپنی کی دینی ملی اور سماجی خدمات میں خوب حصہ لیا مدرسہ کے ساتھ ساتھ تپنی جامع مسجد میں امامت بھی کرتے تھے اس طرح آج بھی علاقے کے لوگ آپ کو یاد کرتے ہیں پھراس کے بعد اپنے وطن مالوف سے قریب صوبہ بنگال کے مدرسہ غوثیہ سفیریہ نور پور ضلع مالدہ کے اراکین کی دعوت پر تپنی

چھوڑ کر نور پور بنگال آگئے اور یہاں پر شروع میں تو شعبہ حفظ کے مدرس کی حیثیت سے تقرری ہوئی مگر مدرسہ کے حق میں محنت وجاں فشانی اور خلوص وللّٰہیت کو دیکھتے ہوئے اراکین مدرسہ نے مہتمم کے عہدے پر فائز کردیا ہے آپ کی پوری نگرانی میں ادارہ ہذا کی تعمیر وترقی اور دیگر تمام تعلیمی نظام انجام پاتا ہے ساتھ ہی نور پور کی جامع مسجد میں بحیثیت امام وخطیب بھی خدمات انجام دے رہے ہیں اس علاقے میں آپ کا ایک بڑا نام ہے متواضع اور منکسر المزاج ہونے کی وجہ سے عوامی مقبولیت بھی اچھی خاصی حاصل ہے۔

نکاح اولاد۔ تپنی بلیا میں تدریس کے دوران سکندر پور یوپی میں شادی ہوئی جن سے فی الوقت تین لڑکیاں اور ایک لڑکا آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب مصباحی راجواڑہ

استاذ دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف اڑیسہ

نام مع ولدیت۔ محمد اعجاز احمد ابن میر محمد مظفر علی ابن میر بشارت علی

تاریخ پیدائش۔ ۱۰رجنوری ۱۹۷۷ء

گھر کا پتہ۔ مقام راجواڑہ پوسٹ وتھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آباواجداد پہلے شاہ جہاں پور یوپی کے رہنے والے تھے غالباً تیسری پشت کے جناب میر محمد میر وصاحب سب سے پہلے یہاں آکر آباد ہوئے اور انہیں کی اولاد میں آپ کا خانوادہ راجوڑہ میں مشہور ہوا زمینی کاغذات میں اس خانوادہ کا سید ہونا بھی مندرج ہے مگر شہرت نہ ہونے کی وجہ سے اپنی طرف سے سید ہونے کا کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا گیا۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں سے متصل مدرسہ کلیمیہ امینیہ لکھی پور راج محل میں ابتدائی تعلیم حاصل کی

پھر مزید تعلیم کے لیے گھر سے باہر یوپی آنے کا قصد کیا چند احباب کے ہم راہ یوپی آئے اور سب سے پہلے دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو میں داخلہ لیا اور یہاں درجۂ اولیٰ اور ثانیہ کی تکمیل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ازہرہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ ثالثہ تا درجہ فضیلت پھر اس کے بعد ایک سال کے لیے درجہ تحقیق کی معیاری تعلیم سے آراستہ ہوئے ۲۰۰۱ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے شادکام ہوئے جب کہ اس کے بعد تحقیق فی الفقہ کے دو سالہ کورس کی تکمیل کے لیے داخلہ لے کر ایک سال پورا ہونے کے بعد کچھ نامساعد حالات پیدا ہو جانے کی وجہ سے تعلیم موقوف ہوگئی۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ گھوسی، علامہ عبدالشکور صاحب گیاوی ، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی اساتذہ اشرفیہ کے علاوہ علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی حضرت مولانا نفیس احمد صاحب بارہ بنکوی، حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب راج محلی اساتذہ دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ اور ابتدائی تعلیم کے اساتذہ میں حضرت مولانا مسلم حسین صاحب نوری اور حضرت مولانا عنایت حسین صاحب قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مولانا مفتی صادق صاحب مصباحی مہراج گنج، مفتی کونین مصباحی دیناج پور، مفتی صابر حسین مصباحی چریاکوٹ اور علاقے کے مولانا عبدالرقیب صاحب اور مولانا اسد صاحب مصباحی قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف۔

خلافت واجازت۔ حضور امین شریعت علامہ شاہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف، حضور سید غلام محمد صاحب حبیبی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ دھام نگر، حضرت قاری سید مقبول صاحب قبلہ الہ آباد، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ النورانی گھوسی، حضرت مولانا مفتی انوارالحق صاحب قبلہ بریلوی سے خلافت واجازت حاصل ہے۔

خدمات۔ درس نظامیہ سے فراغت اور تحقیق فی الفقہ کے ایک سالہ کورس کے بعد سب سے پہلے آپ نے شہر رائے پور چھتیس گڈھ کا معیاری ادارہ دارالعلوم انوار مصطفیٰ مودھاپارہ میں درس وتدریس کے ذریعہ اپنی خدمات کا آغاز کیا اس ادارے میں ۴ سال تک پوری ذمہ داری کے ساتھ منتہی درجات کی کتابوں کے اسباق پڑھائے اور ادارے کے تعمیری و تعلیمی ارتقا میں بھی حصہ لیا تدریس کے ساتھ ساتھ تیلی باندہ مسجد کی امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی نبھاتے رہے اس دوران آپ نے علاقائی غیر شرعی رسوم کو ختم کرنے میں بھی خوب جدوجہد کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ شہر رائے پور اور مضافات کے لوگ ماہ صفر کو بہت زیادہ منحوس جانتے تھے اس میں کوئی بڑا کام کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور ماہ صفر کے چاند نکلتے ہی پمفلیٹ کے ذریعہ اس کی نحوست کا اعلان کیا جاتا تھا آپ نے جب اس طرح کا پمفلیٹ دیکھا تو اس بات کی تردید کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے بیان دیا کہ یہ غلط بات ہے کہ ماہ صفر منحوس مہینہ ہے اس میں کوئی بڑا کام نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر مہینہ کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے اس میں شادی بیاہ سے لے کر تمام چھوٹا بڑا کوئی بھی کام انجام دیا جا سکتا ہے اور اس مہینہ کو منحوس سمجھنا غلط ہے اس بیان کی تائید میں کئی بڑے بڑے دارالافتا سے فتاویٰ بھی منگائے گئے الحمدللہ ہر جگہ سے مولانا کی تائید میں ہی فتویٰ آیا اور شروع میں کچھ لوگوں نے اگرچہ

تھوڑا بہت واویلا مچایا تاہم سب نے بعد میں مان لیا اور آج بحمدہ تعالیٰ شہر سے یہ برا زعم ختم ہوگیا اور لوگ شادی بیاہ سے لے کر تمام دینی و دنیاوی پروگرام انجام دینے لگے بہرحال مولانا موصوف کا یہ مجاہدانہ عمل ایک بڑے کارنامے سے کم نہیں ہے۔ چار سال تک شہر رائے پور میں تدریس سے لے کر امامت وخطابت کی خدمات انجام دینے کے بعد کوئی ناموافق معاملہ پیش آنے کی وجہ سے مدرسہ اور مسجد سے استعفیٰ دے کر گھر آگئے پھر اس کے بعد کچھ دنوں کے لیے مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالق پور کلیا چک میں اور چند مہینوں کے لیے دارالعلوم رضائے مصطفیٰ مٹیا برج کولکاتا میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد گذشتہ تیرہ سالوں سے صوبہ اڑیسہ کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف میں تدریس کے ساتھ ساتھ دارالافتا میں مفتی کی حیثیت سے مامور ہیں اور ماشاءاللہ پورے اخلاص کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھاتے آرہے ہیں۔ یاد رہے کہ مولانا موصوف اپنے ہم عمر علمائے کرام میں صلاحیت ولیاقت اور تحقیق وجستجو میں بلند مقام کے متحمل ہیں تواضع وانکساری کے ساتھ ساتھ بوقت ضرورت جلالی تیور بھی دکھانے میں پیچھے نہیں رہتے۔

قلمی خدمات۔ کتابی شکل میں قلمی شہ کار تو موجود نہیں ہیں البتہ تاج الشریعہ نمبر بریلی شریف میں بنام ''فتاوی تاج الشریعہ میں حزم واحتیاط'' پر ایک معیاری مضمون چھپ چکا ہے جسے اہل علم نے پسند فرمایا ہے جب کہ ''فقہ حنفی کے متون وشروح اور فتاوی کا تفصیلی تعارف'' اسی طرح ''اسلام اور بانی اسلام'' دونوں کتابیں ترتیب وتالیف کے مراحل سے گذر رہی ہیں۔

نکاح واولاد۔ ۲۰۰۳ء میں پھول بڑیا کے جناب سلیم میاں کی دختر نیک اختر سے عقد ہوا اور ان کے بطن سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔

پیر طریقت حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب قادری امانت

زیب سجادہ خانقاہ قادریہ سید فضل کریم امانت گھاٹ پیار پور

نام مع ولدیت۔ سید عبدالسلام ابن سید فضل کریم ابن سید قاضی سید فضل الرحمن قادری عرف فضومیاں

تاریخ پیدائش۔ ۷ رصفر المظفر ۱۳۹۷ھ مطابق ۲۷ رجنوری ۱۹۷۷ء بروز جمعرات بمقام کھاٹی ٹولہ پلاس گاچھی۔

گھر کا پتہ۔ امانت گھاٹ پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ قادری سادات گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے جد کریم حضرت سید قاضی فضل الرحمن عرف فضومیاں شیوڑی ضلع بیربھوم مغربی بنگال سے دین وسنیت کی ترویج واشاعت اور خلق خدا کی رشد وہدایت کے لئے سرزمین راج محل کو اپنے قدوم میمونت سے نوازا اور آپ ہی سب سے پہلے یہاں تشریف لائے علاقہ راج محل کے مسلمانوں کا بڑا طبقہ آپکے حلقۂ ارادت میں داخل تھا زندگی کے آخری ایام میں آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت سید شاہ فضل کریم قادری کو اپنا جانشین وخلیفہ بنا کر اہل راج محل کے سپرد کیا۔ حضرت سید شاہ فضل کریم قادری اپنے ایام شباب میں راج محل کے جنگل پاڑہ میں تشریف لائے اور اولاً اسی کو اپنا مستقل مسکن بنایا پھر آخری ایام میں امانت گھاٹ پیار پور میں دوسرا مسکن اختیار فرمایا اور یہیں پر آپ کا وصال پرملال ہوا۔ آپ صاحب طریقت بزرگ شیریں مقال خطیب اور قادر الکلام بنگالی نعت گو شاعر تھے آج بھی ان کی لکھی ہوئی بنگلہ نعتیں زبان زد عام ہیں ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین راج محل کے علاوہ ضلع مالدہ، دیناج پور اور کشن گنج وغیرہ علاقوں میں پھیلے ہیں آپ اپنے دور میں شمع محفل تھے آپ کے بنا علاقہ راج

محل کی دینی محفلیں ناقص وادھوری تصور کی جاتی تھیں۔ قریب نصف صدی تک خلق
خدا کو شریعت وطریقت کے جام سے سیراب کر کے ۲۴؍ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق
۲۳؍فروری ۱۹۷۹ء بروز جمعہ مبارکہ دین وسنیت کا قادری میخانہ کا ساقی داعی اجل کو لبیک
کہا اور معبود حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار پاک پیار پور ہاٹ کھولا (علاقہ راج محل) میں مرجع
خلائق ہے۔ آپ کی دو بیویاں تھیں۔ زوجہ ثانیہ سے دو صاحب زادے حضرت مولانا سید
عبدالسلام صاحب قادری (صاحب تذکرہ) اور حضرت مولانا سید معین الدین صاحب قادری
پیدا ہوئے اور دونوں فی الوقت اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے علاقہ راج محل کے
سنی مسلمانوں کی رشد وہدایت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نشر واشاعت میں مصروف بعمل ہیں۔
تعلیم وتربیت۔ ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں ہی اپنے ماموں منشی فیض الدین
صاحب اور مولانا روح الامین صاحب سے حاصل کی پھر اس کے بعد چند مہینے مالدہ ضلع علی پور
میں حضرت مفتی واعظ الحق صاحب کے تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد چند ایام کے لیے دارالعلوم
اہل سنت سہسوا بازار ضلع بستی میں بھی داخلہ لے کر اکتساب علم کیا۔ پھر باضابطہ مدرسہ دیانت
العلوم بیربنا جام نگر میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب اشرفی اور حضرت مولانا معین الدین
صاحب رضوی سے درجہ اعدادیہ واولیٰ کی تعلیم حاصل کی۔
اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کی کیفیت واسباب اس طرح ہیں۔ سرزمین کربلا (راج
محل میں ۳، ۴، ۵، ۶ جنوری ۱۹۹۵ء کو ایک عظیم الشان تاریخی کانفرنس بنام ''رضائے مصطفی
کانفرنس'' منعقد ہوئی تھی جس میں نابغۂ روزگار علمی وروحانی شخصیات کا ورود مسعود ہوا تھا جن
میں خصوصیت کے ساتھ حضور جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ

الرحمہ والرضوان بریلی شریف مجاہد دوراں علامہ سید مظفر حسین کچھوچھوی امام علم وفن علامہ خواجہ
مظفر حسین رضوی پورنوی علیہما الرحمہ، فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب رضوی پورنوی،
خطیب الہند علامہ صغیر احمد جوکھن پوری اور دیگر سینکڑوں اکابر علما ومشائخ قابل ذکر ہیں۔ اس
کانفرنس کے ناظم ونگراں کی حیثیت سے استاذ العلما مولانا احسان الحق صاحب دانش
کربلا اور کنوینر کی حیثیت سے حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مصباحی رضوی راج محلی
مقیم حال کرناٹک تھے بتایا جاتا ہے کہ راج محل کی تاریخ میں اس طرح کی عظیم کانفرنس کے
انعقاد میں ان دونوں حضرات کی جہد مسلسل کا بڑا حصہ رہا بہر کیف ۶؍جنوری ۱۹۹۵ء کو حضرت
مولانا مفتی منظور صاحب نے اکابر علما ومشائخ کی موجودگی میں سید عبدالسلام صاحب اور ان
کے چھوٹے بھائی سید معین الدین صاحب کو حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کی خدمت میں پہلی
مرتبہ پیش کیا اور خاندانی پس منظر کو بیان کرتے ہوئے تعارف بھی کیے آپ نے فوراً ان
دونوں کو نہ صرف اپنی ارادت میں داخل فرمایا بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کا بھرپور اہتمام کا بھی
حکم دیا اس وقت آپ نے مفتی منظور صاحب کی نگرانی میں خواجہ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین
کو دونوں کا استاذ مقرر فرمایا اور حضرت خواجہ سے گذارش کی کہ آپ ان دونوں کو اپنی شاگردی
میں قبول فرمائیں۔ چنانچہ حکم کے مطابق آنے والے تعلیمی سال کے شوال المکرم میں مفتی
منظور احمد صاحب جوان دنوں دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو میں تدریسی خدمات
پر مامور تھے دونوں سید شہزادوں کو دارالعلوم نورالحق چیرہ محمد پور ضلع فیض آباد یوپی میں
حضور خواجہ علم وفن کی خدمت میں پہونچایا اور یہیں سے دونوں کی اعلیٰ تعلیم کا دور شروع ہوا۔
حضرت سید عبدالسلام صاحب اور حضرت سید معین الدین صاحب خواجۂ علم وفن کی خدمت میں

پہنچ کر بشمول دیگر اساتذہ دارالعلوم نورالحق سے درجۂ ثانیہ تا درجہ فضیلت کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۹۹ء میں خواجۂ علم وفن و دیگر علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ فضیلت کی دستار کے بعد بھی دو سالوں تک حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر مزید علوم وفنون بالخصوص اس درمیان فن تعویذات کے رموز اور قواعد سے بھی آگاہ ہی ملی اور حضور خواجہ علم وفن نے اس کی اجازت بھی عطا کی۔

کچھ دیگر اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ مولانا اقبال احمد صاحب قبلہ حضرت علامہ مولانا مختار الحسن صاحب قبلہ بغدادی اور حضرت مولانا مفتی کمال اختر صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ شہید بغداد حضرت علامہ اسید الحق عاصم القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں شریف، مفتی ذاکر حسین صاحب پورنوی، مولانا عفیف القادری صاحب بدایونی، مولانا احمد رضا پورنوی، مولانا انوار الحق رضوی راج محلی قابل ذکر ہیں۔

بیعت واجازت۔ رضائے مصطفی کانفرنس ۱۹۹۵ء میں ہی دونوں بھائی کم سنی کے عالم میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ میں داخل ہو گئے مگر خلافت واجازت بعد میں عطا ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی منظور صاحب مصباحی کا بیان ہے کہ متعدد بار حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دریافت فرمایا کہ ان دونوں سیدزادوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے ان دونوں کے احوال بیان کیے جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ نے حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں ان کی فراغت کی خبر دی اور دونوں کی دینی سرگرمیوں کا تذکرہ فرمایا تو حضور تاج الشریعہ نے مولانا موصوف کو حکم دیا کہ ان دونوں کو بریلی شریف لے آؤ تا کہ دونوں کو خلافت سے

نوازدیا جائے چنانچہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مفتی منظور صاحب نے مئی ۲۰۱۵ء کو دونوں بھائیوں کو لے کر بریلی شریف پہنچے اور حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے دونوں بھائیوں کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت وخلافت سے نوازا اور اپنے دستخط کے ساتھ سند خلافت عطا کی۔ **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**

حصول تبرک کے طور پر آپ کو خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب مضطر پورنوی دامت برکاتہم القدسیہ سے بھی خلافت حاصل ہے۔

خدمات۔ علاقہ راج محل و مضافات میں من جملہ تمام دینی و مسلکی سرگرمیوں میں آپ کی قیادت ہوتی ہے خود پہونچتے ہیں یا پھر برادر عزیز حضرت مولانا سید معین الدین صاحب قادری مدظلہ العالی باریاب ہوتے ہیں علاقے کے عوام وخواص کے مقتدیٰ ہونے کی حیثیت سے دینی معاملات میں پیش پیش رہتے ہیں۔ خدمت خلق کے طور پر آپ کی دعا تعویذ بھی غیر معمولی اہمیت کی حامل ہے جمعرات و پیر کے دو دنوں میں تعویذ والوں کی ایک بڑی خدمت انجام دیتے ہیں مزاج کے اعتبار سے آپ انتہائی سنجیدہ، خاموش مزاج، کم گو اور پیکر حلم و وقار ہونے کی وجہ سے عوام الناس میں ہر دل عزیز اور مقبولیت عامہ کے حامل ہیں مجموعی طور پر والد گرامی حضرت سید شاہ فضل کریم علیہ الرحمہ کے عکس جمیل کے طور پر ہی لوگ جانتے اور مانتے آرہے ہیں۔

اہم کارنامہ۔

(ا) آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ مدرسہ بحر العلوم سید فضل کریم امانت گھاٹ کا قیام ہے۔ دین وسنیت کی اشاعت کے لیے مذکورہ ادارہ کو آپ نے ۲۰۰۳ء میں اپنے برادر عزیز حضرت مولانا سید معین الدین حسن قادری کی معیت میں قائم فرمایا بلکہ ادارہ کے اہتمام کی ذمہ داری انہیں کے

کاندھے پر رکھی۔ یہ ادارہ بھوڈبی نہر کے کنارے امانت گھاٹ جس پر فی الوقت پختہ پل بن
گیا ہے اور شاہراہ کی طرح دیکھنے میں لگتا ہے پر واقع دو بیگھہ آراضی پر عالیشان دومنزلہ عمارت
دعوت نظارہ دے رہی ہے۔ اور اسی سے متصل مسجد غوثیہ کا قیام ہوا ہے۔ ادارہ ہذا کا معیار تعلیم
اعدادیہ تا درجہ عالمیت مع حفظ وقرأت ہے۔ اساتذہ کی تنخواہوں میں ایک خطیر رقم خرچ کی جاتی
ہے۔ دارالعلوم کے اندر ایک خانقاہ قادریہ بھی قائم ہے جس میں ہفتہ واری حلقۂ ذکر اور تزکیہ نفس کی
محفل منعقد ہوتی ہے ساتھ ہی خانقاہ شریف میں بزرگان دین کے آثار وتبرکات موجود ہیں جن
میں سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے موئے مبارک قابل ذکر ہے ہر سال عید میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے موقع پر اہل ایمان اس کی زیارت کرتے ہیں اور اپنے ایمان میں تازگی پیدا کرتے
ہیں یاد رہے کہ یہ عظیم تبرک حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب کے توسط سے سید شاہ تنویر ہاشمی
مدظلہ النورانی خانقاہ ہاشم پیر بیجاپور سے حاصل کیا ہے۔

(۲) آپ کی سرپرستی میں ہر سال ۲۳، ۲۴ر ربیع النور کو آپنے والد گرامی کی یاد میں عرس
قادری مناتے ہیں اس میں عظیم الشان اجلاس کا اہتمام ہوتا ہے اور ملک کے
مشاہیر علما وخطبا وشعرا تشریف لاتے ہیں۔

(۳) فراغت کے بعد سے ہی علاقہ راج محل کے مان سنگھا گاؤں کی سب سے قدیم
اور مشہور عیدگاہ کے آپ خطیب وامام ہیں۔ اس طرح اور بھی کئی ایک کارنامے پیش نظر ہیں
جنہیں طوالت کی وجہ سے تحریر میں لانا مشکل معلوم ہوتا ہے بہر کیف پند ونصیحت اور وعظ
وتقریر کے ذریعہ خلق خدا کی رہنمائی کے علاوہ آپ کے مریدین کا بھی ایک حلقہ ہے
دور حاضر میں تبلیغ دین اور تصلب فی السنیت کا یہ مؤثر وکارآمد طریقہ ہے اس کے ذریعہ دین

وعقیدہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ علاقہ راج محل کے علاوہ ضلع مالدہ بنگال اور دیناج پور وکشن گنج
علاقوں میں بھی آپ کا وسیع حلقۂ ارادت ہے۔

نکاح واولاد۔ ۳ر ستمبر ۲۰۰۱ء کو آپ کا نکاح محترمہ شہناز بیگم بنت نجیب الحق ساکن محبت ٹولہ پلاس
گاچھی کے ہمراہ ہوا جن کے بطن سے فی الوقت دو صاحب زادے سید فضل رسول ساحل قادری
اور سید فضل الوحید قادری اور ایک صاحب زادی سیدہ فاضلہ بشریٰ آپ کی یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا بدرالدین صاحب آکون بنہ

نام مع ولدیت۔ محمد بدرالدین ابن الحاج حشم الدین شیخ ابن حکومت شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۷۷ء

گھر کا پتہ۔ آکون بنہ پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آباواجداد پیشہ کے اعتبار سے کاشت کار تھے اور علاقے میں کافی زمین
جائداد کے مالک ہونے کی وجہ سے بڑا اثر ورسوخ تھا فضل الٰہی سے خاندان کے کئی لوگ حج
بیت اللہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور مجموعی طور پر نیک اور دین دار گھرانہ مانا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں کے مکتب میں حضرت مولانا یوسف علی صاحب سے ناظرہ وغیرہ کی
پڑھائی مکمل کی پھر مدرسہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے گھر سے باہر سرزمین کلیا چک مدرسہ
منظر اسلام کراری چاند پور ضلع مالدہ میں داخلہ لے کر ابتدائی درجات میں ثالثہ تک کی تعلیم
حاصل کی اس بیچ ایک سال کے لیے دارالعلوم قطب گنج میں بھی زیر تعلیم رہے۔

اعلیٰ تعلیم۔ ثالثہ تا خامسہ کی تعلیم جامعہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک میں حاصل کرنے کے
بعد مرشد آباد کا ایک قدیم اور معروف ادارہ جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیداپور میں دورۂ حدیث تک

پڑھائی مکمل کی اور ۱۹۹۹ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب علیہ الرحمہ، حضرت مولانا ممتاز الدین صاحب، حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب اساتذۂ شیداپور مدرسہ، حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب قطب گنج مدرسہ اور مولانا بہاء الدین صاحب کراری چاند پور مدرسہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ شہزادہ حضور اشرف الاولیا حضرت مولانا سید شاہ جلال الدین اشرف الاشرفی الجیلانی عرف قادری میاں کچھوچھہ شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ مدرسہ فیضان رسول پران پور میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں جب کہ پران پور کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی نبھا چکے ہیں فی الوقت گاؤں کے دینی ملی سماجی کاموں میں رہ نمائی اور اصلاح معاشرہ کے لیے تبلیغ وارشاد میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔

اولاد۔ تین اولاد ہیں ایک لڑکی اور دو لڑکے۔

حضرت مولانا بدرالدین صاحب پران پور

نام مع ولدیت۔ محمد بدرالدین ابن عبدالمجید ابن ہدایت اللہ مرحوم۔

تاریخ پیدائش۔ ۲۱/مارچ ۱۹۷۷ء

گھر کا پتہ۔ مجید ٹولہ سوتھ پلاس گاچھی پوسٹ پلاس گاچھی تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج۔

تعلیم وتربیت۔ کمالتی پور مدرسہ میں قاعدہ بغدادی سے ناظرہ قرآن تک پڑھا پھر اس کے بعد پوری تعلیم جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور تھانہ کلیا چک ضلع مالدہ میں رہ کر حاصل کی اور اسی ادارے سے ۱۹۹۹ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

معروف اساتذہ کرام۔ میں حضرت مفتی عزیر احسن صاحب قبلہ پورنوی، مفتی واعظ الحق صاحب قبلہ پیارپوری، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اور مولانا لطف الرحمن صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں۔

خدمات۔ سوتھ پلاس گاچھی پرائمری اسکول کے آپ ٹیچر ہیں ساتھ ہی مدرسہ فیضان رسول پران پور کے بااثر رکن بھی ہیں انجمن فیضان مصطفی پران پور کے نگراں کی ذمہ داری بھی بحسن وخوبی انجام دیتے ہیں علاقے کے تمام تر دینی ملی اور سماجی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

اولاد۔ ۲۰۰۰ء میں عقد مسنون ہوا اور بفضلہٖ تعالیٰ ۴ لڑکیاں اور ایک لڑکے یادگار کے طور پر موجود ہیں۔

حضرت مولانا نورالحسن صاحب پیارپوری ثم مالدہی

نام مع ولدیت۔ محمد نورالحسن ابن محمد مبارک علی۔

تاریخ پیدائش۔ یکم جون ۱۹۷۹ء۔

گھر کا پتہ۔ پران پور پوسٹ پلاس گاچھی تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

مقیم حال۔ دولت پور پوسٹ مالیہا تھانہ انگلش بازار ضلع مالدہ بنگال۔

خاندانی حالات۔ آپ ایک دین دار اور علم دوست گھرانے میں پیدا ہوئے آبا واجداد مجموعی طور پر متوسط درجے کے کاشت کار تھے کھیتی باڑی ہی اصل کاروبار تھا مگر گنگا ندی کے کٹاؤ کی وجہ سے حالات یکسر بدل گئے آپ کے دوسرے بھائی بھی عالم دین ہیں اور علاقے کی دینی ملی سرگرمیوں کے علاوہ سیاست حاضرہ سے بھی خاصا لگاؤ رکھتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ قاعدہ بغدادی سے ناظرہ وغیرہ کی پوری تعلیم اپنے والد ماجد جناب

مبارک علی صاحب کے پاس حاصل کی پھر ابتدائی درجات کی تعلیم وتربیت اپنے گاؤں کے مدرسہ ادریسیہ میں مولانا ممتاز عالم صاحب کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی پھر اس کے بعد حضرت مولانا کرامت علی صاحب کے مدرسہ رضویہ اشرف العلوم بامون گرام میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ ابتدائیہ واعدادیہ کو مکمل کرنے کے بعد اپنے وطن مالوف راج محل کے مدرسہ دیانت العلوم بیر بنا جام نگر میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب اشرفی مدظلہ العالی کی خصوصی نگرانی میں درجہ ثالثہ تک کی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد متوسطات کی تعلیم کے لیے یوپی کے مشہور ومعروف قدیم ادارہ مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ رابعہ تا درجہ فضیلت کی تحصیل علم کے بعد ۱۹۹۷ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا فداء المصطفیٰ صاحب گھوسی ، حضرت مولانا ڈاکٹر عاصم صاحب گھوسی اور حضرت مولانا ممتاز احمد صاحب سہرساوی قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا افضل حسین صاحب پیار پوری، حضرت مولانا منصور صاحب پیار پوری، حضرت مولانا بہاء الدین صاحب، حضرت مولانا عبدالحنان صاحب ومولانا بدرالدین صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد: تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد ایک سال کے لیے مدرسہ قادریہ بہرام پور مرشدآباد میں تدریسی خدمات انجام دیں مگر دوران طالب علمی سے ہی خطابت سے دلچسپی ہونے کی وجہ سے

دوسرے سال سے ہی اس میدان میں پورے طور پر اتر آئے اور بحمدہ تعالیٰ تا حال سرزمین بنگال میں ایک مشہور خطیب کی حیثیت سے آپ جانے جاتے ہیں وعظ ونصیحت تبلیغ وہدایت اور خصوصیت کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت کا کام ہی اپنا محبوب مشغلہ بنا چکے ہیں اور شہر مالدہ کی مشہور جامع مسجد بی بی گرام میں شاہی امام وخطیب کی حیثیت سے فریضہ انجام دیتے ہیں۔ مولانا موصوف خلیق وملنسار اور صالح نظریات کے حامل عالم دین ہیں مسلک اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت ہی آپ کی تقریر کا محور ہوتا ہے جب کہ سیرت رسول پاک (جیونی) پر بہترین لب ولہجہ میں بولنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اہم کارنامہ۔ آپ نے اب تک دو مدرسوں کو سرپرستی دے کر پروان چڑھایا ہے۔ (۱) مدرسہ قادریہ بہرام پور مرشدآباد (۲) مدرسہ نوریہ غوثیہ گنگارام پور دکھن دیناج پور بنگال۔

اولاد وامجاد۔ کل چار اولاد ہیں۔ دو صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں۔ صاحب زادوں کے نام یہ ہیں۔ غلام اختر اور قمر الحسن۔ صاحب زادیوں کے نام یہ ہے عزیزہ اسما خاتون وتبسم نوری۔

حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مصباحی بیگم گنج

نام مع ولدیت۔ محمد عبدالخالق ابن مظفر حسین ابن محمد محب الحق ابن محمد ثمر الدین شیخ۔

سن پیدائش۔ ۱۹۷۹ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے اباواجداد پہلے دوگاچھی (موجودہ نقشہ میں گنگا ندی پار بنگال کا ایک گاؤں) کے باشندے تھے ندی کے کٹاؤ سے پورا علاقہ دوگاچھی لقمۂ گنگا ہوجانے کے بعد بیگم گنج آکر آپ کے دادا جناب محب الحق آباد ہوئے اور دیاڑا (جزیرہ نما ایریا جو ندیوں

کے بیچ میں واقع ہے) میں کھیتی کر کے اپنا گذر بسر کرتے رہے ماشاءاللہ اپنی ذاتی کھیتی ہونے کی وجہ سے ایک حد تک آپ کے دادا پھران کے بعد آپ کے والد دونوں کو اچھے کاشت کاروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ مولانا کے والدین کریمین دونوں ہی سیدھے سادے اور خلیق وملنسار لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور خاص کر والدہ تو ماشاءاللہ دینی معلومات کے ساتھ ساتھ صوم وصلاۃ کی پابند اور عادت واطوار میں بہت ہی نیک خاتون تھیں۔

ابتدائی تعلیم۔ قاعدہ بغدادی سے لے کر ناظرہ ختم قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم وتربیت منشی ٹولہ مکتب کے منشی گوہر علی مرحوم ومغفور سے حاصل کی پھر اس کے بعد ایک سال حاجی پور بیر بھوم کے ایک مدرسہ میں اور ایک سال مدرسہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک ضلع مالدہ میں رہ کر نحو میر اور ہدایۃ النحو وغیرہ تک کی تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سفر کر کے سرزمین یوپی کے دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو پہنچ کر درجہ ثانیہ میں داخلہ لیا اور ثانیہ ثالثہ دو جماعت کی پڑھائی ادارہ ہذا میں کی پھر جامعہ امجدیہ گھوسی میں جماعت رابعہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملک کی سب سے بڑی مرکزی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور خامسہ تا فضیلت کی پوری تعلیم جامعہ میں حاصل کرنے کے بعد عرس حافظ ملت کے موقع پر ۱۹۹۹ء میں علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ گھوسی، محدث جلیل علامہ عبدالشکور صاحب گیاوی حضرت علامہ محمد احمد صاحب مصباحی بھیروی اور علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی اساتذہ اشرفیہ کے علاوہ مفتی حبیب اللہ صاحب گونڈوی، مفتی آل مصطفی

صاحب کٹیہاری، حضرت مولانا صدر الوری صاحب اساتذہ امجدیہ اور علامہ محمد عبدالمبین صاحب نعمانی، حضرت مولانا نفیس احمد صاحب اور حضرت مولانا مفتی منظور صاحب راج محلی اساتذہ دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ اور حضرت مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی اور مولانا کتاب الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب راجوڑہ، حضرت مولانا مفتی شاہ جہاں صاحب بیر بھوم، حضرت مولانا احتشام صاحب نوادہ، مولانا عبدالجلیل سمستی پوری اور مولانا مجیب الرحمن صاحب کلیا چک قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ مصباح العلوم قالو پور بہرام پور ضلع مرشدآباد سے درس وتدریس کا آغاز کیا تقریباً ایک سال تک ادارہ ہذا میں پڑھانے کے بعد اسی علاقے کے ایک دوسرے ادارے مدرسہ درس نظامیہ سلطان پور ضلع مرشدآباد میں تقریباً سات سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے پھر اس کے بعد اپنے وطن مالوف کا معیاری ادارہ دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں درس وتدریس کے لیے مامور ہوئے اور اس ادارے میں پانچ سال تک درس دیا پھر اس کے بعد ادارے کے سرپرست کے حکم سے کلیا چک مالدہ کا مشہور ادارہ کلیمیہ سراجیہ غریب نواز مشن دریاپور میں تقرری ہوئی چوں کہ دونوں ہی ادارے کے سرپرست ایک ہی ہیں اس لیے مدرسین کے ردوبدل کو ٹرانسفر سے تعبیر کیا جاتا ہے بہر حال گلشن کلیمی سے ٹرانسفر ہو کر دریاپور مشن میں آگئے اور یہاں پر گذشتہ

تین سالوں سے بحیثیت مدرس نام زد ہیں لاک ڈاؤن کی وجہ سے چوں کہ ادارہ بند ہے اس
لیے باضابطہ طور پر مدرسہ کھلنے کے بعد بہت حد تک ممکن ہے کہ اپنے اعتبار سے دوسرے
ادارے کا انتخاب کریں۔ یہ تو تھی مولانا موصوف کی تدریسی زندگی کی ایک جھلک یاد رہے کہ
مولانا عبدالخالق صاحب ایک سنجیدہ ذی استعداد اور باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ
ساتھ سنجیدہ اور خاموش مزاج کے متحمل ہیں اپنے کام سے مطلب رکھتے ہیں اور جو ذمہ داری
دی جاتی ہے اس کو کما حقہٗ نبھانے کی کوشش کرنا ان کی عادت میں داخل ہے اب تک جن
مدرسوں میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دی ہیں ان کے اراکین بخوبی اس بات کی گواہی
دیتے ہیں۔ چوں کہ موروثی کھیتی باڑی اب بھی ہے اس لیے جب کھیتی کا وقت آتا ہے تو کھیت
میں کام کرنا اپنے لیے عار نہیں سمجھتے اسی طرح مدرسہ کی تعلیم سے خالی ٹائم میں تعلیم کو عام کرنے
کے لیے محلہ میں جگہ جگہ حلقہ بنا کر تعلیم دنیا بھی اپنے لیے بے عزتی اور ہتک کی بات نہیں مانتے
کیوں کہ تبلیغ دین کے لیے یہ ایک موثر طریقہ ہے بلکہ علماے کرام کو ایسا کرنا بھی چاہئے۔

نکاح واولاد۔ ۲۰۰۰ء میں بنگال کے بامون گرام (شجاع پور) میں عقد مسنون ہوا۔ ان کے
بطن سے دو صاحب زادے پیدا ہوئے چھوٹے صاحب زادے ماشاء اللہ عالم دین ہونے
والے ہیں اور بڑے صاحب زادے انٹر کا امتحان ۲۰۲۱ء میں دیں گے۔

حضرت مولانا اسماعیل صاحب اشرفی کٹھل باڑی

خطیب وامام جامع مسجد ملکی ضلع مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد اسماعیل ابن محمد وارث علی ابن محمد تعریف

پیدائش۔ یکم جون ۱۹۷۹ء

گھر کا پتہ۔ مقام و پوسٹ کٹھل باڑی (بڑا) تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آباواجداد مجموعی طور پر شریف اور نیک تھے صوم وصلاۃ کی پابندی عام
طور پر دیکھی جاتی تھی آپ کے والد ماجد انتہائی علم دوست آدمی تھے علماے کرام کی قدر اس حد تک
کرتے تھے کہ مولانا جو آپ کے بیٹے ہیں ان کے لیے بھی کرسی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے تھے
حالاں کہ باپ کے اس متواضعانہ عمل سے مولانا کو شرمندگی کا احساس ہوتا تھا۔ پیشہ کے اعتبار سے
کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ والد گرامی یکہ (گھوڑا گاڑی) کی سواری کے کام بھی کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ قاعدہ بغدادی سے عم پارہ وغیرہ کی تعلیم اپنے محلے کے مکتب میں جناب
منشی سراج مؤمن سے حاصل کی پھر اس کے بعد حاجی پور ضلع بیر بھوم کے ایک مدرسہ میں ناظرہ
کی پڑھی ہوئی کتابوں کو دوبارہ پڑھنے میں ایک سال کا مزید وقت صرف ہوا اور کچھ ابتدائی
اردو فارسی وغیرہ بھی پڑھا پھر اس کے بعد حضرت مولانا کرامت علی صاحب کے زیر سایہ رہ کر
مدرسہ رضویہ اشرف العلوم بامون گرام مالدہ میں کچھ ابتدائی درجات کی تعلیم مکمل کی اور اس کے
بعد جامعہ کلیمیہ سراج العلوم دریا پور (غریب نواز مشن) میں درجہ ثانیہ کی تکمیل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یوپی جانے کا عزم کیا چناں چہ گھر سے سیکڑوں
میل سفر کر کے مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع مئو یوپی پہنچ کر درجہ ثالثہ میں داخلہ

لیا اور دو سال تک ادارہ ہذا میں تحصیل علم کیا پھر تیسرے سال جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں
داخلہ لے کر خامسہ کی تعلیم یہیں مکمل کی کچھوچھہ میں طبیعت خراب ہوجانے کی وجہ سے ایک
سال کے بعد ہی گھر آگئے اور دوبارہ وہاں نہ جا کر اپنے علاقہ سے قریب کے مدرسہ قادریہ
مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ میں داخلہ لے لیا اور فضیلت تک کی باقی درجات کی تعلیم ادارہ
مذکورہ میں حاصل کر کے ۱۹۹۶ء میں علی پور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر علماے کرام ومشائخ
عظام کے ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے فراغت کے بعد تحقیق فی الفقہ کے مقصد
سے دوبارہ کچھوچھہ شریف آئے اور چند مہینوں تک تحقیق کا کورس کرنے کے بعد سرزمین بریلی
شریف سے بھی اکتساب علم کا ارادہ بن گیا اور بیچ سال میں بریلی شریف آگئے اور جامعہ
منظر اسلام میں تبرکاً داخلہ لے کر دوبارہ ۱۹۹۷ء میں سند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ مفتی عزیز حسن صاحب پورنوی مولانا کتاب الدین صاحب سٹاری،
مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی اساتذہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور اور مفتی رضاء الحق
صاحب اشرفی راج محلی، حضرت مولانا غلام غوث صاحب پورنوی، حضرت مفتی معین الدین
صاحب اساتذہ جامع اشرف کچھوچھہ شریف، حضرت مولانا مفتی ظہیر حسن صاحب ادروی،
مولانا بدر الدجی صاحب رضوی اساتذہ ضیاء العلوم خیرآباد اور علامہ سید عارف حسین صاحب،
حضرت مولانا عبد الخالق صاحب پورنوی، حضرت مولانا مفتی بہاء المصطفی صاحب قادری
اساتذۂ منظر اسلام بریلی شریف قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا فہیم اختر صاحب مصباحی دیناج پوری، حضرت
مولانا راحت حسین صاحب کٹیہاری، مولانا احمد رضا صاحب کٹیہاری اور حضرت مولانا مفتی

اسد اللہ صاحب دیناج پوری قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور اشرف الاولیا سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف۔

خدمات۔ ۱۹۹۹ء میں تدریسی خدمات کا آغاز ہوا سب سے پہلے مدرسہ کلیمیہ فیضان رسالت
ملکی ضلع مالدہ میں بحیثیت مدرس تقرری ہوئی اور مسلسل سات سال تک بحسن وخوبی تدریسی
خدمات انجام دیں مگر ادارہ کے سرپرست کے حکم سے کانو پور مرشدآباد کے ایک مدرسہ میں
بحیثیت صدر المدرسین بھیج دیا گیا اور کچھ ہی دنوں تک خدمات انجام دینے کے بعد والدہ کی
بیماری کی خبر پاکر گھر آگئے۔ گھر آنا ادارہ کے منتظمین کو ناگوار گذرا جس کی وجہ سے مستعفی
ہونا پڑا پھر اس کے بعد اعلیٰ حضرت مشن امرتی مالدہ میں بحیثیت صدر المدرسین منتخب ہوئے
اور کچھ دنوں تک اس فرض منصبی کو نبھانے کے بعد جامع مسجد ملکی مالدہ کے منتظمین کی دعوت
پر بحیثیت امام وخطیب مقرر ہوئے جو آج تک اسی منصب پر فائز رہ کر دینی خدمات انجام
دیتے آرہے ہیں۔ مولانا اسماعیل صاحب کتابی صلاحیت کے ساتھ خلیق وملنسار اور اعلیٰ
اخلاق وکردار کے مالک ہیں خدمات دینیہ کا جذبہ صادقہ رکھ کر امامت کا فریضہ انجام دیتے
ہیں تنخواہ دار امام کی حیثیت سے نہیں بلکہ دین کے مبلغ کی حیثیت سے علاقے کی خدمت
کررہے ہیں بتایا جاتا ہے کہ ملکی جامع مسجد کے امام بننے کے بعد آپ نے نماز کی تحریک چلائی
اور اس کے لیے خود بھی کافی جدوجہد کیا الحمدللہ اس میں آپ کو کامیابی ملی اور پورا علاقہ نمازی
بن گیا جمعہ کے علاوہ پنج وقتہ جماعت میں مسجد سے باہر میدان میں بھی لوگوں کی صف لگنی شروع
ہوگئی نتیجتاً ارکان مسجد کو توسیع مسجد کی ضرورت محسوس ہونے لگی اور آپ کی نگرانی میں تعمیر جدید
کا کام شروع ہوگیا اس طرح اہل ملکی کے تعاون سے شاہ راہ پر واقع ضلع مالدہ کی نامی گرامی

مسجدوں میں سے ایک ملکی جامع مسجد بھی بن گئی اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک نمایاں خدمات
علاقے کے لیے آپ نے انجام دیا ہے۔ آپ کی وعظ ونصیحت سے متاثر ہوکر کتنے شرابی
جواری اور زنا کار تائب ہوئے اور راہ راست پر گام زن ہوکر آج نیکوں کے صف میں کھڑے
نظر آرہے ہیں اس کی کئی ایک نظیر خود ملکی میں مل سکتی ہے۔ امامت کے ساتھ ساتھ آپ ایک
کتب خانہ بھی چلا رہے ہیں دینی کتابوں کی خرید وفروخت کے بارے میں بزرگوں کا کہنا ہے
کہ اس تجارت میں روزی روٹی کے ساتھ ساتھ خدمت دین بھی پنہاں ہوتی ہے یعنی یہ
کاروبار بھی ہے اور تعلیمات اسلامیہ کو عام کرنا بھی ہے۔

اولاد۔ دو صاحب زادے اور ایک صاحب زادی آپ کی یادگار میں سے ہیں صاحب زادوں
کے نام (۱) محمد شاہد رضا (۲) محمد احمد رضا اور صاحب زادی کا نام عشرت پروین ہے۔

حضرت مولانا عبدالرقیب صاحب راجوڑہ راج محل

نام مع ولدیت۔ محمد عبدالرقیب ابن قباد شیخ مرحوم

تاریخ پیدائش۔ یکم جنوری ۱۹۷۸ء

گھر کا پتہ۔ راجوڑہ پوسٹ راج محل تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالت۔ آبا واجداد مالی اعتبار سے مفلوک الحال تھے مگر اپنی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ
دین داری کا ماحول گھرانے میں اچھا پایا جاتا تھا آپ کے والد گرامی منشی تھے یعنی پہلے زمانے
کے ضروری مسائل کے عالم دین۔ بتایا جاتا ہے کہ بہار شریعت اور پہلی فارسی وغیرہ کو زبان
زد کر چکے تھے ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ میرا بیٹا عالم دین بنے مگر افسوس کہ وہ دن آنے سے

پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا اور بچپنے میں ہی مولانا عبدالرقیب صاحب والد گرامی کے سایہ سے
محروم ہو گئے اور دوسرا کوئی ان کے قائم مقام نہ ہونے کی وجہ سے تحصیل علم کے اخراجات بہت
مشکل سے حاصل ہوتے تھے بلکہ اسی وجہ سے عالمیت کی دستار کے بعد تعلیم موقوف ہو گئی۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ وغیرہ کی پڑھائی مدرسہ کلیمیہ حسینیہ امینیہ لکھی پور پھول بڑیا راج محل میں
حاصل کی پھر اس کے بعد درجہ اولیٰ تک کی تعلیم مدرسہ نظامیہ سراج العلوم کسٹو پور کلیا چک ضلع
مالدہ بنگال میں حاصل کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یوپی کا سفر کیا اور سب سے پہلے دارالعلوم قادریہ
چریا کوٹ ضلع مئو میں داخلہ لیا دو سال تک ادارہ ہذا میں رہ کر ثانیہ وثالثہ کی تعلیم مکمل کرنے
کے بعد ضیاء العلوم خیرآباد ضلع مئو میں داخلہ لیا اور یہاں پر رابعہ خامسہ وسادسہ کی کتابوں
کا درس لے کر ۱۹۹۸ء میں دستار عالمیت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی، حضرت علامہ مولانا نفیس
احمد صاحب بارہ بنکوی، حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب راج محلی اساتذہ دارالعلوم
قادریہ چریا کوٹ اور مفتی ظہیر حسن صاحب ادروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت مولانا بدر الدجی
صاحب رضوی اساتذہ ضیاء العلوم خیرآباد قابل ذکر ہیں اور ابتدائی تعلیم کے اساذ حضرت
مولانا مسلم حسین صاحب نوری اور قاری غیاث الدین صاحب کے نام خصوصی اہمیت کے
حامل ہیں ساتھ ہی تبرکاً درس بخاری کے لیے ایک گھڑی کے استاذ کی حیثیت سے حضور خواجہ علم
وفن علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ والرضوان کا اسم گرامی بھی قابل ذکر ہے۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب مصباحی استاذ دارالعلوم مجاہد ملت

دھام نگر اڑیسہ، حضرت مولانا علاء الدین صاحب اور مولانا عثمان علی صاحب راجوڑا قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں قدری علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف سے نسبت بیعت وارادت ہے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے ہی علاقے کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کی خدمات انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی علاقے کی تمام تر ملی مسلکی اور سماجی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ علمی صلاحیت بہت بلند نہ ہونے کے باوجود خلوص وللّٰہیت اور تواضع وانکساری کے سبب عوام الناس میں کافی مقبولیت حاصل ہے اور لوگوں میں کام کا ''مولانا'' سمجھا جاتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر پورے طور پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ تبلیغ دین اور اشاعت مسلک میں خوب حصہ لیتے ہیں مشربی رسہ کشی کی منحوس گھڑی میں بنام اہل سنت تمام علمائے کرام سے خواہ کسی بھی مشرب کے ہوں سب سے اچھے تعلقات کا مظاہرہ کیا اور ایک پلیٹ فارم پر لانے کی خوب کوشش بھی کی جو الحمد للہ آج اس کا اچھا نتیجہ برآمد ہوتا ہوا نظر بھی آتا ہے کہ لوگوں نے ایک حد تک پیری مریدی والی کھینچ تان سے پرہیز کرنا شروع کردیا ہے ساتھ ہی علاقے کا مشہور ادارہ دارالعلوم گلشن کلیمی کی تعمیر وترقی کے لیے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی کے دوش بدوش خوب محنتیں کی۔

اولاد۔ ایک لڑکے اور پانچ لڑکیاں آپ کی یادگار ہیں۔

پیر طریقت حضرت مولانا سید معین الدین حسن قادری

نائب سجادہ نشین خانقاہ قادریہ سید فضل کریم امانت گھاٹ پیارپور

نام مع ولدیت۔ سید معین الدین حسن قادری ابن سید فضل کریم ابن سید فضل الرحمٰن عرف فضو میاں قادری۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۰؍رجب المرجب مطابق ۶؍جون ۱۹۷۹ء بروز بدھ بمقام کھاٹی ٹولہ پلاس گھاچھی تحصیل راج محل۔

گھر کا پتہ۔ امانت گھاٹ پوسٹ پیارپور تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ دین وسنیت کی خدمت اور تصوف وطریقت کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت اس خاندان کا پشتوں سے مشغلہ رہا ہے، اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے جد کریم حضور سید شاہ فضل الرحمٰن المعروف فضو میاں علیہ الرحمہ والرضوان مغربی بنگال سیوڑی ضلع بیر بھوم سے چل کر راج محل تشریف لائے یوں تو آپ خاندانی رئیس تھے کافی زمین وجائیداد کے مالک تھے، اس کے باوجود فقیری لباس میں رہ کر سادی زندگی گزر بسر کرتے تھے، اللہ والوں کو دولت کہاں راس آتی ہے، جنہیں اللہ کی معرفت حاصل ہوجائے ان کی نظروں میں دنیاوی دولت کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی، جد کریم نے سیوڑی شہر میں کافی زمین یوں ہی مفت میں گورمنٹ کو دے دیا تھا اور رشد وہدایت کا چراغ ہاتھوں میں لے کر نکل پڑے تھے، اپنی زندگی کے اخیر دنوں میں راج محل تشریف لائے اور لوگوں کی اصلاح فرماتے رہے اور کافی لوگوں کو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل سلسلہ بھی فرمایا، راج محل کا دورہ متعدد بار فرمایا، لیکن جب اخیر مرتبہ تشریف لائے تو اپنے ساتھ اپنے اکلوتے اور چہیتے فرزند یعنی میرے والد بزرگوار حضور سید شاہ فضل کریم علیہ الرحمہ کو نو عمری میں اپنے ہمراہ لے کر آئے، اور انہیں

اپنے مریدوں کے درمیان چھوڑ کر چلے گئے اور چند دنوں کے بعد وصال فرما گئے، میرے
ابا حضور سید شاہ فضل کریم علیہ الرحمہ تب سے راج محل ہی کے ہو کر رہ گئے، اور یہیں پر بس
گئے، اور پھر راج محل کو سیدوں کا آماج گاہ بنا دیا، اور اپنی تقریر، وعظ ونصیحت اور بنگلہ زبان
میں نعتیہ شاعری کے ذریعہ تادم حیات دین وسنیت کی ترویج واشاعت فرماتے رہے۔

ابتدائی تعلیم۔آغاز تعلیم اپنے گھر میں ماما منشی الحاج فیض الدین صاحب اور مولانا روح الامین
صاحب سے کی۔قرآن مجید اور اردو کی کچھ کتابیں مغربی بنگال، نورپور مدرسہ سفیریہ میں رہ
کر مولانا عبدالخالق صاحب سے حاصل کی، بعدہ از اعدادیہ تا اولیٰ کی تعلیم مدرسہ دیانت العلوم
جام نگر میں مولانا عبدالحق ومولانا معین الدین صاحبان سے حاصل کی اور کچھ دنوں کے لیے
دارالعلوم اہل سنت صدرالعلوم سسوا بازار ضلع بستی یوپی میں رہ کر کچھ کتابوں کی تعلیم پائی۔

اعلیٰ تعلیم۔سن ۱۹۹۵ء میرے محسن، میرے محب حضرت مفتی منظور احمد مصباحی رضوی
صاحب قبلہ کی انتھک محنت وکاوش سے سرزمین کربلا راج محل میں اکابر علماومشائخ کا ایک
نورانی قافلہ اترا تھا جس میں میرے شیخ حضور سیدی ومرشدی سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ،
امام علم وفن خیر الاذکیا حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی علیہ الرحمہ، مجاہد دوراں حضرت سید
مظفر حسین، ایم ،پی علیہ الرحمہ، فقیہ النفس مناظر اہل سنت حضرت مفتی مطیع الرحمن رضوی
صاحب قبلہ، حضرت علامہ قاری صغیر احمد جوکھن پوری صاحب قبلہ وغیرہ تشریف لائے تھے،
اسی پروگرام میں حضرت مفتی منظور احمد صاحب قبلہ نے حضور سیدی سرکار تاج الشریعہ علیہ
الرحمہ سے ہم دونوں بھائیوں کی تعلیم وتربیت سے متعلق تذکرہ کیا تو حضور تاج الشریعہ علیہ
الرحمہ نے حضرت امام علم وفن خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو اپنے آرام گاہ میں بلا کر ارشاد فرمایا کہ

ان دونوں شہزادوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری آپ کو دیتا ہوں آپ ان دونوں کو اپنی نگرانی
میں رکھ کر تعلیم دیں، اور پھر ان دونوں بزرگوں نے حضرت مفتی منظور احمد صاحب قبلہ کو یہ ذمہ
داری سونپی کہ آپ ان دونوں کو چرہ محمد پور فیض آباد پہنچائیں، پھر شوال کے مہینے میں حضرت
مفتی منظور احمد صاحب قبلہ نے ہم دونوں کو ساتھ لے کر فیض آباد پہنچے، میں یہاں حضرت مفتی
منظور احمد صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا کہ اس مخلص وہمدرد انسان نے ہم
پر جو شفقتیں، محبتیں اور کرم نوازیاں فرمائی ہیں کہ شاید کوئی سگا بھائی بھی نہیں کرتا، آج ہم جس بھی
منزل ومقام پر ہیں اس میں حضرت مفتی صاحب قبلہ کی شفقت ومحبت ان کی سوچ وفکر اور ان کی
قربانیاں شامل ہیں ہم حضرت مفتی صاحب قبلہ کا بے حد ممنون ومشکور ہیں پروردگار ان کے علم
وفضل اور حیات وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔پھر کیا تھا ان بزرگوں کے کرم سے علم
وحکمت کے ایسے سمندر کے کنارے پہنچ گئے کہ کسی اور دریا، ندی، نہر کی طرف جانے کی ضرورت
ہی نہ پڑی اپنی بساط بھر وہیں غوطہ لگاتا رہا اور جماعت ثانیہ سے لے کر فضیلت تک اور فضیلت
کے بعد مزید دوسال تخصص میں حضور امام علم وفن کی خدمت میں رہ کر اکتساب علم کیا۔

مشہور اساتذہ کرام۔امام علم وفن خیر الاذکیا حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ، حضرت
علامہ مولانا اقبال احمد صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا مختار الحسن صاحب قبلہ بغدادی
، حضرت مولانا مفتی کمال اختر صاحب، حضرت علامہ مولانا صفی اللہ صاحب بستی، حضرت
علامہ مولانا عبدالودود صاحب جمداشاہی اور حضرت علامہ مولانا عبدالقدوس مصباحی سالک
بستوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔شہید بغداد حضرت علامہ اسید الحق عاصم القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بدایوں شریف، حضرت مفتی ذاکرحسین صاحب پورنوی، حضرت مولانا عطیف القادری صاحب بدایونی، حضرت مولانا احمد رضا پورنوی، حضرت مولانا تبریز رضا افقر پورنوی ،حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب پورنوی ، حضرت مولانا مفتی اشرف جیلانی صاحب ،حضرت مولانا انوار الحق رضوی راج محلی ، حضرت مولانا ذوالنون مصری صاحب پورنوی اور حضرت مولانا صدام حسین چتر ویدی سیتامڑھی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ فی الہند فقیہ اسلام جانشین حضور مفتی اعظم ہند سیدی ومرشدی حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا ازہری علیہ الرحمہ والرضوان سے شرف بیعت وخلافت حاصل ہے۔**(اتنی تحریر آپ نے خود اپنے قلم سے عنایت کی جیسے من وعن رکھا گیا)**

خدمات۔اپنے برادر محترم سید عبد السلام صاحب قادری کے دوش بدوش تمام تر دینی وملی ومسلکی سرگرمیوں کی قیادت کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ مدرسہ بحر العلوم سید فضل کریم امانت گھاٹ کے قیام میں آپ برابر کے شریک رہے ساتھ ہی آپ کی صدارت میں ہر سال ۲۳، ۲۴ ؍ربیع الاول کو والد گرامی کی یاد میں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ عرس قادری منایا جاتا ہے جو بالاستیعاب قریب ۲۰ ؍سالوں سے منعقد ہوتا آ رہا ہے۔آپ بادل ٹولہ جام نگر کی عید گاہ کے خطیب وامام ہیں اہل علاقہ کے لوگ اعزازاً آپ کو عیدین کے امام منتخب کر کے اپنے لئے فخر محسوس کرتے ہیں۔اس کے علاوہ آپ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ علاقہ راج محل وقرب وجوار میں نامور خطیب اور خوش لحن نعت گو شاعر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں آپ کو فن خطابت وشاعری میں قدرت نے بڑا ملکہ عطا فرمایا ہے ریاستی وملکی پیمانے پر بڑے بڑے اجلاس وکانفرنس میں آپ نے شرکت کی ہے آپ کی خطابت کا ایک

بڑا حصہ مسلک اعلیٰ حضرت کی بیبا کی کے ساتھ ترجمانی ہے دوران تقریر اعلیٰ حضرت ومفتی اعظم ہند یا پھر اپنے پیر ومرشد حضور تاج الشریعہ کے نعتیہ کلام کو جب گنگناتے ہیں تو مجمع میں کیف وسرور کا سماں بندھ جاتا ہے اور سامعین بے خود ہو کر مزید سنانے کی فرمائش کرنے لگتے ہیں حقیقت میں یہ صفت اپنے والد گرامی حضور سید فضل کریم اور پیر ومرشد حضور تاج الشریعہ علیہما الرحمہ سے ورثہ میں ملی ہے۔

اہم کارنامہ۔

(۱) آپ امانت گھاٹ سے نکلنے والے جلوس محمدی بموقع عید میلاد النبی کی قیادت کرتے ہیں ہزاروں لوگ عشق رسول میں ڈوب کر اپنے آقا کی ولادت کی خوشی میں آپ کے پیچھے پیچھے علاقہ کا گشت کرتے ہیں ایک سال بارہ ربیع الاول شریف کے دن مشہور ہو گیا کہ بالوگاؤں والے دیوبندی لوگ آپ کو گھیر لئے ہیں یہ خبر سن کر علاقے کے عقیدت مند لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس گاؤں کا محاصرہ کر لیے اور حملہ ہونے ہی والا تھا کہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے شرارتی طبقوں نے یہ بات اڑائی ہے مگر اس کی وجہ سے اس گاؤں میں ایک حد تک سنیت بیداری پیدا ہو گئی نتیجۃً اس کا ایک محلہ پورا کے پورا دیوبندیت سے تائب ہو کر سنیت میں داخل ہو گیا۔

(۲) دین وسنیت کی تبلیغ کے لیے انجمن رضاے مصطفی کے نام سے پیار پور مضافات میں ایک تنظیم قائم ہوئی اور علماے کرام نے بالاتفاق بحیثیت صدر انجمن آپ کو منتخب کیا۔

(۳) علاقہ راج محل میں باضابطہ کوئی ہلال کمیٹی نہیں تھی جس کی وجہ سے عیدین اور دیگر مبارک مہینوں کی تعیین تاریخ میں اختلاف ہو جانا ایک عام بات ہو چکی تھی۔علماے کرام نے عموماً اور آپ نے خصوصاً اس کی طرف توجہ دی اور ہلال کمیٹی بنائی گئی الحمد للہ علماے کرام نے اس

کے لیے بھی آپ کو سرفہرست نامزد کیا اور آپ کی قیادت میں جو فیصلہ ہوتا ہے اسی کو قابل قبول تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح اور بھی آپ کے کارنامے گنائے جاسکتے ہیں خوف طوالت کی وجہ سے اتنے میں بس کیا جاتا ہے۔

نکاح واولاد۔ زوجہ اولیٰ محترمہ نسیمہ صاحبہ کے بطن سے فی الوقت ۳ صاحب زادے سید منظر حسن، سید نعمان اصغر اور سید کامران حسن پیدا ہوئے اور ایک صاحب زادی سیدہ صغری آپ کی یادگار میں سے ہیں۔ زوجہ ثانیہ۔ محترمہ شمیمہ صاحبہ سے فی الوقت دو صاحب زادے سید بایزید حسن اور سید رہبر حسن یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا عبد الجبار صاحب علیمی اشرفی پیار پور

استاذ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف ضلع مالدہ

نام مع ولدیت۔ عبد الجبار ابن محمد نوشاد علی مرحوم

تاریخ پیدائش۔ ۱۴؍دسمبر ۱۹۷۹ء

گھر کا پتہ۔ امانت پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپکا خاندان مجموعی طور پر دین دار اور شریف لوگوں پر مشتمل مشہور و معروف خانوادہ ہے آپ کے والد گرامی ایک نیک سیرت اور جفاکش انسان تھے جن کا مشغلہ کاشت کاری تھا انھوں نے محنت و جستجو اور خوش دلی و نیک نیتی کے ساتھ اپنی اولاد کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جو آج الحمد للہ بطور صدقۂ جاریہ اپنی قبر میں اپنے لخت جگر عالم دین کی دینی خدمات کا صلہ ضرور پا رہے ہوں گے۔

تعلیم وتربیت۔ مولانا موصوف نے ابتدائی تعلیم امانت سینٹر مدرسہ پیار پور میں حاصل

کیا اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مرکز علم دانش دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی کا رخ کیا اور ۱۹۹۴ء میں درجہ ثالثہ میں داخلہ لے کر مسلسل چھ سال تک پورے استقلال کے ساتھ اپنے وقت کے عظیم اساتذہ سے اکتساب علوم وفنون کرتے رہے اور کمال شوق و جستجو کے ساتھ درس نظامی کی تکمیل فرمائی اور ۱۹۹۹ء میں سند دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور شیخ القرآن علامہ عبد اللہ خاں عزیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علامہ مولانا قمر عالم صاحب اشرفی مدظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب قادری مصباحی، علامہ فروغ احمد اعظمی مصباحی، حضرت علامہ مولانا مسیح احمد صاحب قبلہ۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت علامہ مولانا محب احمد صاحب استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، حضرت مولانا ڈاکٹر عبد السلام صاحب بستوی، مولانا ڈاکٹر رضوان صاحب بہرائچ، حضرت مولانا علی منظر صاحب نیپالی، حضرت مولانا معراج احمد صاحب قادری کشن گنج۔

بیعت وارشاد۔ حضور شہزادۂ اشرف الاولیا علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ (قادری میاں) سے مرید ہیں۔

خلافت۔ حضور پیر و مرشد نے ۲۰۱۹ء میں مخدوم اشرف مشن کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر خلافت سے نوازا۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ جامع العلوم مرکز اہل سنت پرن پور، آسنسول بنگال سے تدریسی خدمات کا آغاز کیا ادارہ ہذا میں صرف ایک سال تک آپ نے درس دیا پھر وہاں سے مستعفی ہو کر اپنے پیر و مرشد کے مشہور و معروف ادارہ اور بنگال کی مرکزی درس گاہ الجامعۃ الجلالیۃ العلائیۃ الاشرفیہ معروف بہ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف ضلع

مالدہ بنگال میں تشریف لائے اور نئے عزم وارادے کے ساتھ ادارے کو فروغ دینے اور تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے مقصد سے پوری تن دہی سے جٹ گئے اور اب تک کی تقریباً اکیس سالہ تدریسی خدمات نے جامعہ کی تاریخ میں ایک نمایاں نقوش قائم کردیئے آپ ایک کہنہ مشق مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ عصری علوم میں بھی کافی مہارت رکھتے ہیں مدرسہ کے تقریباً تمام علوم رائجہ میں درک وکمال حاصل ہے ایک معیاری ادارے میں کافی دنوں سے ان علوم وفنون کی تعلیم دیتے آرہے ہیں آپ کی ذات سے طالبان علوم نبویہ کی ایک کثیر تعداد نے علم حاصل کیا اور آج بھی کررہے ہیں آپ کے باکمال تلامذہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔

اولاد۔آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ نام یہ ہیں۔محمد روح الدین اشرفی، محمد ظفیر الحسن اشرفی، محمد فخر الحسن اشرفی، محمد شمس الدین اور صاحب زادی عزیزہ فضیلہ فاطمہ ہیں۔

حضرت مولانا سلطان صاحب کلیمی پیار پور

نام مع ولدیت۔محمد سلطان ابن حضرت علامہ مولانا تیمور علی کلیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

سن پیدائش۔۱۹۷۹ء

گھر کا پتہ۔پیار پور پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔آپ مشہور زمانہ سیر النبی (جیونی) بیان کرنے والے حضرت مولانا تیمور علی علیہ الرحمہ کے چھوٹے صاحب زادے ہیں آپ کے خاندان کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ کوئی سات آٹھ پشت پہلے حسن خاں نام کے آدمی افغانستان سے آکر راج محل کے سرسی میں آباد ہوئے تھے انہیں کی اولاد میں مولانا موصوف کے آباواجداد کا تعلق بتایا جاتا ہے بہر کیف علاقہ پیار پور میں آپ کے خاندان کے لوگ عام طور پر کھیتی باڑی اور کاشت کاری ہی کرتے تھے

مگر فی الوقت کچھ لوگ تجارت کی طرف بھی بڑھنے لگے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔اپنے والد گرامی کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ صدامیہ پیار پور میں آپ نے ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر ابتدائی اردو فارسی کو از بر بنانے کے لیے آہیرن ضلع مرشد آباد بنگال کے ایک مدرسہ میں کچھ دنوں تک تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے۔

اعلیٰ تعلیم۔مدرسہ منظر اسلام کراری چاند پور کلیا چک ضلع مالدہ اور جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور تھانہ کلیا چک میں متوسطات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بقیہ اعلیٰ تعلیم کے لیے یوپی کے ظفر آباد ضلع جون پور کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا اور یہیں سے ۱۹۹۹ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے ساتھ ہی شمس الہدیٰ پٹنہ سے بھی اسی سال فاضل (بورڈ) کی سند حاصل کی۔

مشہور اساتذہ کرام۔حضرت مولانا عبد الخالق صاحب اشرفی حسن ٹولہ، حضرت مولانا رئیس الدین صاحب رضوی کربلا، حضرت مولانا معین الدین صاحب کربلا قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب آہیرن مرشد آباد، مولانا عطاء اللہ صاحب کراری چاند پور کلیا چک اور مولانا منصور صاحب پیار پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔تاج العرفاء سید مسرور احمد کلیمی چشتی القادری علیہ الرحمہ شاہ جہاں پور یوپی۔

خدمات۔فراغت کے بعد کچھ دنوں تک مدرسہ صدامیہ پیار پور میں درس وتدریس کا کام انجام دیا پھر اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کی علمی اور دینی وراثت کے طور پر تقریر وخطابت کو ہی اپنا دائمی معمول بنا کر سیرت النبی (جیونی) کے جلسوں میں مقرر خصوصی کی حیثیت سے دین ومسلک کی خدمات انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی مدرسہ صدامیہ کی تمام تر نگرانی بھی آپ کے ذمہ ہے علاقے کی دینی ملی اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی پیش پیش رہتے ہیں والد گرامی

کی طرح آپ بھی اعلیٰ حضرت سے دیوانگی کی حد تک عقیدت رکھتے ہیں ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ہماری جان ہیں اعلیٰ حضرت کے صدقے ہی سنیت پر قائم ہوں سرکار علیہ السلام کی محبت بھی اعلیٰ حضرت کے صدقے میں ملی ہے تقریر کرتے ہوئے جب تک اعلیٰ حضرت کا نام زبان میں نہیں آتا ایسا لگتا ہے کہ ہماری تقریر جم ہی نہیں رہی ہے گو یا فکر رضا ہی آپ کا مشن ہے متعدد اسٹیجوں پر ایسا دیکھا گیا کہ کچھ کم فہموں کی طرف سے اشارہ تک ہوتا رہا کہ اعلیٰ حضرت کا تذکرہ نہیں ہونا چاہئے مگر ایسے موقعوں پر کچھ زیادہ ہی اعلیٰ حضرت کی شان پر بولنا شروع کر دیتے ہیں عشق رضا سے سرشار ہو کر آپ نے اپنی زندگی میں اہم کارنامہ کے طور پر مدرسہ اصلاح المسلمین امام احمد رضا اتر دیناج پور کی بنیاد رکھی جس میں مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کا کام خوب سے خوب تر ہو رہا ہے۔

اولاد۔ایک صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں آپ کی یادگار ہیں۔

پیر طریقت حضرت مولانا رمضان حیدر صاحب فردوسی جونکا

زیب سجادہ خانقاہ فردوسیہ جونکا شریف

نام مع ولدیت۔محمد رمضان حیدر ابن شیخ محمد رجب علی۔

تاریخ پیدائش۔۱۵ر جنوری ۱۹۸۰ء

گھر کا پتہ۔جونکا شریف وایہ تین پہاڑ تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔بستی جونکا شریف کے قدیم ترین خاندانوں میں سے آپ کا ایک خاندان ہے جو نسبی اعتبار سے شیخ صدیقی سے مشہور ہے اور یہی ہر طرح کے کاغذات میں درج ہے آپ کے خاندان کے لوگ نہایت شریف، جفاکش، مہمان نواز ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان

دار وغیرت مند واقع ہوئے ہیں۔آبائی پیشہ کاشت کاری اور کھیتی باڑی ہے۔شروع میں آپ کا خاندان کافی خوش حال زمین دار اور فارغ البال رہا ہے مگر بعد میں وارثین کے درمیان تقسیم در تقسیم ہوتے ہوتے زمین بٹتی گئی اور کچھ حد تک غربت وافلاس کے شکار ہو گئے مگر فی الحال زیادہ تر لوگ خوش حال ہیں ساتھ ہی کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ کاروبار میں کچھ لوگ لگ چکے ہیں ان تمام کے علاوہ آپ کے خاندان کے لوگ علم دوست ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں قرآن پاک ناظرہ اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے گاؤں کے اسکول سے ہندی انگلش کی بھی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ہندوستان کے مشہور و معروف تعلیمی ادارے جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی میں متوسطات اور منتہی درجات میں تحصیل علم کے بعد جامعہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ۲۰۰۲ء میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے ماشاء اللہ عالم و فاضل کی اسناد میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کیا ہے۔

مشہور اساتذہ کرام۔شیخ المشائخ علامہ طریق اللہ صاحب نعیمی علیہ الرحمہ، فقیہ النفس علامہ مفتی ایوب خاں رضوی نعیمی مدظلہ النورانی مفتی اعظم مرادآباد، شیخ التفسیر مفتی ممتاز نعیمی علیہ الرحمہ، جامع معقولات و منقولات علامہ ہاشم صاحب نعیمی مدظلہ العالی شیخ الادب علامہ خلیل الرحمن صاحب نعیمی، شیخ القراء علامہ قاری احمد جمال صاحب عزیزی اعظمی، علامہ یامین صاحب نعیمی علیہ الرحمہ۔

خلافت واجازت۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بریلی شریف، حضرت علامہ مفتی ایوب خان صاحب نعیمی قبلہ مدظلہ العالی، حضرت علامہ سبحان رضا خاں صاحب قبلہ زیب سجادہ مرکز اہل سنت بریلی شریف، رئیس المشائخ حضرت علامہ سید شاہ مصباح الحق صاحب عمادی سجادہ نشین

خانقاہ عمادیہ پٹنہ، مخدوم ملت حضرت سید شاہ شکیل اعظم فردوسی زیب سجادہ خانقاہ شطاریہ فردوسیہ منیر شریف، سلطان المشائخ حضرت سید شاہ سلطان الحسن چشتی اجمیری معلیٰ، خطیب یوروپ وایشیا علامہ توصیف رضا خاں صاحب بریلی شریف، شہزادہ مفسر اعظم پاکستان اویس ملت حضرت علامہ مفتی شیخ فیاض احمد اویسی رضوی نے مدینہ شریف سے اپنی خلافت واجازت عطا فرمائی۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے ہی ملی ومسلکی خدمات میں اپنے کو وقف کر دینے کی وجہ سے باضابطہ طور پر آپ نے مدرسہ میں تدریسی کام نہیں کیا تاہم کئی ایک مدرسوں اور متعدد مساجد کی بنیاد میں کلیدی کردار نبھایا ہے چناں چہ خانقاہ فردوسیہ چونکا شریف کے زیر اہتمام اور آپ کی سرپرستی میں المدرسۃ الفردوسیہ للعلوم الاسلامیہ کا قیام عمل میں آیا جس کے سنگ بنیاد کے موقع پر درجنوں علما ومشائخ کی آمد ہوئی بالخصوص جامع معقولات ومنقولات علامہ ہاشم صاحب نعیمی مدظلہ العالی شیخ المعقولات جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی پہلی بار زیارت وخطابت نایاب سے علاقہ چونکا شریف ومضافات کے لوگ شادکام ہوئے اور خصوصی طور پر نعیمی علما کی گویا اس موقع پر عید ہوگئی بہرحال علامہ ہاشم کا علاقہ راج محل کے لیے یہ پہلا تاریخی دورہ تھا جو مولانا موصوف کی منفرد المثال خدمات کہی جاسکتی ہے یاد رہے کہ ادارہ ہٰذا موصوف گرامی کی ذاتی زمین پر قائم ہوا ہے اور سارے اخراجات کا اہتمام وانتظام بحیثیت بانی، سربراہ اور مہتمم، آپ ہی اپنے محبین ومعتقدین کی معاونت سے اور اپنی جیب خاص سے فرماتے ہیں، اور بحمدہ تعالیٰ وتقدس ادارہ خوب ترقی بھی کر رہا ہے اسی طرح کئی ایک مساجد کی بنیاد بھی آپ نے رکھی ہے صاحب گنج شہر میں اہل سنت وجماعت کا نہ کوئی مدرسہ تھا اور نہ مسجد حالاں کہ اس شہر سے سیکڑوں علما ومشائخ کا گذر ہوتا ہے کیوں کہ مغرب میں بھاگل پور ہو کر دلی بمبئی

روٹ تو مشرق سے برہروا جنکشن ہو کر کولکاتا وچنئی روٹ کی ساری گاڑیاں صاحب گنج ہو کر ہی گذرتی ہیں ساتھ ہی اسی صاحب گنج کا تھانہ راج محل اہل سنت وجماعت کا کثیر علما والا علاقہ ہے مگر صد افسوس کہ اس شہر میں سنیت کا کام نہیں ہوا ہے اور نہ ہی اس کی طرف کسی نے توجہ دی نتیجتاً وہابیوں نے موقع پا کر عوام الناس کو اپنے زیر اثر بنالیا بہر حال آپ نے اپنی جہد مسلسل اور حسن تدبیر سے امام اہل سنت مجدد اسلام امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی طرف منسوب کر کے رضا نعیمی جامع مسجد اور مدرسہ فردوسیہ امام احمد رضا قائم کیا اور الحمدللہ دونوں آباد ہیں مدرسہ میں حفظ وقرأت کے ساتھ ساتھ مولوی درجات کی تعلیم دی جارہی ہے اور ماشاء اللہ دین وسنیت کا خوب سے خوب تر کام ہو رہا ہے شہر کے لوگ جو پہلے سب کے سب سنی تھے لیکن دیوبندیوں کی تقیہ بازی کی وجہ سے ان کے دام تزویر کے شکار ہو گئے تھے اب آہستہ آہستہ سنیت کی طرف بڑھنے لگے ہیں یاد رہے کہ سوانح نگار حضرت مولانا شمشاد احمد نعیمی ہی آج کل اس ادارہ کی صدارت اور اہتمام کا کام انجام دے رہے ہیں جب کہ سرپرست وسربراہ اعلیٰ موصوف گرامی ہی ہیں۔ اسی طرح علاقہ راج محل سے مشرق گنگا ندی پار بنگال میں ضلع مالدہ کے سبزی پاڑہ میں بھی آپ نے ایک ادارہ بنام مدرسہ فردوسیہ قائم فرمایا جو شاندار طریقے سے تعلیم وتربیت کا کام انجام دے رہا ہے اور اس سے دین وسنیت کی خدمات انجام پارہی ہیں علاوہ اس کے علاقہ بھاگل پور کے لیے مدرسہ نذیریہ نقشبندیہ حسین آباد بھاگل پور بھی آپ کی سرپرستی میں چلنے والا ایک ادارہ ہے جو گہوارۂ علم وادب کے طور پر جانا جاتا ہے علاقہ گیا بہار میں بھی ایک مسجد اور مدرسہ فردوسیہ آپ کی سرپرستی کا شاہ کار ہے متذکرہ بالا مدارس ومساجد کے علاوہ اور بھی بہت سارے مدارس کے ارباب حل وعقد اور اراکین

مساجد آپ کے صلاح و مشورہ سے دینی خدمات انجام دے رہے ہیں بہر حال موصوف گرامی کی پوری خدمات کو اگر سپرد قلم کیا جائے تو کئی صفحات ہو جائیں گے تذکرہ کے اصول وضوابط کے مدنظر اتنے پر اقتصار کرتا ہوں اجمالاً یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آپ ایک ذی استعداد عالم دین، مایۂ ناز قلم کار، فی البدیہ شاعر اور مسلک وملت کے لیے بے باک ترجمان ہیں ساتھ ہی تفسیر قرآن اور فقہی نکات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور ان تمام کے علاوہ آپ ایک شیخ طریقت اور خطیب الملک ہونے کی حیثیت سے ملک کے اکثر حصوں میں جانے جاتے ہیں اسلام کے آفاقی نظام کی تبلیغ وارشاد رد وہابیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی آپ کی تقریر کا اہم حصہ ہوتا ہے اور کتنے گم گشتگان راہ آپ کے سحر انگیز خطاب سے راہ راست پر گامزن ہوتے ہیں۔

اہم کارنامے۔ خدمات کے باب میں ضمناً ایک حد تک کارنامے بھی ذکر ہو چکے ہیں علاوہ اس کے چند اہم کارنامے درج ذیل ہیں (۱) ماہ نامہ پیغام فردوسی کا اجراء یہ اسلامی مجلہ ہے جو تحریر کی شکل میں عوام وخواص تک دینی پیغام پہنچا کر دین وایمان کے تحفظ کا سامان فراہم کیا گیا ہے اسلام کی صحیح آواز اور مسلک اعلیٰ حضرت کی بہترین ترجمانی اس ماہ نامہ کا اہم مقصد ہے اور خاص طور پر اس کے دو گوشے۔ گوشۂ مخدوم جہاں اور محفل شعر وسخن انتہائی دل چسپ اور قابل مطالعہ کالم کی حیثیت سے دیکھا جا رہا ہے۔ (۲) ملک کے مختلف خطے میں ایک وسیع حلقۂ ارادت ہے جہاں آپ دین ومسلک اور مذہب وملت کی فلاح وبہبود کے لیے اور صوفیاے کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمات دینیہ کو عام کرتے ہیں اور فضل الٰہی سے آپ کو اکابر علما ومشائخ سے خلافت واجازت حاصل ہے مگر خصوصیت سے سلسلہ فردوسیہ میں آپ مرید فرماتے ہیں **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء**۔

قلمی خدمات۔ درجنوں کتاب کے آپ مصنف ہیں چناں چہ (۱) کامل مرشد (۲) مخدوم جہاں اولیا کی نظر میں (۳) خطابت حیدری (۴) مدارس اسلامیہ اور مظلوم طلبہ (۵) شمشیر عتاب (۶) امام حسین اور یزیدی افکار (۷) حدیث اربعین عرف تحفۂ نعیمیہ (۸) توشۂ بخشش عرف نغمات فردوسیہ کا قابل ذکر ہیں۔

حج بیت اللہ۔ ۲۰۱۴ء میں آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

مناکحت اور اولاد۔ فراغت کے سال ہی مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیی منیری فردوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خانوادہ منیر شریف کے شیخ المشائخ قطب عصر حضرت سید شاہ یوسف شطاری فردوسی علیہ الرحمہ کی پوتی اور مخدوم ملت پیر طریقت حضرت سید شکیل اعظم فردوسی سجادہ نشین خانقاہ شطاریہ فردوسیہ منیر شریف پٹنہ بہار ورحمت گڈھ بانکا بہار کی اکلوتی شہزادی سے رشتہ مناکحت ہوا جن سے فی الوقت ایک صاحب زادے حافظ محمد فیضان حیدر فردوسی میاں اور دو صاحب زادیاں ہیں جو سب کے سب تعلیمی مراحل طے کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی توصیف رضا صاحب حسن ٹولہ

استاذ مدرسہ غوثیہ سفیریہ نور پور مانیک چک مالدہ بنگال

نام مع ولدیت۔ محمد توصیف رضا رضوی ابن محمد عبد اللہ شیخ ابن علی جان ابن بانو شیخ ابن پانچوں شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۶؍جون ۱۹۸۰ء

گھر کا پتہ۔ حسن ٹولہ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آبا واجداد میں سات آٹھ پشت اوپر کے لوگ کلیا چک مالدہ بنگال سے آکر یہاں آباد ہوئے اس وقت بنگال الگ ریاست نہیں بنی تھی بلکہ بہار کا ہی

ایر یا مانا جاتا تھا مجموعی طور پر آپ کے پردادا جناب بانو شیخ علاقہ میں نامور ہونے کے ساتھ ساتھ زمین جائداد کے اعتبار سے بھی اچھے تھے رعب ودبدبہ اثر ورسوخ میں کافی مشہور آدمی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی برادری کے سردار تھے آپ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اسی طرح آپ کے دادا بھی کھیتی باڑی سے لے کر مال ودولت کے اعتبار سے اچھے مانے جاتے تھے بتایا جاتا ہے کہ آپ کے خاندان کی ایک شاخ مان سنگھا میں آباد ہوئی جس سے حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب اشرفی کے اباء واجداد کا تعلق ہے آپ کے والد گرامی جناب عبداللہ صاحب مرحوم ایک دیندار اور بااثر آدمی تھے ایک زمانے تک آپ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ کے سکریٹری کے عہدے پر رہے اور ماشاء اللہ پوری ذمہ داری کے ساتھ مدرسہ کی تعمیر وترقی میں خوب حصہ لیا ساتھ ہی جامع مسجد حسن ٹولہ میں آپ کی خدمات کی نشانیاں بھی موجود ہیں۔ مولانا موصوف کی والدہ بھی اپنی جگہ پر نیک اور پارسا ہونے کے ساتھ ساتھ صوم وصلاۃ کی مکمل پابند ہیں ساتھ ہی مولانا کی تعلیم وتربیت کی راہ ہموار کرنے میں والدہ کریمہ کا سب سے بڑا ہاتھ رہا اگر ان کی توجہات اور دعاے سحر گاہی نہ ہوتی تو شاید آپ عالم دین نہیں بن پاتے اسی طرح مولانا کے برادارن کا بھی تعلیمی میدان میں بڑا احسان رہا کیوں کہ تعلیمی اخراجات کی بار بھائیوں نے ہی اٹھائی۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے محلہ کے مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں آپ نے ناظرہ سے لے کر درجہ ثانیہ تک کی تعلیم مکمل کی پھر اس کے بعد ایک سال کے لیے کلکتہ کے مدرسہ سلیمیہ کمرہٹی میں داخلہ لے کر ثالثہ کی تکمیل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یوپی جانے کا عزم کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ یوپی پہنچ کر سب سے پہلے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں داخلہ لیا اور یہاں

پر دو سال تک تعلیم حاصل کیے پھر ہندوستان کی سب سے بڑی درس گاہ از ہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور دو سال تک یہاں بھی تحصیل علم کیے مگر فضیلت کی دستار کے سال کسی وجہ سے جامعہ نہیں آسکے اور مرکز اہل سنت بریلی شریف پہنچ کر جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لیا اور ایک سال تک جامعہ ہذا میں رہ کر فضیلت کی تکمیل کی اس طرح بموقع دستار فضیلت کے اجلاس میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں ۱۹۹۹ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

فضیلت کی تکمیل کے بعد عربی ادب میں تحقیق کے لیے جامعہ ثقافۃ السنیہ کیرالا گئے اور یہاں پر ایک سال تک تحقیق فی الادب کا کورس کرنے کے بعد دوسرے سال تحقیق فی الفقہ اور مشق افتا کا شوق پیدا ہوا جس کی وجہ سے کیرالا نہ جا کر فقیہ النفس علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں پٹنہ کے الجامعۃ الرضویہ مغل پورہ پٹنہ سٹی پہنچے اور یہاں پر دو سالہ مشق افتا کا کورس کیا اس طرح ۲۰۰۲ء میں تعلیمی دور کا اختتام ہوا۔

مشہور اساتذہ کرام۔، علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ امجدی، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی اساتذہ اشرفیہ۔ علامہ شیخ ابوبکر صاحب حفظہ اللہ جامعہ ثقافۃ السنیہ کیرالا، علامہ نعیم اللہ خاں صاحب صدر المدرسین جامعہ منظر اسلام بریلی شریف، علامہ عبدالمبین صاحب نعمانی مدظلہ العالی جامعہ رضویہ پٹنہ، حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی، حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی اساتذہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ۔ حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نوری راج محلی، حضرت مفتی مختار صاحب قبلہ کوثر القادری اساتذہ مدرسہ سلیمیہ کمرہٹی اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب رضوی ومولانا عبدالستار صاحب اساتذہ مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مفتی امجد رضا صاحب ادارہ شرعیہ پٹنہ، مفتی اصغر علی صاحب دربھنگہ، حضرت مولانا حافظ مفتی احتشام احمد منظری، مفتی شاکر رضا صاحب مصباحی حسن ٹولہ، مفتی محبوب رضا صاحب حسن ٹولہ راج محل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ غوثیہ بہرام باغ جوگیشوری ممبئی سے تدریس کا آغاز ہوا آپ نے ایک سال تک ادارہ ہذا میں تدریسی خدمات انجام دی پھر اس کے بعد دو تین سال تک دار العلوم رضویہ یتیم خانہ راج گانگ پور اڑیسہ میں درس دیا اسی طرح جامعہ مصباح العلوم بریلی پاڑہ اسلام پور ضلع مرشد آباد بنگال میں چند سال تک پڑھانے کے بعد گذشتہ ۲۰۱۱ء سے تاحال مدرسہ سفیریہ نور پور تھانہ مانیک چک ضلع مالدہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں مذکورہ مدارس میں آپ نے ابتدائیہ تا درجہ فضیلت کی کتابوں کا درس دیا ہے اور فی الحال فضل الٰہی سے نور پور مدرسہ میں استاذ و مفتی ہونے کی حیثیت سے طالبان علوم نبویہ کو اپنے علمی فیضان سے مالا مال کر رہے ہیں۔ آپ ایک سنجیدہ اور خوش مزاج عالم دین ہیں علم وفضل عادت واطوار کے اعتبار سے بھی اچھوں میں شمار ہوتے ہیں تدریس کے ساتھ ساتھ نور پور مدرسہ میں افتا کا کام بھی آپ کے ذمہ ہے ساتھ ہی علاقہ نور پور کی ایک جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

اولاد۔ فی الوقت تین اولاد کے مالک ہیں ایک صاحب زادی اور دو صاحب زادے۔

حضرت مولانا مفیض الحق صاحب بیگم گنج

نام مع ولدیت۔ محمد مفیض الحق ابن گوہر علی ابن رسول بخش۔

سن ولادت۔ ۱۹۸۰ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ بیگم گنج کے ایک مشہور گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی حاجی عبد المجید ڈیلر مرحوم آپ کے چچا لگتے تھے جن کی شہرت ایک حد تک راج محل کے بیشتر علاقوں میں ہے زمین وجائداد کے اعتبار سے اچھے لوگوں میں آپ کا گھرانہ شمار ہوتا ہے ساتھ ہی دین داری میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔

تعلیم۔ جناب منشی نظر الاسلام صاحب (منشی ٹولہ) سے ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم حاجی پور ضلع بیر بھوم بنگال میں داخلہ لے کر کچھ دنوں تک ابتدائی اردو فارسی کی کتابوں کا درس حاصل کیا اس کے بعد بیگم گنج کے معروف عالم دین حضرت مولانا عبد السلام صاحب مصباحی کی سرپرستی میں یوپی گئے اور مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور ضلع غازی پور میں داخلہ لے کر ثالثہ تک کی تعلیم انھی کے زیر سایہ رہ کر حاصل کی پھر اس کے بعد مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو میں داخلہ لیا اور دو سال تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ نچلول بازار ضلع گورکھپور میں داخلہ لیا اور ادارہ ہذا میں فضیلت تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۲ء میں دستار فضیلت سے شاد کام ہوئے۔

مشہور اساتذہ۔ حضرت مولانا قمر الدین صاحب قمر اشرفی گھوسی، حضرت مولانا ممتاز صاحب سہرساوی، حضرت مولانا عبد السلام صاحب مصباحی بیگم گنج، حضرت مولانا کلیم رضا صاحب کربلا۔

بیعت۔حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔فراغت کے بعد سب سے پہلے اپنے گاؤں کے محلہ غیاث ٹولہ جامع مسجد میں امامت کے ذریعہ خدمات دینیہ کا آغاز کیا ساتھ ہی مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج میں اوقات درس میں تعلیم بھی دیتے رہے پھر ایک معاملہ کو لے کر دل برداشتہ ہوکر کاروبار شروع کر دیا کافی دنوں تک کاروبار میں رہنے کے بعد دوبارہ پھر مالدہ بنگال کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دینے لگے لاک ڈاؤن سے متاثر ہوکر گھر آ گئے اور کچھ دنوں تک اپنے ہی محلہ کی مسجد میں امامت اور گاؤں کی دینی وملی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہے اور فی الوقت (۲۰۲۱ء) کٹہل باڑی جامع مسجد میں امامت وخطابت کا کام انجام دے رہے ہیں۔

نکاح واولاد۔ ۲۰۰۴ء میں عقد مسنون ہوا اور ان سے پانچ اولاد ہوئیں تین صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں۔

حضرت مولانا مفتی نوح عالم صاحب اشرفی جنگل پاڑہ

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ اظہار العلوم اشرف نگر ڈھاکہ بنگلہ دیش

نام مع ولدیت۔محمد نوح عالم ابن محمد نوشاد عالم

تاریخ پیدائش۔یکم ستمبر ۱۹۸۱ء

گھر کا پتہ۔جنگل پاڑہ پوسٹ ادھوا تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔آباواجداد پہلے خوش حال تھے اور زمیں دار لوگوں میں شمار ہوتے تھے مگر گردش ایام کی وجہ سے فی الوقت زمین جائداد پہلے کی طرح باقی نہیں ہے بلکہ ایک متوسط الحال کاشت کار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں والد گرامی معمولی تجارت اور مویشی پالنے

کا پیشہ بھی کرتے ہیں ساتھ ہی مولانا موصوف کے باقی بھائی تجارت اور مزدوری کر کے زندگی بسر کرتے ہیں مجموعی طور پر آپ کا گھرانہ نیک اور دین دار افراد پر مشتمل ایک اچھی فیملی کے طور پر جانا جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ ابتدائی تعلیم ناظرہ وغیرہ اپنی والدہ سے حاصل کی پھر مدرسہ اشرفیہ دیانت العلوم بیربنا جام نگر تھانہ راج محل اور مدرسہ معین الاسلام فیلوٹولہ نرائن پور میں مزید ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم سے آراستہ ہونے کی غرض سے کچھ دنوں کے لیے داخلہ لیا اور شروع کی کتابوں میں پختگی حاصل کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں داخلہ لیا اور متوسطات کی تعلیم حاصل کی پھر کچھ دنوں کے لیے دارالعلوم محبوب یزدانی راج محل میں بھی داخلہ لے کر تعلیم حاصل کی پھر اس کے بعد درجہ فضیلت تک کی تعلیم کے لیے شہر مخدوم پاک کا مشہور ادارہ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں داخلہ لیا اور یہاں سے ۲۰۰۲ء مشائخ اشرفیہ اور اکابر علماے اہل سنت کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے فراغت کے بعد فقہی تحقیق اور شعبہ افتا کی تکمیل کے لیے ادارہ شرعیہ پٹنہ میں دو سالہ کورس بھی مکمل کیا اور ۲۰۰۵ء میں دستار فقہ وافتا سے بھی شاد کام ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔مفتی حسن رضا صاحب نوری ادارہ شرعیہ پٹنہ مفتی رضاء الحق صاحب اشرفی راج محلی، مفتی شہاب الدین صاحب اشرفی بھاگل پوری، مولانا اخلاق الرحمن بھاگل پوری اساتذہ جامع اشرف کچھوچھہ اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی راج محلی، مولانا عبدالحق اشرفی پیارپوری، مولانا ذاکر حسین اشرفی حسن ٹولہ اور مولانا معین الدین صاحب رضوی کربلا قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مولانا نوشاد عالم جامعی استاذ جامع اشرف مولانا الفت حسین جامعی استاذ مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مفتی اسد اللہ صاحب رائے گنج، مفتی ضیاء الحق صاحب پران پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور سرکار کلاں علامہ سید شاہ مختار اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ سے شرف بیعت حاصل ہے۔

خلافت واجازت۔ حضور قائد ملت علامہ سید شاہ محمود اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف سے حاصل ہے۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے تا حال درجنوں مدارس اہل سنت میں تدریسی خدمات انجام دیں تاہم کچھ مدرسوں میں منصب صدارت پر فائز رہ کر پوری ذمہ داری کے ساتھ نظام تعلیم کو مستحکم کیا اور تعمیری ارتقا کو بھی مضبوط بنایا۔ چند مدرسوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) مدرسہ نوریہ فضل العلوم ایکبا بیگوسرائے بہار (۲۰۰۵ء سے ۲۰۰۶ء تک) (۲) جامعہ شہبازیہ ملا چک بھاگل پور (۲۰۰۶ء) سے ۲۰۰۹ء تک) (۳) مدرسہ ابوبکر صدیق رضا نگر بانکا بہار (۲۰۰۹ء سے ۲۰۱۰ء تک) (۴) مدرسہ اشرفیہ دیانت العلوم بیر بنا جام نگر (۲۰۱۵ء سے ۲۰۱۹ء تک) اور الجامعۃ الاشرفیہ اظہار العلوم اشرف نگر ڈھاکہ بنگلہ دیش میں رواں سال ۲۰۲۱ء۔

اہم کارنامہ۔

اپنے گاؤں میں آپ نے اپنی جدوجہد سے ایک عالی شان مسجد کی تعمیر کرائی۔ بتایا جاتا ہے کہ محلہ کی پرانی مسجد میں جو امام تھے ان کی قراءت صحیح نہ ہونے اور اخلاق وکردار میں شرعی نقص کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی وجہ سے گاؤں کے لوگوں میں کافی اختلاف ہوگیا اور عین مسجد کے اندر دھکا مکی کی بھی نوبت آ پہنچی مخالفین نے بیجا الزامات لگا کر تھانہ میں مقدمہ

دائر کیا اور اس وجہ سے والد گرامی کے ساتھ مولانا موصوف کو جیل بھی جانا پڑا اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے پورے گھرانے کو سماج سے الگ کر کے معاشرتی بائیکاٹ بھی کر دیا کچھ دنوں تک یہ معاملہ چلتا رہا پھر جب لوگوں کو صحیح اور غلط کا پورا یقین ہوگیا تو آہستہ آہستہ لوگ ساتھ ہوتے رہے یہاں تک کہ جناب الحاج ابوالحسن صاحب نے تین کٹھہ زمین نئی مسجد کے لیے وقف کیا جس پر بحمدہ تعالیٰ موصوف کی کوشش سے ایک عالی شان خانۂ خدا بن کر تیار ہو چکا ہے اور باضابطہ پنج وقتہ اور جمعہ کی نماز ہو رہی ہے بہرکیف مولانا موصوف ایک باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے مفتی بھی ہیں تقریباً ۱۴۰ فتاوی کے طور پر سوالات کے جوابات فقہ حنفی کے مطابق اب تک دے چکے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے اس کے علاوہ اردو اور بنگلا زبان میں شعر وشاعری کا بھی کافی ذوق رکھتے ہیں۔

اولاد۔ فی الوقت آپ چار اولاد کے مالک ہیں تین لڑکے اور ایک لڑکی۔

حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب نوری مصباحی مان سنگھا

خطیب وامام۔ اقرأ مسجد ٹیٹا گڈھ کولکاتا

نام ونسب۔ محمد قمر الزماں ابن حاجی خورشید ابن حاجی رستم علی ابن محمد علی حسین منڈل ابن پالیدار منڈل۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۵/اگست ۱۹۸۲ء

گھر کا پتہ۔ مان سنگھا پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آخر الذکر پالیدار منڈل کی دو بیویاں تھیں۔ ایک مان سنگھا میں اور دوسری ادھوا میں۔ دوسری بیوی کی اولاد ادھوا میں آباد ہیں جبکہ پہلی بیوی کی اولاد مان سنگھا میں آباد

ہوئیں ۔ یہ سب کے سب زمیندار کسان تھے ان میں خاص کر رستم علی مرحوم پرہیزگار اور متقی انسان تھے لوگ بیان کرتے ہیں کہ بچوں پر دم کرتے تو نظر بد وغیرہ سے شفا پا جاتے آج بھی علاقائی لوگ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کو یاد کرتے ہیں حالاں کہ نہ آپ عالم دین تھے اور نہ اولاد میں کوئی عالم بن پائے ہیں یہی وجہ ہے کہ مولانا قمر الزماں صاحب کے والدین کریمین کی ہمیشہ تمنا رہی کہ کم از کم میری اولاد میں کوئی مولانا ہوتا تو بڑا اچھا ہوتا چناں چہ رب تعالیٰ نے ان کی تمنا کو پوری فرمائی اور مولانا قمر الزماں صاحب جو لڑکوں میں سب سے چھوٹے تھے ایک عالم دین بن کر خاندان کے لیے رہنما کے طور پر نمودار ہوئے ۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں والدین کے علاوہ سبھی بھائیوں اور بہنوں کا بڑا ہاتھ رہا خاص کر بڑے بھائی جناب آفتاب علی مرحوم اور دوسرے بھائی ایوب علی مرحوم کی خصوصی توجہات اور عنایتوں سے ہی اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار ہو سکی اور چھوٹے بھائی کو عالم دین بنانے میں اپنے پسینے کی کمائی کو بے دریغ صرف کیا رب تعالیٰ ان سبھوں کو اجر عظیم عطا فرمائے ۔ آمین

ابتدائی تعلیم ۔ اپنے آبائی وطن مان سنگھا کے مدرسہ مصباح العلوم ملحقہ جامع مسجد میں منشی ہارون رشید صاحب مرحوم مولانا سجاد حسین صاحب خیر پاڑا مولانا ابراہیم صاحب کوئلہ بازار اور مولانا عبد الخالق صاحب رضوی مرغی ٹولہ سے قاعدہ بغدادی، قرآن مجید ناظرہ، تعمیر ادب اول تا چہارم اور قانون شریعت کا درس حاصل کیا۔

اعلیٰ تعلیم ۔ ۱۹۹۳ء میں تحصیل علم کے لیے یوپی آئے اور مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں داخلہ لیا۔ اس ادارہ میں اعدادیہ تا رابعہ کی تعلیم حاصل کی پھر ایک سال کے لیے جامعہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو میں داخلہ لے کر درجہ خامسہ کو مکمل کیا بعدہ ۲۰۰۰ء میں ازہر ہند

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لے کر درجہ سادسہ تا فضیلت کی تعلیم مکمل کر کے یکم جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱؍اگست ۲۰۰۲ء میں بموقع عرس حافظ ملت علماء و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ ۔ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری، علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی اور علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی اساتذۂ اشرفیہ۔ حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی، حضرت مولانا فخر الدین صاحب نظامی، حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی اساتذۂ فیض العلوم اور مولانا ممتاز صاحب مصباحی، مولانا فداء المصطفیٰ صاحب گھوسی اور مولانا ڈاکٹر عاصم صاحب قبلہ اساتذۂ شمس العلوم قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس ۔ حضرت مولانا مفتی سلیم صاحب بریلوی جامعہ منظر اسلام، حضرت مولانا شیر محمد صاحب مدرسہ وارثیہ لکھنؤ، حضرت مولانا مفتی رئیس احمد صاحب محبوب یزدانی بسکھاری، تاج الشعرا مولانا سلمان رضا صاحب رضوی فریدی بارہ بنکوی (مسقط) اور مولانا وجہ القمر مصباحی سیتامڑھی قابل ذکر ہیں۔

شرف بیعت ۔ بدست اقدس حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف۔

خلافت و اجازت ۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت شیخ طریقت حضرت مولانا عمران رضا خاں عرف سمنانی میاں دامت برکاتہم القدسیہ بریلی شریف نے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت اور اوراد و وظائف کی اجازت سے نوازا۔

خدمات ۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ فیضان صندل شاہ نعمت گنج بلگھرہ ضلع بارہ بنکی

سے تدریسی خدمات کا آغاز ہوا پھر اس کے بعد مدرسہ تاج باز بھاٹول ضلع اتر دیناج پور میں کچھ دنوں تک طالبان علوم نبویہ کو سیراب کرتے رہے بعدہٗ بسنا ضلع مہاسمند چھتیس گڈھ کی ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیے مگر اب تک کی سب سے بڑی دینی خدمات جو آپ نے انجام دیا ہے وہ ہے آٹھ سال تک دارالعلوم محمدیہ اہل سنت وجماعت ضلع الور راجستھان میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ علاقے میں تبلیغ وارشاد کو عام کرنا۔ اس مدت قیام میں آپ نے راجستھان کے اس علاقے کے لیے غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں کئی گاؤں ایسے تھے جہاں پر عوام سنی اور امام تقیہ کر کے وہابی مقرر ہو چکے تھے آپ نے حسن تدبیر سے وہابی امام کو ہٹا کر سنی امام رکھوائے اور عوام کو سنیت میں مضبوط ومستحکم بنایا جس کی ایک جھلک کارنامہ میں ملاحظہ کریں گے۔

کارنامے۔

(۱) سب سے بڑا اور اہم کارنامہ مدرسہ تاج الشریعہ فیضان اعلیٰ حضرت مان سنگھا کے قیام میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ۲۰۱۵ء میں اپنے وطن مالوف اور آبائی گاؤں مان سنگھا میں تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی خاطر حافظ شریف نوازی اور عزیزم عظیم الشان کی پیش قدمی سے آپ نے اپنے باغیچہ میں بنام ''مدرسہ تاج الشریعہ فیضان اعلیٰ حضرت'' قائم کیا جو فی الوقت مان سنگھا قبرستان کے پاس گہوارۂ علم وفضل کے طور پر دیکھا جا رہا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے لہذا غیر جانبدارانہ اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو ادارہ کے بانی کی حیثیت سے مولانا موصوف کا نام سرفہرست ہونا چاہیے۔

(۲) فراغت کے تقریباً تین سال بعد ضلع الور (میوات) راجستھان کے مدرسہ محمدیہ اہل سنت

وجماعت کے دوران تدریس آپ نے دین وسنیت کے لیے خوب محنتیں کی ہیں اہل میوات کی اصلاح اور پیغام رضا کو ان تک پہونچانے میں حضرت مولانا انور دین صاحب میواتی اور حضرت مولانا محمد عمر اشفاقی کے دوش بدوش خدمات دینیہ واقعی لائق تحسین ہیں ان دونوں حضرات کی مشترکہ سرپرستی اور آپ کی محنت وکاوش سے سہ ماہی مجلہ ''گلشن رضا'' ہندی زبان میں جاری کیا گیا اور گاؤں دیہات میں پہنچ کر زبان وبیان سے اصلاح کے ساتھ ساتھ اس مجلہ کے مشتملات کے ذریعہ بھی لوگوں کو راہ راست پر لانے میں کافی کوشش کی گئی اور بفضلہ تعالیٰ وتقدس آپ کی خدمات کا ثمرہ بھی دیکھنے کو ملا۔

(۳) ضلع الور کا ایک گاؤں سہیز پور ہے اس گاؤں کی مسجد میں مدتوں سے تبلیغی جماعت کے وہابی لوگ آتے تھے جب کہ یہاں کے لوگ عموماً سنی خیال کے تھے اور اس وقت راج محل کے مولانا شیخ فرید صاحب منصب امامت پر فائز تھے اتفاق سے مولانا قمر الزماں صاحب کا قیام اس وقت مدرسہ اسلامیہ غوثیہ رضویہ میں تھا کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ جماعتیوں کو بھگانے کی کوئی تدبیر ہو تو بتائیں آپ نے فوراً بنفس نفیس امام صاحب اور کچھ عوام اہل سنت کو ساتھ لے کر مسجد پہنچ گئے نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا آپ نے نماز پڑھائی پھر اس کے بعد جماعت کے امیر کو مخاطب کر کے چند سوالات کیے جن کے جواب دینے کے بجائے ان سبھوں نے ٹال مٹول سے کام لیا اور کچھ ہی دیر میں اپنا لوٹا بستر وغیرہ سمیٹ کر سارے جماعتی راہ فرار اختیار کر لیے پھر اس کے بعد الحمد للہ آج تک اس گاؤں میں جماعت نہیں آئی۔

(۴) اسی طرح علاقہ میوات (راجستھان) کا ایک گاؤں لاڈ پور کا واقعہ ہے اس گاؤں کی مسجد میں دیوبندی کا قبضہ تھا مولانا رحمت علی اشفاقی آپ کو ساتھ لے کر اس گاؤں میں پہنچے اور رد

دیابنہ میں ایک مدلل تقریر کی لوگوں میں آپ کی تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ دیوبندی مولوی کو امامت سے برخواست کر کے سنی امام کی حیثیت سے مولانا فخرالدین صاحب کو امام مقرر کیا گیا یہاں بھی فضل الٰہی سے اب تک سنیوں کا قبضہ ہے۔

شان خطابت۔

آپ ایک ذی استعداد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین خطیب و نامور مقرر ہونے کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں بڑے بڑے اسٹیجوں اور کانفرنسوں میں آپ کی تقریر ہوتی ہے۔ قدرت نے آپ کو قوت گویائی کا ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہے ایک ناصح و مصلح اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے نہایت ہی جامع اور دلنشین خطاب کے ذریعہ عوام وخواص کو مستفیض کرتے رہتے ہیں کولکاتا و مضافات میں آپ کی تقریر کا خاصا اثر پایا جاتا ہے ردوہابیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت آپ کی تقریر کا اہم موضوع ہوتا ہے اور پورے جذباتی لب ولہجے میں ان دونوں موضوع پر آپ کا خطاب ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے ماننے والے آپ کو مجاہد ٹیٹاگڈھ و ناشر مسلک اعلیٰ حضرت جیسے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

قلمی خدمات۔ درس تدریس اور خطابت وامامت کی مصروفیت کے باوجود تصنیف وتالیف اورمقالہ نگاری کا کام بھی آپ نے بخوبی انجام دیا درجنوں کتابیں آپ کے نوک قلم کی یادگار کے طور پر معرض وجود میں آچکی ہیں اور کچھ پر کام جاری ہے ملاحظہ ہو آپ کی تصنیفات وتالیفات کی ایک جھلک۔

(۱) پیدائش مولا کی دھوم (۲) تعلیمات تاج الشریعہ (۳) مراسم شادی اور مسلمان (۴) تقدیس نسواں اور ہمارا معاشرہ (۵) فضائل شہر حبیب کبریا (۶) گلزار تاج الشریعہ (۷)

ویلنٹائن اور اپریل فول کی حقیقت (۸) کربلا کا پیغام امت مسلمہ کے نام (۹) خاندان رضا کی کرامتیں (۱۰) تذکرہ مشائخ رضویہ (بریلی) (۱۱) تذکرہ مشائخ اشرفیہ (کچھوچھہ) (۱۲) تذکرۂ مشائخ ربانیہ (باندہ)۔

نکاح واولاد۔ ۲۷/فروری ۲۰۰۳ء کو بابوٹولہ نزد پھول بڑیا عیدگاہ کے جناب حاجی اعظم علی کی صاحب زادی سے عقد مسنون ہوا حضرت علامہ مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی صدرالمدرسین جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ نے نکاح پڑھایا اور فی الوقت ۴ اولاد یادگار میں سے ہیں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں۔

حضرت مولانا مفتی اسراء الحق صاحب اشرفی پران پور

استاذ مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور تھانہ رادھانگر

نام مع ولدیت۔ محمد اسراء الحق ابن الحاج عبدالرحمن ابن الحاج عبدالسبحان

تاریخ پیدائش۔ ۱۵/دسمبر ۱۹۸۲ء

گھر کا پتہ۔ حرمت ٹولہ پران پور پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آباواجداد دین دار اور صوم وصلاۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ علاقائی طور پر اچھا اثر ورسوخ رکھنے والے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں والد گرامی اور جد امجد دونوں ہی منہگائی کے زمانے میں حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہوئے تھے پیشہ کے اعتبار سے خاندان کے لوگ عام طور پر کاشت کار ہیں ویسے آج کے ترقی یافتہ زمانے میں لوگ کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً ممبئی میں کاروبار کر کے بھی مالی اعتبار سے مضبوط ہو رہے ہیں۔

ابتدائیہ تعلیم۔ والدہ محترمہ سے قاعدہ بغدادی پڑھ کر شروع ہی میں یوپی آگئے اور مدرسہ

مسعود العلوم چھوٹی تکیہ بہرائچ شریف میں داخلہ لے کر ناظرہ وغیرہ کی تعلیم مکمل کی پھر ابتدائی درجہ کی کچھ کتابیں علاقہ راج محل کے مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں پڑھی اس طرح فارسی کی پہلی آمد نامہ وغیرہ کا درس ادارہ ہذا میں ہی حاصل کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ مدرسہ اشرفیہ دیانت العلوم بیربنا جام نگر میں ثالثہ تک اور جامعہ شمس العلوم گھوسی میں سادسہ تک اور جامعہ اسلامیہ روناہی ضلع فیض آباد (اجودھیا) میں فضیلت تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۰ء میں علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے پھر مزید تعلیم کا شوق لیے ہوئے جامعہ شمس العلوم گھوسی میں دوبارہ تحقیق فی الفقہ میں داخلہ لیا اور حضور بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان اعظمی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں رہ کر دو سالہ تخصص فی الفقہ کا کورس بھی مکمل کیا اور ۲۰۰۴ء میں فقہ و افتا کی دستار ہوئی۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا ممتاز صاحب صدر المدرسین جامعہ شمس العلوم گھوسی، علامہ عبد اللہ خاں صاحب علیہ الرحمہ، علامہ مفتی شبیر حسین صاحب علیہ الرحمہ اساتذہ جامعہ اسلامیہ روناہی اور حضرت مولانا عبد الحق صاحب اشرفی راج محلی، حضرت مولانا معین الدین صاحب رضوی راج محلی، حضرت مولانا سراج احمد صاحب اشرفی بھاگل پوری اور حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رضوی حسن ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت و ارشاد۔ حضور سرکار کلاں علامہ سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کچھوچھہ مقدسہ سے ارادت حاصل ہے۔

خدمات۔ فقہ و افتا سے فراغت کے بعد سب سے پہلے کشمیر کے ایک مدرسہ میں دو سال تک

تدریسی خدمات انجام دیں پھر علاقہ راج محل کے مدرسہ اشرفیہ دیانت العلوم بیربنا میں مسلسل پانچ سال تک درس و تدریس اور ادارے کی تعمیر و ترقی کے لیے خوب محنتیں کیں پھر اس کے بعد اپنے ہی گاؤں کے مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور میں بحال ہوئے اور اس کے بعد سے تا حال ادارہ ہذا میں انتہائی لگن اور ذوق و شوق سے طالبان علوم نبویہ کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے میں مصروف ہیں ساتھ ہی اس کے علاوہ مسجد میں امامت و خطابت اور علاقے کی تمام تر دینی و ملی و مسلکی سرگرمیوں میں حصہ لے کر نیابت رسول کی اہم ذمہ داری کو بخوبی نبھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اہم کارنامہ: مدرسہ دیانت العلوم کے زمانۂ تدریس میں اس کی دوسری منزل کے تعمیری کام میں آپ کا بڑا حصہ رہا اور اس کے لیے آپ نے پوری محنت صرف کردی، فی الوقت مدرسہ قادریہ فیضان رسول میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر و ارتقا کا کام زیادہ تر آپ کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

نکاح و اولاد۔ ۲۰۰۲ء میں عقد مسنون ہوا اور اب تک سات اولاد کے مالک ہوئے دو لڑکے اور پانچ لڑکیاں یادگار ہیں۔

حضرت مولانا روح الامین صاحب پران پور

نام مع ولدیت۔ محمد روح الامین ابن عبد الرزاق ابن نظام الدین

تاریخ پیدائش۔ یکم فروری ۱۹۸۲ء

گھر کا پتہ۔ مجید ٹولہ سوتھ پلاس گاچھی تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آبا و اجداد متوسط الحال تھے کھیتی باڑی کر کے گذر بسر کرنے والوں میں سے تھے لیکن دین داری کے اعتبار سے اچھے مانے جاتے تھے اور فی الوقت مالی حالت بہت کم

زور ہے کسی طرح گذر بسر ہو رہا ہے۔

ابتدائی تعلیم۔مولانا عبدالشہید صاحب کا قائم کردہ ادارہ پی پی کے اسلامیہ مدرسہ پران پور میں ناظرہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر ابتدائی درجات کی تعلیم مولانا کرامت علی صاحب کے قائم کردہ مدرسہ رضویہ اشرف العلوم بامون گرام مالدہ میں حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔جامعہ قادریہ مظہرالعلوم علی پور کلیا چک ضلع مالدہ میں داخلہ لے کر درجۂ رابعہ تک اور پھر اس کے بعد یو پی پہنچ کر جامعہ شمس العلوم گھوسی میں دو سال تک تعلیم حاصل کی تیسرے سال کسی وجہ سے یو پی نہیں جا سکے اور دوبارہ علی پور مدرسہ پہنچے اور یہاں سے فضیلت تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۳ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ بحرالعلوم علامہ عبدالمنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا قمرالدین صاحب قمر اشرفی علیہ الرحمہ پرنسپل شمس العلوم، حضرت مولانا ممتاز صاحب سہرساوی، حضرت مولانا مفتی عزیر احسن صاحب ، مفتی واعظ الحق صاحب، مولانا نورالحق صاحب حبیبی علیہ الرحمہ اور ابتدائی تعلیم وتربیت کے اساتذہ کی حیثیت سے مولانا کرامت علی صاحب اور مولانا عبدالشہید صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔حضور اشرف الاولیا علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھہ شریف سے حاصل ہے۔

خدمات۔فراغت کے بعد سے تاحال مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور کے روح رواں ہوکر بڑی محنت ومشقت سے ادارہ ہذا کی تعمیر وترقی اور تدریسی خدمات میں مصروف ہیں سیدھے سادے مزاج کے عالم دین ہیں خدمات دینیہ کی طرف ہی زیادہ توجہ رہتی ہے۔انجمن فیضان

مصطفی پران پور اور شیر محمد ٹولہ جامع مسجد کی تعمیر وترقی میں بھی آپ کے خلوص کا بڑا حصہ شامل رہا۔

اولاد ونکاح۔۲۰۰۸ء میں عقد ہوا جس سے فی الوقت تین صاحب زادے آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت مولانا مطیع الرحمن صاحب رضوی منظری درگاہ ڈنگا

نام مع ولدیت۔محمد مطیع الرحمن ابن شیخ محمد ابن ناظر شیخ ابن حیدر شیخ ابن بشارت علی شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۸۳ء

گھر کا پتہ۔درگاہ ڈنگا پوسٹ ادھوا تھانہ رادھا نگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔درگاہ ڈنگا کے مشہور ومعروف اور بڑے گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی گاؤں میں آپ کے خاندان کے لوگوں کا بڑا دبدبہ اور شہرت پائی جاتی ہے بتایا جاتا ہے کہ آپ کا مورث اعلیٰ جناب بشارت علی صاحب مرحوم دھولیان بنگال سے آکر درگاہ ڈنگا میں آباد ہوئے تھے۔پیشہ کے اعتبار سے کھیتی باڑی اور کاشت کاری نمایاں رہی تاہم فی الوقت تجارت وکاروبار میں بھی لوگ دلچسپی لینے لگے ہیں والد گرامی جناب شیخ محمد مرحوم گاؤں میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے وچار ثالث اور پنچایت میں آپ کے فیصلے کی بڑی اہمیت ہوتی تھی صرف یہی نہیں بلکہ دینداری اور علم دوستی سے لے کر سنیت کی ہمدردی بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری تھی یہی وجہ ہے کہ درگاہ ڈنگا جامع مسجد میں جب اناج مولوی دیوبندی تقیہ بازی کر کے امامت پر قابض ہوا تو آپ نے اس کا مقابلہ کرنے کے لیے اور سنیت کے دفاع کے طور پر اپنا بیٹا مولانا مطیع الرحمن اور پوتا مولوی نورالاسلام صاحب کو حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب (بیگم گنج) مرتب ''تذکرہ'' کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ ان دونوں کو سنی بریلوی مولوی بنائیے چنانچہ فضل الٰہی سے سنیت کی راہ یہیں سے

ہموار ہونے لگی اور دیکھتے دیکھتے چند سال کے بعد جب یہ سب فارغ التحصیل ہوکر گاؤں میں آئے تو وہابیت و دیو بندیت کا چراغ بجھنے لگا اور آج جامع مسجد پر قبضہ ہونے کے ساتھ ساتھ اہل سنت و جماعت کا ایک دینی ادارہ بھی ان دونوں کی کوششوں سے معرض وجود میں آیا بہر کیف آپ کے خاندان کے اکثر و بیشتر لوگ صوم وصلاۃ کے پابند ہونے کے ساتھ ساتھ دین وسنیت کے لیے علم بردار ہونے کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

تعلیم وتربیت۔قاعدہ بغدادی سے لے کر ابتدائی اردو وغیرہ کی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں حاصل کیے پھر اس کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی کی سرپرستی میں یوپی کے مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور ضلع غازیپور میں داخلہ لیا اور ادارہ ہذا کے اساتذۂ کرام بالخصوص حضرت مفتی صاحب کی خصوصی توجہات سے درجۂ اعدادیہ و اولیٰ کی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے پھر اس کے بعد مرحلہ وار مدرسہ غوثیہ انجیلہ نیا گرام ضلع مرشد آباد بنگال مدرسہ عزیزیہ اشاعت العلوم سسوا بازار مہراج گنج یوپی دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا راج محل اور اخیر میں جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک ضلع مالدہ میں فضیلت کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۰ رستمبر ۲۰۰۵ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور ومعروف اساتذہ کرام۔حضرت مولانا مفتی ممتاز حسین صاحب مصباحی باغ پنجرہ، حضرت مولانا مفتی واعظ الحق صاحب حبیبی مصباحی پیار پور، حضرت مولانا نورالحق صاحب حبیبی مرحوم امانت، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنج، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی حسن ٹولہ اور حضرت مولانا شمیم احمد صاحب بھاگل پوری قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔حضرت مولانا مفتی شفیق الاسلام صاحب بیگم گنج، حضرت مولانا مفتی

عبدالعزیز صاحب کلیمی مانیک چک، حضرت مولانا شاہد رضا اشرفی بھاگل پوری، حضرت مولانا شیخ فرید ثقافی اور مولانا مبارک حسین صاحب بیگم گنج قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔فراغت کے بعد نوری جامع مسجد (پانچ تلہ مینار والی) امانت پیار پور میں امامت وخطابت سے خدمات دینیہ کا آغاز ہوا پھر اس کے بعد حسن تدبیر سے اپنے گاؤں کی جامع مسجد سے دیو بندی امام کو ہٹا کر خود امامت پر فائز ہوئے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے گاؤں کے درگاہ شریف کے بازو میں مدرسہ پیر بابا بہاء الدین قادری کی بنیاد رکھا اور ماشاء اللہ چند سالہ محنت وکاوش سے علاقے کا ایک نمایاں ادارہ بنانے میں کامیاب ہوگئے اس طرح جامع مسجد کی امامت اور مدرسہ ہذا کے صدر مدرس کی حیثیت سے آپ نے خوب محنتیں کیں پھر اس کے بعد چند وجوہات کی بنا پر اپنے گاؤں کی مسجد ومدرسہ سے مستعفی ہوکر بیگم گنج کے مشہور دینی ادارہ مدرسہ حنفیہ رضویہ میں بحیثیت مدرس تقرری ہوئی ایک ڈیڑھ سال تک تدریس کے بعد لاک ڈاؤن کی آفت کے شکار ہوگئے جس کی وجہ سے فی الوقت اپنے گھر میں رہ کر کھیتی باڑی اور درگاہ شریف کے بازو میں کتب خانہ کے طور پر دوکان کھول کر کاروبار شروع کر چکے ہیں۔

اہم کارنامہ۔

نوری جامع مسجد سابدھان اتر دیناج پور بنگال کی پانچ منزلہ مینار کی تعمیر آپ کی زندگی کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ ساتھ ہی اس کے بازو میں مدرسہ تاج الشریعہ فیضان مدینہ کا قیام بھی آپ کی محنت وکاوش کا ثمرہ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

(۲) مدرسہ پیر بابا حضرت بہاء الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درگاہ ڈنگا کے قیام میں بنیادی کردار۔

(۳) آستانہ بہاء الدین قادری کے بازو میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر میں پوری رہنمائی۔ جوالحمدللہ بہت جلد تعمیری مراحل سے گذر کر مسجد کی شکل میں قوم مسلم کے لیے ایک بڑی عبادت گاہ کے طور پر دیکھی جائے گی۔

اولادوامجاد۔فی الوقت چاراولادیں آپ کی یادگارمیں سے ہیں دوصاحب زادے اور دوصاحب زادیاں۔صاحب زادوں کے نام یہ ہیں۔(۱)محمد ضیاءالدین (۲)محمد نعمان رضا

صاحب زادیوں کے نام یہ ہیں۔(۱)تسلیمہ ناز (۲) کنیز فاطمہ

مولانا مبارک حسین صاحب بیگم گنج

نام مع ولدیت۔محمد مبارک حسین ابن غیاث الدین ابن بھادوشیخ ابن دیبھرسی ابن کنگالی ابن نور جمال۔

تاریخ پیدائش۔یکم جنوری ۱۹۸۴ء

گھر کا پتہ۔بیگم گنج (شیخوٹولہ) پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھانگر تحصیل راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔آباواجداد نواب دیاڑا (گنگاندی کے بیچ خشکی کو دیاڑا کہا جاتا ہے) جو تقریباً دس کلومیٹر پورب نقشہ کے حساب سے بنگال میں پڑتا ہے کے رہنے والے تھے گنگاندی کے کٹاؤ کے زد میں جب یہ علاقہ زیر آب ہوگیا تو یہاں سے منتقل ہوکر دوگاچھی دیاڑا میں آباد ہوئے پھر یہ علاقہ بھی جب ندی میں آگیا تو پران پوردیاڑ میں آکر بسے پھر اس کے بعد بیگم گنج میں مستقل سکونت اختیار کی کئی مرتبہ انتقال مکانی کی وجہ سے کافی بے سروسامانی کا مقابلہ کرنا پڑا لیکن الحمدللہ فی الوقت آپ کا گھرانہ متوسط الحال لوگوں میں شمار ہوتا ہے والدین کریمین دونوں ہی نیک اورصوم وصلاۃ کے پابند تھے والد گرامی سیدھے سادے اورنیک آدمی تھے علمائے کرام سے اچھی عقیدت رکھتے تھے لڑائی جھگڑے سے بالکل

دور رہتے تھے مولانا موصوف دس بارہ سال کے تھے کہ والد محترم نے بیگم گنج کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبدالسلام صاحب مصباحی کے حوالے کر کے فرمایا کہ بیٹا میرا ہے لیکن تعلیم وتربیت سے آراستہ کر کے اس کو آدمی بنانا آپ کا کام ہے چناں چہ استاذ گرامی کے ہم راہ بچپنے میں گھر سے کافی دور یوپی کی سرزمین پر پہنچ کر تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہوگئے۔

ابتدائی تعلیم۔ناظرہ وغیرہ کی معمولی تعلیم اپنے محلہ ہی میں حاصل کی پھر استاذ گرامی حضرت مولانا قاری عبدالسلام صاحب مصباحی کے ہم راہ یوپی کے مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور ضلع غازی پور آکر درجہ اعدادیہ میں داخلہ لیا اور تین سال تک انتہائی محنت ولگن کے ساتھ تعلیم وتربیت سے اپنے کو آراستہ کیا پھر اس کے بعد ایک سال کے لیے شادی آباد ضلع غازی پور کے ایک مدرسہ میں پڑھا۔

اعلیٰ تعلیم۔اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مدرسہ مصباح العلوم سلطان پور ضلع مرشدآباد بنگال میں داخلہ لیا اور تقریباً ایک سال تک یہاں پر درس لینے کے بعد کلیا چک ضلع مالدہ کے مشہور ادارہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور میں داخلہ لے کر درجہ رابعہ تا درجہ فضیلت کی تعلیم مکمل کی اور ۲۰/اکتوبر ۲۰۰۳ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔حضرت مولانا مفتی ممتاز الدین صاحب حبیبی مصباحی، حضرت مولانا مفتی ظہور حسن صاحب کٹیہاری، حضرت مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی، حضرت مولانا مفتی واعظ الحق صاحب مصباحی، حضرت مولانا نورالحق صاحب حبیبی مصباحی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی اور سب سے مشفق استاذ کی حیثیت سے مرتب تذکرہ علمائے راج محل حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنجوی قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔فراغت کے بعد سے اب تک متعدد مساجد اور مکاتب میں امامت وخطابت اور نونہالان اسلام کی بنیادی تعلیم وتربیت میں مصروف رہے مسلک وملت کی حمایت کے جذبات سے لب ریز ہوکر خدمات دینیہ انجام دیتے رہے گاؤں کا مشہور ادارہ مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج جو استاذ گرامی کی سرپرستی میں چل رہا ہے اس کے بنیادی معاملات میں خوب حصہ لیا اور اس ادارہ کی حمایت میں کھلے عام لوگوں کے سامنے اپنا بیان دینے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کی جب کہ ادارہ مذکورہ کی مخالفت میں اپنے ہی محلہ کے لوگ آواز بلند کرکے ادارہ کو کمزور بنانے کی کوشش کررہے تھے، مولانا موصوف نوجوان عالم دین ہیں اور اپنے اعتبار سے دین ومسلک کے لیے نمایاں خدمات انجام دیتے ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت پر اگر کوئی انگشت نمائی کرتا ہے تو مسلک کی حمایت میں سینہ سپر ہوجاتے ہیں زبان وبیان کے اعتبار سے بھی ہمیشہ دین ومسلک کا برملا اظہار کرتے ہیں اپنے مشفق استاذ حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب سے حد درجہ عقیدت رکھتے ہیں اور استاذ گرامی کے حکم پر اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

نکاح واولاد۔۲۰۰۵ء میں کٹہل باڑی راج نگر بنگال کے الحاج صدیق حسین کی چھوٹی بیٹی سے عقد ہوا جن کے بطن سے فی الوقت پانچ اولادیں ہوئیں تین بیٹیاں اور دو بیٹے۔

حضرت مولانا حنیف رضا صاحب کربلا

نام مع ولدیت۔محمد حنیف رضا ابن محمد عمر علی ابن اکدل شیخ

تاریخ پیدائش۔۸ر مئی ۱۹۸۴ء

گھر کا پتہ۔عثمانی ٹولہ پوسٹ جام نگر تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔آباواجداد متوسط الحال تجارت پیشہ لوگوں میں سے تھے دین داری اور ایمان

داری بھی آپ لوگوں کے اندر کافی حد تک تھی۔

تعلیم وتربیت۔قاعدہ بغدادی سے لے کر ناظرہ ختم قرآن اور درجہ اعدادیہ کی تعلیم وتربیت حضرت مولانا منظور احمد صاحب جھومر دی ٹولہ اور مفتی اشرف رضا صاحب نعیمی حاجی بادل کے زیر سایہ رہ کر مدرسہ حنفیہ نوریہ قاسم البرکات حاجی بادل ٹولہ جام نگر میں حاصل کی پھر ایک سال کے لیے قریب کے مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا میں داخلہ لیا اور حضرت مولانا احسان دانش صاحب کی سرپرستی میں درجہ اولیٰ کی تعلیم مکمل کی۔ پھر اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بریلی شریف پہنچ کر جامعہ نوریہ باقر گنج میں داخلہ لیا اور یہاں پر خامسہ تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شہر کے دوسرے بڑے مرکزی ادارے جامعہ منظر اسلام بریلی شریف میں داخلہ لیا اور یہیں سے فضیلت تک کی تعلیم مکمل کی اس طرح ۲۰۰۶ء میں جامعہ کے سالانہ اجلاس کے موقع پر علما ومشائخ کے ہاتھوں دستار وسند سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔حضور تحسین ملت علامہ شاہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف، حضرت علامہ مفتی حنیف خاں صاحب رضوی بریلی شریف، علامہ قاضی مفتی شہید عالم صاحب کٹیہاری وغیرہم کے علاوہ وعلامہ ایوب صاحب پورنوی، علامہ نعیم اللہ خاں صاحب اور حضرت مولانا اعجاز انجم صاحب قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔فراغت کے بعد سب سے پہلے شاہ جہاں پور کے ایک گاؤں تلہر میں مدرسہ سراجیہ امین العلوم سے تدریسی خدمات کا آغاز کیا پھر اس کے بعد ضلع مرشد آباد بنگال کے مدرسہ سراج منیر جیبونتی تھانہ کاندی میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے

رہے ہیں اور دین ومسلک کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں آپ نے اس علاقے میں دین وسنیت کے تعلق سے کئی ایک نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں بتایا جاتا ہے کہ اس علاقے کا ایک گاؤں لوڈانگا جہاں کے لوگ وہابیوں کے دام فریب اور تقیہ بازی سے متاثر ہوکر معمولات اہل سنت سے منحرف ہونے لگے تھے اور جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہوتی تھی اور صلاۃ وقیام اور اذان قبر کو بدعت سمجھتے تھے مولانا موصوف کو جب معلوم ہوا تو جذبۂ سنیت سے لب ریز ہوکر اپنے چند مقتدیوں کو ساتھ میں لے کر اس گاؤں میں پہنچ گئے اور لوگوں کو اس سلسلے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ بتایا چوں کہ عوام الناس سنی خیال کے ہی تھے اس لیے ان باتوں کو تسلیم کرلیا اور آہستہ آہستہ ان پر عمل بھی شروع کردیا۔ اس پر دیوبندی مولویوں سے موقع بموقع بحث ومباحثہ بھی ہوا جس کے لیے مولانا موصوف نے علماے اہل سنت کے بیان کردہ دلائل پیش کیے نتیجتاً آج کے وقت میں پورا گاؤں سنی ہوگیا جمعہ کی اذان ثانی مسجد سے باہر اور صلاۃ وقیام اور فاتحہ واذان قبر سب رائج ہوگئے بہرحال آپ ایک نوجوان عالم دین ہیں خلوص وللہیت اور جذبۂ سنیت کے ساتھ دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

نکاح واولاد: ۲۰۰۷ء میں آپ کا نکاح ہوا اور اب تک ۴ بیٹے اولاد کی شکل میں موجود ہیں۔

حضرت مولانا حافظ نصیب احمد صاحب مصباحی پیار پور

اسسٹینٹ ٹیچر گورنمنٹ ہائی اسکول جام نگر تھانہ راج محل

نام مع ولدیت۔ محمد نصیب احمد ابن ماسٹر محمد دانش علی ابن احسان علی بسواس۔

تاریخ پیدائش۔ ۲۱؍مارچ ۱۹۸۵ء

گھر کا پتہ۔ مقام امانت پوسٹ پیار پور تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آپ کی پیدائش ایک دین دار گھرانے میں ہوئی ساتھ ہی زمین جائداد کے اعتبار سے بھی آپ کا گھرانہ بہت اچھا مانا جاتا ہے والد گرامی اسکول ٹیچر سے ریٹائر ہیں دیہات میں رہنے کے باوجود آپ نے اپنی ساری اولاد کو تعلیمات سے آراستہ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی ماشاءاللہ دو صاحب زادے عالم دین ہیں ایک انجینیئر ہیں صوم وصلاۃ کی پابندی میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں سماج میں انتہائی عزت ووقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں دادا جان بھی اپنے وقت کے انتہائی شریف اور سادہ لوح انسان تھے اولیا کرام سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے اپنے پیر ومرشد حضور سید محمد حسین شاہ جہاں پوری عرف دولہا میاں سے آپ مرید تھے اور پیر زادے حضرت سید مسعود احمد کلیمی چشتی القادری علیہ الرحمہ پر اپنی جان نچھاور کرنے کے لیے تیار رہتے تھے ساتھ ہی علاقے میں اچھا اثر ورسوخ کے ساتھ زمین جائداد بھی قدرے معتدبہ تھی سماج میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے بہرحال مولانا موصوف کا پورا گھرانہ ہی علم وفضل اور تقوی طہارت میں اچھے مانے جاتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ دارالعلوم امانت پیار پور میں ابتدائی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے پھر مرشدآباد بنگال کا معروف ادارہ جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیداپور میں داخلہ لے کر سب سے پہلے حفظ قرآن کی تکمیل کی اور ادارہ ہذا سے دستار حفظ کے بعد ایک سال درس نظامیہ کی بھی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یوپی کا سفر فرمایا اور دارالعلوم انوارالقرآن بلرام پور میں داخلہ لے کر سادسہ (عالمیت) تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ملک کا سب سے بڑا مرکزی ادارہ ازہرہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور دوسال تک تحصیل علم وفن کے بعد اعلیٰ پوزیشن سے کامیاب ہوئے اور ۲۰۰۷ء میں عرس حافظ ملت کے سنہرے موقع

پر علما و مشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت و سند فضیلت سے نوازے گئے۔

عصری تعلیم۔اشرفیہ سے درس نظامیہ کی تکمیل کے بعد عصری تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی میں ایڈمیشن لے کر بی اے اور بی ایڈ کا کورس مکمل کیا پھر اس کے بعد جواہر لال یونیورسٹی سے ایم اے اور مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد سے ایم ایڈ کے کورسیز مکمل کیے۔

معروف اساتذہ کرام۔ علامہ عبدالشکور صاحب مدظلہ العالی، علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتھم القدسیہ، علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی دام ظلہ العالی اساتذہ اشرفیہ کے علاوہ مفتی مسیح احمد صاحب قادری بلرام پور قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ مولانا ہارون صاحب مصباحی، مولانا حبیب اللہ بیگ ، مفتی محمد رضا صاحب مصباحی اساتذہ اشرفیہ

بیعت وارشاد۔حضور مسرور ملت حضرت سید شاہ مسرور احمد کلیمی چشتی القادری علیہ الرحمہ کٹرہ شریف یوپی۔

خدمات۔تمام تر کورسیز کو مکمل کرنے کے بعد سدرہ بی ایڈ کالج مالدہ میں اسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے خدمات کا آغاز ہوا اور تین سال تک ماشاء اللہ انتہائی محنت وجاں فشانی کے ساتھ خدمات انجام دیتے رہے پھر جھارکھنڈ اسکول بورڈ میں بحیثیت اسسٹینٹ ٹیچر اسکول میں جوائننگ ہونے کے بعد اپنے علاقہ راج محل کے جام نگر ہائی اسکول میں سرکاری ملازم ہو گئے۔مولانا نصیب احمد مصباحی ایک نوجوان عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ قرآن اور دیگر عصری تعلیمات سے آراستہ ہونے والے منفرد المثال شخصیت کے حامل ہیں مجھے ایسا لگتا ہے کہ سرزمین راج محل علماے اہل سنت میں دینی وعصری تعلیمات سے آراستہ ہونے والے آپ واحد شخص ہیں اور اپنے نام کی مناسبت سے النصیب یصیب کے مکمل حامل بھی آپ ہیں صرف یہی نہیں بلکہ سرکاری

نوکری ہونے کے باوجود دینی وملی اور مسلکی سرگرمیوں میں آپ پیش پیش بھی رہتے ہیں اخلاق وکردار کے اعتبار سے خلیق وملنسار اور منکسر المزاج ہونا آپ کی ایک بڑی خوبی مانی جاتی ہے دینی حمیت اور تعلیمی ذوق میں بھی اپنی ایک خاص پہچان رکھتے ہیں بلکہ نونہالان اسلام کی جدید طریقہ کے ساتھ تعلیم وتربیت کے لیے ہمیشہ فکر مند رہتے ہیں دعا ہے کہ رب تعالی ایسے عالم دین سے خوب خوب دین متین کی خدمات لے کر مذہب وملت کو روشن وتابناک بنائے۔آمین

اہم کارنامہ۔الفلاح سوشل ویلفیئر سوسائٹی راج محل کے آپ صدر ہیں ساتھ ہی اے پی جے عبدالکلام ویلفیئر سوسائٹی کے اہم رکن ہونے کے ساتھ ساتھ غوثیہ ایجوکیشن سینٹر امانت کے بانی اور آکس فورڈ پبلک اسکول امانت کے ڈائیریکٹر ہیں۔

نکاح واولاد۔ اپنے ہی خاندان میں چچا کی دختر نیک اختر عزیزہ آصفہ سلطانہ سے عقد مسنون ہوا اور ان کی بطن سے فی الوقت ایک صاحب زادی عزیزہ سعدیہ فاطمہ سلمھا آپ کی یادگار ہیں۔

حضرت مولانا لطف الرحمن صاحب رضوی پران پور

استاذ مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور

نام مع ولدیت۔محمد لطف الرحمن انصاری ابن ممتاز انصاری

مختصر نسب نامہ۔محمد لطف الرحمن ابن ممتاز انصاری ابن علی بخش انصاری ابن دلاور انصاری ابن گھینو انصاری۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۰۷ھ مطابق ۵؍جولائی ۱۹۸۵ بروز بدھ۔

گھر کا پتہ۔حسن ٹولہ پران پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

ابتدائی تعلیم۔ بغدادی قاعدہ سے ناظرہ ختم قرآن کی پڑھائی اپنے محلہ کے دارالعلوم

غوثیہ پوربی پران پور میں جناب منشی طیب علی صاحب سے حاصل کی پھر اس کے بعد ابتدائی
اردو فارسی کی تعلیم کھٹی ٹولہ مدرسہ میں حاصل کی بعدہ علاقے سے باہر اور بنگال کے مدرسہ غریب
نواز کمالتی پور میں داخلہ لے کر درجۂ اعدادیہ کی تعلیم مکمل کی پھر اس کے بعد جامعہ قادریہ مظہر العلوم
علی پور کلیا چک ضلع مالدہ میں داخلہ لے کر درجۂ ثالثہ تک کی تعلیم سے اپنے کو بہرہ ور کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ متوسطات اور منتہی درجات کی تعلیم کے لیے یوپی پہنچے اور شہر مخدوم پاک کے
معروف ادارہ امیر العلوم سمنانیہ میں داخلہ لیا اور ادارہ ہذا میں رابعہ تا فضیلت کی تعلیم مکمل
کرنے کے بعد یکم مارچ ۲۰۰۷ء میں دستار وسند فضیلت سے نوازے گئے اس موقع
پر علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار بندی ہوئی بالخصوص اس موقع پر حضور شیخ الاسلام علامہ
سید مدنی میاں صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ اور علامہ قمر الزماں صاحب اعظمی مدظلہ العالی
کی موجودگی زندگی کے یادگار لمحات میں سے مانا جاتا ہے بلکہ حضور شیخ الاسلام سے بخاری
شریف کی آخری حدیث تیمنا پڑھ کر شرف تلمذ بھی حاصل کیا۔ اسی طرح حضور خواجۂ علم وفن علامہ
مظفر حسین رضوی پورنوی علیہ الرحمہ سے منطق کی کچھ کتابیں پڑھ کر اور حضور بحر العلوم علامہ مفتی
عبد المنان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ سے چالیس حدیثیں پڑھ کر بھی شرف تلمذ کی سعادت حاصل ہے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا غلام غوث صاحب، حضرت مولانا بدر عالم صاحب،
حضرت مولانا نسیم ثقافی صاحب وغیرہ اساتذہ امیر العلوم سمنانیہ کچھوچھ کے علاوہ علامہ مفتی
عزیر احسن صاحب پورنوی، مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی، حضرت مولانا مفتی ظہور عالم
صاحب، حضرت مولانا مفتی ممتاز حسین صاحب ومفتی واعظ الحق صاحب قابل ذکر ہیں۔ ساتھ
ہی ابتدائی تعلیم وتربیت کے اساتذہ کی حیثیت سے حضرت مولانا عبد الخالق صاحب،

مولانا الطاف حسین صاحب کلیمی، مولانا نور الدین صاحب اور مولانا انیس الرحمن صاحب
کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

بیعت وارشاد۔ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ سے مرید ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ تنویر العلوم جبل پور ایم پی سے تدریسی
خدمات کا آغاز ہوا چند ماہ تک درس دینے کے بعد جب گھر آئے تو والد گرامی کا حکم ہوا کہ
گھر سے اتنی دور نہ رہ کر قریب ہی کسی ادارہ میں تدریسی خدمات انجام دو چناں چہ اس کے
بعد ہی سے تادم تحریر اپنے گھر سے قریب مدرسہ قادریہ فیضان رسول پوربی پران پور میں
بحیثیت استاذ تقرر ہوا اور ایک ذمہ دار عالم دین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیتے
آرہے ہیں ساتھ ہی ایک مسجد میں امامت وخطابت کا فریضہ بھی بحسن وخوبی انجام دے رہے
ہیں۔ مولانا موصوف ایک جواں سال عالم دین ہیں درس گاہی استاذ اور خطیب مسجد ہونے
کے ساتھ ساتھ فکر وتدبر میں نباض قوم وملت ہیں مسلک وملت کو مضبوط ومستحکم بنانے کے لیے
پرخلوص جذبہ لے کر سامنے آتے ہیں معاشرہ میں اختلاف وانتشار کی گھڑی میں آپ کے
حسن تدبیر اور مضبوط حکمت عملی دیکھنے کے لائق ہے سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے
اس محاورہ کے مطابق قوم وملت کے اندر شر پسند عناصر کو انتہائی باریکی سے ختم کر کے اتحاد
والفت پیدا کرنے میں اچھی مہارت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ علاقہ پران پور میں نوجوان
ہونے کے باوجود عمر دراز علمائے کرام پر بھی کبھی آپ کا فارمولہ حاوی ہوتا ہے تنظیم علما میں آپ
کو اہم رکن کی حیثیت سے جانا جاتا ہے دینی ملی اور مسلکی سرگرمیوں میں آپ کا جوش وجذبہ
لائق دید ہوتا ہے خاص کر رضویات کے باب میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ

نے جس طرح اپنے اساتذہ کو نہایت مشفق ومہربان پایا اسی طرح اپنے شاگردوں میں شفقت کا مظاہرہ کرکے مشفق استاذ کی حیثیت سے طلبہ میں مشہور ہیں۔

نکاح واولاد۔ جناب الحاج لقمان شیخ عثمانی ٹولہ راج محل کی دختر نیک اختر سے عقد مسنون ہوا ان کے بطن سے فی الوقت دو صاحب زادیاں ہیں۔

حضرت مولانا احمد رضا رضوی پیار پور

نام مع ولدیت۔ محمد احمد رضا ابن الحاج محمد منیر الدین ابن رجاب علی

تاریخ پیدائش۔ ۲۱/جون ۱۹۸۵ء

گھر کا پتہ۔ پیار پور پوسٹ پیار پور رادھانگر صاحب گنج

خاندانی حالات۔ اباء واجداد دیندار اور نیک لوگوں میں تھے داداجان اپنے وقت کے ملا (ابتدائی اردو عربی پڑھانے والے مولوی تھے) تھے اور پیار پور میں دینی وملی کاموں میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ مجموعی طور پر گھرانے کے زیادہ تر لوگ نیک اور صوم وصلاۃ کے پابند ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک مالدہ اور مدرسہ تدریس الاسلام بسڈیلہ خلیل آباد یوپی میں آپ نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اخیر میں دوبارہ علی پور مدرسہ میں داخلہ لے کر یہیں سے ۲۰۰۴ء میں **فراغت ہوئی۔**

مشہور اساتذہ کرام۔ مفتی عزیز احسن صاحب پورنوی، مفتی واعظ الحق صاحب پیار پوری، مولانا ہاشم رضا صاحب بہرال، مفتی ظہور صاحب کٹیہاری مولانا غلام مرتضیٰ صاحب پیار پوری ومولانا رئیس الدین صاحب کربلا والے قابل ذکر ہیں۔

رفقائے درس۔ مفتی غلام مجتبیٰ صاحب بیربھوم، مولانا جسیم پورنیہ، مولانا عبد القادر صاحب

پیار پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف۔

خدمات: فراغت کے بعد مدرسہ مصباح العلوم کانوپور مرشد آباد بنگال سے تدریس کا آغاز ہوا اس کے بعد دو سال تک مدرسہ صدامیہ پیار پور اور تین سال تک دار العلوم پیار پور (عالیہ مدرسہ) میں درس وتدریس کے بعد فی الوقت مدرسہ بحر العلوم امانت گھاٹ پیار پور میں مسلسل سات سال سے تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی انجمن رضائے مصطفیٰ پیار پور کے ماتحت تمام علاقائی خدمات دینیہ میں سرپرستی دیتے آرہے ہیں آپ ایک خوش مزاج عالم دین ہیں اور سنیت کا خوب جذبہ رکھتے ہیں۔

نکاح واولاد۔ نکاح مسنونہ۔ حضرت مفتی واعظ الحق صاحب کی دختر نیک اختر سے ۲۰۰۹ء میں عقد ہوا اور ان سے دو بیٹے اور ایک بیٹی آپ کی یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا عبد القادر صاحب پیار پور

نام مع ولدیت۔ محمد عبد القادر ابن کریم الدین ابن الحاج جاوید علی صاحب۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۹۸۶ء

گھر کا پتہ۔ مدھیہ پیار پور پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آباء واجداد علاقے میں اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے مالی اعتبار سے پہلے بہت اچھے تھے مگر بعد میں غربت کا شکار ہونے کے باوجود فی الوقت بحمدہ تعالیٰ متوسط الحال لوگوں میں گنے جاتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ ابتدائی تعلیم دار العلوم امانت پیار پور میں ہوئی اور صدامیہ مدرسہ میں بھی کچھ

دنوں تک ابتدائی کتابوں کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ مدرسہ منظر اسلام کراری چاند پور کلیا چک مدرسہ فصیحیہ خالتی پور کلیا چک میں ثالثہ تک کی تعلیم حاصل کی پھر رابعہ تا خامسہ کی تعلیم مدرسہ شمس العلوم گھوسی ضلع مئو یوپی میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ روناہی ضلع اجودھیا (فیض آباد) میں فضیلت تک کی تعلیم مکمل کی اور سن ۱۹۹۹ء میں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ علامہ عبداللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ مفتی شبیر حسن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ نعمان خاں صاحب اساتذۂ روناہی کے علاوہ بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ ڈاکٹر عاصم صاحب، مولانا رضوان صاحب اور مولانا ممتاز صاحب اساتذہ شمس العلوم گھوسی ان کے علاوہ ابتدائی درجات کے اساتذۂ کرام میں مولانا رئیس الدین صاحب کربلا، مولانا غلام مرتضی صاحب پیار پور قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ مولانا احمد رضا صاحب پیار پور، مولانا مفتی اسراء الحق صاحب پران پور اور مولانا روح الامین صاحب پران پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ بدست اقدس حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد شہر یا کوڑ کے ایک مدرسہ میں کچھ دنوں تک درس دیئے پھر بھگوان گولہ مرشد آباد اور مدرسہ صدامیہ پیار پور میں مختلف ادوار میں تعلیم وتدریس کے بعد فی الوقت مدرسہ بحر العلوم امانت گھاٹ پیار پور میں تدریسی خدمات پر مامور ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ علاقے کی ایک مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے آرہے ہیں۔

اہم کارنامہ۔ سرزمین پیار پور کے لیے مولانا موصوف کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جماعت

رضائے مصطفی کی شاخ قائم کر کے دینی ملی اور مسلکی سرگرمیوں میں خوب حصہ لیتے ہیں اور عوام الناس میں اس جماعت کی طرف دن بدن میلان بھی بڑھتا جارہا ہے اور اصلاح معاشرہ میں خوب کارگر ثابت ہورہا ہے انتہائی شوق وذوق اور اخلاص کے ساتھ تبلیغی کام بھی اچھا خاصا ہونے لگا ہے۔

نکاح واولاد۔ ۲۰۰۳ میں عقد مسنون ہوا جس کے بعد سے اب تک چھ اولاد پیدا ہوئیں ۲ صاحب زادے اور ۴ صاحب زادیاں۔

مولانا نورالاسلام صاحب رضوی درگاہ ڈنگا

استاذ مدرسہ فیضان بہاء الدین قادری درگاہ ڈنگا

نام مع ولدیت۔ محمد نور الحق عرف نورالاسلام ابن الحاج مستقیم صاحب ابن شیخ محمد۔

سن پیدائش۔ ۱۹۸۶ء

گھر کا پتہ۔ درگاہ ڈنگا پوسٹ ادھوا تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ خاندانی اعتبار سے درگاہ ڈنگا کے مشہور ومعروف اور بااثر گھرانے سے آپ کا تعلق ہے دین ومذہب کے اعتبار سے بھی آباواجداد اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے پیشہ کے اعتبار سے کاشت کار تھے تاہم پہاڑ میں سنگ تراشی اور پتھر توڑنے کا کام بھی گاہے بگاہے کیا کرتے تھے ویسے فی الوقت پتھر کا کام بھی بند ہوگیا ہے کھیتی باڑی کے ساتھ ساتھ ہی خاندان کے لوگ تجارت وغیرہ میں بھی لگ چکے ہیں۔ مولانا کے والد محترم ماشاء اللہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد سے جامع مسجد درگاہ ڈنگا کی دیکھ ریکھ اور درگاہ شریف کی نگرانی میں ہی اکثر اوقات بسر کرتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے خاندان کے جناب منشی صدیق صاحب مرحوم کے پاس ناظرہ ختم قرآن وغیرہ کی پڑھائی کی جب ہوش سنبھالے تو گاؤں میں قدم جماتے دیوبندیت کا مقابلہ کرنے اور لوگوں کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کے مقصد سے دادا جان جناب شیخ محمد مرحوم نے اپنے چھوٹے بیٹے حضرت مولانا مطیع الرحمن صاحب اور پوتے مولانا نورالاسلام صاحب کو سنی عالم بنانے کا ارادہ فرمایا اور اپنے رشتے میں بھانجہ حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنجوی کے حوالہ کیا چناں چہ حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں ناظرہ کے بعد ہی یوپی آ گئے اور مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور ضلع غازی پور میں داخلہ لیا اور یہاں پر مسلسل تین سال تک ابتدائی درجات کی تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے حضرت مولانا مفتی ممتاز حسین صاحب قبلہ کے زیر سایہ مدرسہ غوثیہ انجیلا میں کچھ دنوں تک رہے پھر اس کے بعد مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ راج محل میں حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب رضوی کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کی پھر مزید تعلیم کے حصول کے لیے دوبارہ یوپی کا سفر کر کے مدرسہ اشاعت العلوم مہراج گنج اور دارالعلوم محمدیہ کشی نگر میں چند سال تک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد فضیلت سے پہلے ہی ۲۰۰۵ء میں تعلیمی سلسلہ ختم کر کے اپنے گاؤں کے مدرسہ فیضان بہاء الدین قادری میں تدریسی خدمات اور اس کی تعمیر وترقی میں لگ گئے۔

اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب قبلہ مصباحی (بیگم گنج)، حضرت مولانا مفتی ممتاز حسین صاحب قبلہ (باغ پنجرہ)، حضرت مولانا مفتی جلال الدین صاحب قبلہ رضوی (حسن ٹولہ) اور حضرت علامہ مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قبلہ یوپی قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد: حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ سلسلۂ تعلیم کے اختتام کے بعد سے ہی اپنے گاؤں کے پیر بابا کے نام سے منسوب مدرسہ فیضان بہاء الدین قادری درگاہ ڈنگا میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر سے قریب باغ پنجرہ گاؤں کی نوری جامع مسجد میں کئی سالوں تک امامت کا فریضہ بھی انجام دیا پھر جب اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں بحیثیت امام آپ کا انتخاب کیا گیا تو نوری جامع مسجد باغ پنجرہ کو چھوڑ کر گاؤں کی قدیم اور مشہور جامع مسجد میں بحیثیت امام وخطیب مقرر ہو گئے اور بفضلہ تعالیٰ بوقت تحریر مدرسہ ومسجد کے فرائض کی انجام دہی میں مصروف بعمل ہیں۔ اور ذریعہ معاش کے ساتھ ساتھ دینی خدمت سمجھ کر دینی واسلامی کتابوں کی دکان بنام ازہری پستک بھنڈار کھول کر کتب فروشی کا کام بھی کرتے ہیں۔

عزیز القدر مولانا نورالاسلام صاحب نوجوان علماے کرام میں ایک ہونہار اور باذوق عالم دین میں شمار ہوتے ہیں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا خوب جذبہ رکھتے ہیں ان کے آبائی گاؤں درگاہ ڈنگا میں دیوبندیوں نے تقیہ بازی سے وہابیت کا جال بچھانا شروع کر دیا تھا ایسے میں الحمدللہ انہوں نے اور دیگر چند نوجوان علماے کرام نے اپنی جدوجہد اور حسن تدبیر سے یہ گاؤں دیوبندیوں کی ضلالت وبدمذہبیت سے کسی طرح محفوظ کیا حالاں کہ یہاں کے لوگ قدیم زمانے سے معمولات اہل سنت مثلاً قیام ودرود، تیجہ چہارم اور چالیسواں وغیرہ کے پابند ہیں اور اپنے کو سنی حنفی بریلوی بھی کہتے ہیں مگر سوئے قسمت سے گاؤں کا مولوی اناج علی سب سے پہلے دیوبندی مدرسہ میں پڑھ کر مولوی بنا اور جامع مسجد میں قبضہ کر کے امامت کرنا شروع کر دیا

ساتھ ہی گاؤں کے کئی ایک لڑکوں کو بھی دیوبندی مدرسہ میں داخلہ کرکے حافظ مولوی بنا کر اپنے کو مضبوط بھی کرلیا اور تقیہ بازی کرکے لوگوں میں شکوک وشبہات بھی پیدا کرنے لگا قریب تھا کہ اس گاؤں سے سنیت کا خاتمہ ہوجاتا مگر فضل الٰہی سے اسی درمیان مولانا مطیع الرحمن ومولوی نورالاسلام صاحبان اہل سنت وجماعت کے ترجمان بن کر گاؤں میں آئے اور انتہائی جدوجہد کرکے اس گاؤں کو وہابیت کے چنگل سے آزاد کیا آج الحمدللہ جامع مسجد پر بھی قبضہ ہوچکا ہے اور درگاہ ڈانگا مزار شریف کے پاس مدرسہ فیضان بہاء الدین قادری بھی قائم ہوچکا ہے مجموعی طور پر اکثر لوگ سنیت میں داخل ہوکر مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند ہوچکے ہیں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر اس گاؤں سے ماشاء اللہ پورا قافلہ بریلی شریف جاتا ہے بااثر لوگوں میں اکثر لوگ مسلک اہل سنت کے قائل ہوچکے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کو مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اولاد۔ فی الوقت تین صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادے اولاد کے طور پر موجود ہیں۔

حضرت مولانا مفتی شفیق الاسلام صاحب مصباحی بیگم گنج

صدر المدرسین مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج تھانہ رادھانگر، راج محل، صاحب گنج

نام مع ولدیت۔ محمد شفیق الاسلام ابن محمد لیاقت علی ابن محمد سالم شیخ ابن محمد لیبھرسی شیخ ابن جبی شیخ

تاریخ پیدائش۔ ۶ رستمبر ۱۹۸۷ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے آباواجداد پہلے نواب دیاڑا (چاروں طرف ندی اور بیچ میں آبادی) کے رہنے والے تھے جو گنگا ندی کے کنارے

ضلع مالدہ بنگال کا ایک گاؤں تھا پورا گاؤں گنگا ندی کے کٹاؤ میں زیرآب ہوجانے کے بعد یہاں کے باشندے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں دوگاچھی دیاڑا میں آکر آباد ہوئے کچھ دنوں کے بعد یہ علاقہ بھی کٹ کر ندی میں چلا گیا پھر پران پور دیاڑا میں آباد ہوئے اس طرح مختلف جگہوں سے منتقل ہوتے ہوئے دادا پردادا نے بیگم گنج آکر مستقل سکونت اختیار کی انتقال مکانی کی وجہ سے غربت وافلاس سے دوچار ہونا ایک فطری بات ہے چناں چہ آپ کے دادا پردادا کا بھی معاملہ ایسا ہی ہوا کہ مالی اعتبار سے کافی خستہ حالی کے شکار ہوچکے تھے مگر فضل الٰہی سے بیگم گنج آنے کے بعد کچھ دنوں میں پرانی زمین جائداد جوندی میں گرچکی تھی آہستہ آہستہ دیاڑا (جزیرہ نما زمین۔ چاروں طرف پانی اور بیچ میں خشکی) کی شکل میں دوبارہ نمودار ہونا شروع ہوئی تو ایک حدتک دوبارہ کھیتی باڑی کا کام بھی شروع ہوگیا اس طرح چند سالوں کے بعد ماشاء اللہ سابق کی طرح پوزیشن پھر اچھی ہوگئی بہرکیف آپ کے خاندان میں داداجان ایک دین دار خوش اخلاق اور مہمان نواز شخص تھے ان کا حافظہ بہت مضبوط تھا ساتھ ہی داد ودہش میں بھی بہت آگے تھے جامع مسجد دیاڑٹولہ کے قیام سے لے کر اس کے لیے کھیتی کی زمین تقریباً چھ بیگھہ آپ نے اللہ کے واسطے وقف کیا۔ فجز اہ اللہ خیرالجزاء حج بیت اللہ کا ارادہ کرنے کے بعد نیرنگئی تقدیر دیکھئے کہ ان کی حیات نے ساتھ نہیں دیا اور حج کی سعادت سے بظاہر محروم رہ گئے۔ والدین کریمین بھی نیک ہیں صوم وصلاۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ اخلاقی اعتبار سے بھی اچھے ہیں۔ رب تعالیٰ دونوں کا سایہ دراز فرمائے۔ آمین۔

ابتدائی تعلیم۔ محلے کے مکتب سے لے کر مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج میں ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی پھر ۱۹۹۷ء میں پہلی بار گھر سے باہر تحصیل علم کے لیے جانے کا ارادہ

کیا چناں چہ ابھی پورا ہوش وحواس سنبھالے نہیں تھے کہ استاذ گرامی مصلح قوم وملت حضرت
علامہ عبدالسلام صاحب مصباحی قادری ہاتھ میں اٹھا کر گھر سے بہت دور یوپی لے کر آئے
اور مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور ضلع غازی پور میں داخلہ کرا کر اپنے زیر شفقت تعلیم وتربیت
سے آراستہ کیا حضرت نے ہی ہاتھ پکڑ کر چلنا بولنا اور قلم پکڑنا سکھایا اس طرح حضرت کے
زیر سایہ درجہ اولیٰ کی تعلیم مکمل کی جب حضرت ادارہ ہذا سے مستعفی ہوئے تو کچھ ہم سبق
ساتھیوں کے ہم راہ دوسرے ادارے میں داخلہ کا ارادہ کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ دولہہ پور کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے ارادے سے شمالی یوپی کی
سرحد نیپال سے قریب مدرسہ عزیزیہ اشاعت العلوم سہسوا بازار ضلع مہراج گنج میں داخلہ لے
کر درجۂ ثالثہ تک کی تعلیم مکمل کی پھر مزید اعلیٰ تعلیم کے غرض سے ۲۰۰۲ء میں ملک کی عظیم
مرکزی درس گاہ ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور الحمد للہ جامعہ میں درجہ رابعہ
تا درجۂ فضیلت کی تعلیم نہایت ہی ذوق وشوق اور محنت ولگن کے ساتھ حاصل کی یکم جمادی الاخرہ
۱۴۲۷ھ مطابق ۲۸؍جون ۲۰۰۶ء بروز بدھ عرس عزیزی کی فضا میں عمائدین ومشائخ اسلام
کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت ودستار قرأت حفص سے نوازے گئے۔ دستار فضیلت کے
بعد جنوبی ہند کا مشہور ادارہ جامعہ ثقافۃ السنیہ کیرالا سے تخصص فی الادب العربی کا کورس
چند مہینوں تک کرنے کے بعد طبیعت ناساز ہو جانے کی وجہ سے گھر آ گئے دوبارہ وہاں نہ جا کر فقہ
وافتا کے لیے ادارہ شرعیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور یہاں پر فتویٰ نویسی کی مشق کرنے کے ساتھ ساتھ
تحقیق فی الفقہ کا کورس کرنے کے بعد ۲۰۰۹ء میں تعلیمی دور کا اختتام ہوا۔

مشہور اساتذہ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ گھوسی، علامہ محمد احمد صاحب

مصباحی بھیروی، علامہ عبدالشکور صاحب گیاوی، علامہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی، علامہ
مفتی معراج القادری علیہ الرحمہ فیض آباد، علامہ نصیر الدین صاحب گڑھوا اساتذہ اشرفیہ کے
علاوہ علامہ شیخ ابوبکر صاحب کیرالا، علامہ عبدالحکیم صاحب ازہری کیرالا اور علامہ مفتی حسن
رضا صاحب پٹنہ، ڈاکٹر امجد رضا صاحب پٹنہ، علامہ محب اللہ صاحب رضوی اور مرتب تذکرہ
علماے راج محل حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنج قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ پیر طریقت حضرت مولانا مفتی شاہد رضا صاحب مصباحی مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ کیری شریف بانکا بہار، حضرت مولانا مفتی جہانگیر عالم صاحب ناگ پوری،
حضرت مولانا سید کاشف رضا صاحب مصباحی، حضرت مولانا مطیع الرحمن صاحب درگاہ ڈنگا،
حضرت مولانا یوسف رضا صاحب بیگم گنج، حضرت مولانا شیخ فرید صاحب بیگم گنج قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی
شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ تعلیمی دور سے فارغ ہونے کے بعد سے اب تک متعدد اداروں میں درس وتدریس
اور افتا کی خدمات انجام دیں جیسے الجامعۃ الآسویہ کہلا، رتوا، ضلع مالدہ۔ جامعہ رضویہ پنچانند
پور مالدہ، جامعہ رضویہ اشرف العلوم بامون گرام مالدہ اور ۲۰۱۴ء سے تا حال ۲۰۲۱ء اپنے
ہی گاؤں کے مشہور ادارہ مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج میں تدریس کے ساتھ ساتھ مہتمم ہونے کی
حیثیت سے اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں اول الذکر جامعہ میں آپ نے باضابطہ مشق
افتا کے طلبہ کو طریق افتا کا کورس بھی کرایا ہے۔

مولانا شفیق الاسلام صاحب نوجوان علماے کرام میں ایک ذی استعداد عالم دین ہیں درس

گاہی صلاحیت کے ساتھ ساتھ فقہی امور میں گہری نظر رکھتے ہیں سنجیدہ مزاج کم گو اور مستحکم عزم وارادہ کے حامل ہیں خاموش مزاجی سے اپنے معاندین وحاسدین کو عمل سے جواب دینے کے عادی ہیں مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج کی تعمیر وترقی میں آپ کا بڑا حصہ رہا ہے اپنے گاؤں میں رہ کر گاؤں کے مدرسے میں خدمات انجام دینا صبر وتحمل اور قوت برداشت کی صفت والے اشخاص کا ہی کام ہے بہرکیف مدرسہ کے ساتھ ساتھ بیگم گنج اور علاقہ راج محل کے دینی ملی اور مسلکی سرگرمیوں میں بھی خوب حصہ لیتے ہیں گاؤں کے اصلاحی اور فلاحی کاموں میں عام طور پر آپ پیش پیش رہتے ہیں اور تنظیم ''علماے بیگم گنج'' کے اہم رکن ہیں دین وسنیت کی نشر واشاعت میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہیں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مزید خدمات دین کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اولاد۔فی الوقت تین اولاد کے مالک ہیں ایک لڑکی اور دو لڑکے۔

حضرت مولانا رفیق الاسلام صاحب نعیمی پران پور

استاذ جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑی گھاٹ روڈ رگھوناتھ گنج ضلع مرشد آباد

نام مع ولدیت۔محمد رفیق الاسلام ابن شاہ ذوالحق ابن حفیظ الدین

تاریخ پیدائش۔۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ مطابق ۲؍مئی ۱۹۸۸ء

گھر کا پتہ۔خاص محل پران پور پوسٹ پیار پور تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔آباواجداد پہلے بہت خوش حال تھے مگر گردش ایام کی وجہ سے بیچ میں غربت وافلاس کے شکار ہوگئے لیکن بفضلہٖ تعالیٰ فی الوقت ۲۰۲۱ء میں حالات اچھے ہوگئے ہیں اور متوسط الحال لوگوں میں شمار ہوتے ہیں خاندان کے لوگ عام طور پر نیک اور دین دار ہیں۔

پیشہ کے اعتبار سے کاشت کاری اور کھیتی باڑی ہی زیادہ اہم ہے والدین کریمین دونوں ہی دین دار ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاق مند ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔اپنے محلے میں رہ کر جناب حافظ روح الامین صاحب کے زیر سایہ ناظرہ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے پھر اس کے بعد حصول علم کے مقصد سے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا اور سب سے پہلے مدرسہ فیضان رسالت ملکی ضلع مالدہ میں داخلہ لے کر درجۂ ابتدائیہ کی تکمیل کی اس کے بعد دارالعلوم گلشن کلیمی راج محل میں داخلہ لے کر اعدادیہ واولیٰ کی تعلیم سے آراستہ ہوئے پھر اس کے بعد دو سال کے لیے مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ ثانیہ وثالثہ کی تکمیل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے مرکز علم وحکمت کے صوبہ یوپی جانے کا عزم کیا اور چند ساتھیوں کے ہم راہ سفر کر کے شہر مخدوم پاک کے مدرسہ امیر العلوم سمنانیہ کچھوچھہ شریف پہنچ کر ادارہ ہذا میں داخلہ لیا۔یہاں پر رابعہ وخامسہ دو سال تک تحصیل علم کرنے کے بعد یوپی کے مشہور ومعروف اور قدیم ادارہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لیا اور جامعہ ہذا میں فضیلت وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔حضرت علامہ مفتی ایوب صاحب قبلہ نعیمی،حضرت علامہ ہاشم صاحب قبلہ نعیمی اساتذہ جامعہ نعیمیہ۔حضرت مولانا غلام غوث صاحب،حضرت مولانا بدرالدین صاحب اساتذہ امیر العلوم۔حضرت مولانا شاہجہاں صاحب عزیزی،حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی اساتذہ غوثیہ فصیحیہ خالتی پور،حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی گلشن کلیمی اور حضرت مولانا عبدالخالق صاحب رضوی مرغی ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ مفتی عارف رضا صاحب دیناج پوری، مولانا محبوب عالم صاحب کشن گنج، مولانا غلام سرور صاحب کشن گنج۔

بیعت وارشاد۔ حضور جمال ملت نواسۂ مفتی اعظم ہند حضرت جمال رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے الجامعۃ الچشتیہ میران پور کٹرہ ضلع شاہ جہاں پور یوپی میں تین سال تک تدریسی خدمات انجام دی اس کے بعد مدرسہ کلیمیہ سراج العلوم کسٹو پور کلیا چک ضلع مالدہ بنگال میں کچھ دنوں تک درس دیا پھر اس کے بعد مدرسہ مصباح العلوم اسلام پور ضلع مرشد آباد بنگال میں دو تین سال تک طالبان علوم نبویہ کو علم سے سیراب کیا بعدہ اسی ضلع کے کانو پور کے مدرسہ کلیمیہ میں بھی کچھ دنوں تک تدریسی خدمات انجام دیا فی الوقت ۲۰۲۱ء مرشد آباد کے مشہور و معروف ادارہ جامعہ غوثیہ رضویہ گاڑھی گھاٹ میں تدریسی خدمات پر مامور ہیں۔

مولانا رفیق الاسلام صاحب نوجواں علمائے کرام میں علمی صلاحیت اور زبان وبیان کے اعتبار سے ایک نمایاں حیثیت کے مالک ہیں فقہ وافتا میں کافی ذوق رکھنے کے ساتھ ساتھ مناظرانہ بحث وابحاث میں بہت حد تک دلچسپی رکھتے ہیں میدان خطابت میں بھی ایک ذمہ دار خطیب کی حیثیت سے اسٹیج کو فیض یاب کرتے ہیں۔ کئی مقامات پر آپ نے وہابیوں سے مناظرانہ بحث کیا اور باطل کو شکست دے کر علم سنیت کو بلند کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ مرشد آباد علاقے کے مختار پور نامی گاؤں میں وہابی مولویوں نے آپ کو دھوکہ دے کر اہل سنت کے خلاف سازش رچنے کی کوشش کی اور عوام الناس کو اپنے دام تزویر میں لینے کا پلان بنایا تھا۔ آپ نے کئی ایک دیوبندی مولویوں کے مقابلے میں تن تنہا دلائل اہل سنت پیش کیا اور کافی بحث ومباحثہ کے

بعد سب پر آپ غالب آئے اور الحمد للہ آپ کی وجہ سے وہاں پر سنیت کو فتح نصیب ہوئی۔

قلمی خدمات۔ ''ایمان واسلام'' غیر مطبوعہ ''ضرب المھلک علی عنق ذاکر نائیک'' غیر مطبوعہ۔

نکاح واولاد۔ ۲۹ر اکتوبر ۲۰۱۲ء میں عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے فی الوقت (۲۰۲۱ء) دو صاحب زادیاں اور دو صاحب زادے یادگار ہیں۔

حضرت مولانا نورالحق صاحب فیضی اشرفی بیگم گنج

نام مع ولدیت۔ محمد نورالحق ابن محمد مہرم الدین ابن شاب شیخ ابن ذاکر شیخ۔

سن پیدائش۔ ۱۹۸۸ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج غیاث ٹولہ پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ مولانا موصوف ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئے آباواجداد بااخلاق اور علم دوست تھے مالی اعتبار سے بہت کم زور گھرانہ تھا مگر فی الوقت آپ کے بھائی وغیرہ مجموعی طور پر خوش حال ہو چکے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں کے مشہور ادارہ مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج میں ابتدائی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے پھر اعدادیہ واولی کی تعلیم دارالعلوم گلشن کلیمی راج محل میں حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ درجۂ ثانیہ کی تعلیم مدرسہ غوثیہ سفیریہ نور پور بنگال میں اور ثالثہ ورابعہ کی تعلیم مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ میں حاصل کی پھر اسی طرح کئی ایک اداروں میں تحصیل علم کے بعد مدرسہ نظامیہ سلطان پور مرشد آباد سے عالمیت کی دستار بندی ہوئی پھر مزید اعلیٰ تعلیم کے لیے صوبہ جھارکھنڈ کے مرکزی ادارہ جامعہ فیض العلوم جمشید پور میں داخلہ لیا اور یہاں سے ۲۰۰۸ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت علامہ مولانا مفتی عابد حسین صاحب جمشید پور، علامہ نور اللہ خاں صاحب جمشید پور، مولانا عبدالحکیم صاحب راج محل، مولانا مفتی اکرام الحق صاحب راج محل، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب اشرفی راج محل، حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مصباحی بھاگل پوری قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مقصد علی صاحب مصباحی دیناج پور، مولانا منیر الاسلام صاحب مرشد آباد مولانا غلام مرتضی صاحب اور مولانا ابوبکر صاحب پران پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الاولیا شہزادہ حضور اشرف الاولیا علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی عرف قادری میاں کچھوچھہ شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد تین سال تک مدرسہ کلیمیہ سراجیہ واصل العلوم سٹاری ضلع مالدہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور متعدد مساجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری بھی بحسن وخوبی نبھاتے رہے۔ قدرت نے مولانا موصوف کو بنگلہ زبان میں خطابت کا عظیم ملکہ عطا کیا ہے۔ اپنی سریلی آواز اور نغمہ سنجی کے ساتھ سیرت رسول (جیونی) جب بیان کرتے ہیں تو سامعین بے خود ہوکر داد وتحسین سے نوازتے ہیں۔ سرزمین بنگال بشمول راج محل کے بنگالی علاقہ میں فی الوقت ۲۰۲۱ء آپ خطیب نوجوان اور مقرر سیرت النبی (جیونی وکتا) کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں کثرت پروگرام کی وجہ سے مسجد ومدرسہ کی خدمات میں پورا وقت دینا ایک طرح سے مشکل ہوجانے کی وجہ سے مستقل طور پر خطابت کو ہی اہم مشغلہ بنا چکے ہیں اور یہی آپ کی خدمات دینیہ کا اہم حصہ شمار کیا جاسکتا ہے تقریر کے ذریعہ عوام الناس میں رشد وہدایت اور اصلاح وفلاح کا کام انجام دیتے ہیں جو واقعی لائق تحسین ہے آپ کے سحر انگیز خطاب کے

ذریعہ کتنے گم گشتگان راہ اور بے دین لوگوں نے ہدایت پاکر اپنی عاقبت کو سنوارا ہے بہر کیف اخلاق وکردار کے اعتبار سے بھی آپ بڑے دھنی ہیں ملنساری اور عجز وانکساری بھی بہت حد تک آپ کی فطرت میں پائی جاتی ہے رب کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مزید خدمات دینیہ کی توفیق بخشے اور قوم وملت کو آپ کے تقریری جوہر سے خوب خوب شاد کام فرمائے۔ آمین

قلمی خدمات۔ ''نوری خزانہ'' بنگلہ نعتیہ کلام۔ ''مودینار ٹھکانہ'' بنگلہ نعتیہ مجموعہ۔

اولاد۔ فی الوقت آپ کی تین اولادیں ہیں۔ دو لڑکے اور ایک لڑکی سبھی زیر تعلیم ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب پران پور

استاذ دارالعلوم اہل سنت انوار ملت چھتر پورہ بلرام پور یوپی

نام مع ولدیت۔ عبدالحکیم ابن الحاج عبدالغفور صاحب

تاریخ پیدائش۔ ۱۰/اپریل ۱۹۹۰ء

گھر کا پتہ۔ دکھن قادر ٹولہ پوسٹ دکھن پلاس گاچھی تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ گاؤں کے ایک دین دار اور خوش حال گھرانے میں موصوف کی پیدائش ہوئی والد گرامی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد صوم وصلاۃ کے ساتھ ساتھ دینی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ سے ابتدائی اردو فارسی وغیرہ کی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسہ میں مولانا عبدالشہید صاحب، مولانا مجیب الرحمن صاحب اور مولانا فضل الحق سے حاصل کی پھر ابتدائی عربی درجات کی تعلیم کے لیے مدرسہ زینت العلوم حسن ٹولہ میں داخلہ لے کر تحصیل علم کیا پھر اس کے بعد درجہ اولیٰ وثانیہ کی تعلیم مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ میں مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے یوپی کا سفر کیا اور شہر مخدوم پاک کے مدرسہ محبوب یزدانی بسکھاری ضلع امبیڈکر نگر میں داخلہ لے کر درجہ ثالثہ تا درجہ سادسہ کی تعلیم مکمل کی پھر اس کے بعد ملک کے مشہور ادارہ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی میں داخلہ لیا اور یہاں پر فضیلت کی تکمیل کے بعد ۲۰۰۸ء میں دستار فضیلت وسند فضیلت سے نوازے گئے پھر مزید تحقیق کے لیے جامعہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی میں داخلہ لیا اور یہاں پر دو سالہ تخصص فی الادب العربی کا کورس مکمل کیا اور عصری تعلیم کے طور پر گورکھپور یونیورسٹی سے انجینئرنگ بھی کیا۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری، حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی، حضرت علامہ صوفی قمر عالم صاحب اشرفی وغیرہ اساتذہ جمدا شاہی کے علاوہ حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رضوی راج محلی، حضرت مولانا مفتی اکرام الحق صاحب کلیمی راج محل، حضرت مولانا شاہ جہاں صاحب عزیزی اساتذہ خالق پور مدرسہ اور حضرت مولانا جلال الدین صاحب رضوی حسن ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد مدرسہ معراج العلوم دھرم سنگھوا میں تدریسی خدمات کا آغاز ہوا پھر اس کے بعد اپنے مادر علمی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی میں بھی دو سال تک تدریسی خدمات کا موقع ملا بعدہ دارالعلوم اہل سنت انوار ملت چھتر پورہ ضلع بلرام پور یوپی میں بحیثیت نگراں استاذ تقرری ہوئی اور تا حال ادارہ ہذا میں منتہی درجات کی کتابوں کا درس دے کر تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک جواں سال عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ صلاحیت وقابلیت میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں منطق وفلسفہ جیسے خشک فنون میں کافی

مہارت رکھتے ہیں افہام وتفہیم کا ملکہ بھی ماشاء اللہ اچھا ہے۔ تدریس کے علاوہ وعظ ونصیحت اور اسلام وسنیت کی تبلیغ میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ بھی کافی حد تک آپ کے اندر پایا جاتا ہے۔

اولاد۔ فی الوقت ایک صاحب زادے اور ایک صاحب زادی اولاد میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا یوسف رضا صاحب ثقافی بیگم گنج

استاذ دارالعلوم فیضان رسالت ملکی بنگال

نام مع ولدیت۔ محمد یوسف رضا ابن محمد طیب علی ابن محمد تاج الدین ابن محمد مہر الدین شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۳۰؍ ربیع النور ۱۴۱۲ھ مطابق ۹؍ اکتوبر ۱۹۹۱ء بروز بدھ

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج دیاڑ ٹولہ تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے آبا واجداد بیگم گنج سے تقریباً سات کلومیٹر دور مشرق میں واقع ایک جزیرہ نما گاؤں دوگاچھی کے پہلے باشندے تھے گنگا ندی کے کٹاؤ کی وجہ سے انتقال مکانی کر کے سب سے پہلے آپ کے دادا جناب تاج الدین مرحوم نے بیگم گنج آ کر سکونت اختیار کی اور پردادا کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جناب مہر الدین صاحب مرحوم دوگاچھی میں کھیتی باڑی کر کے گذر بسر کرتے تھے اور متوسط الحال کاشت کار کی حیثیت سے جانے جاتے تھے مگر جب پورا گاؤں ہی گنگا ندی کی زد میں آ کر زیر آب ہو گیا تو انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں بیگم گنج آ کر آباد ہوئے اور یہیں سے وہاں کی بچی ہوئی زمین میں کھیتی کرنے لگے فضل الٰہی سے آہستہ آہستہ خستہ حالی ختم ہوئی اور کھانے پینے بھر زمین جائداد بھی اپنے قبضے میں آ گئی بہر حال خاندان کے لوگ اگرچہ بیگم گنج کے قدیم باشندوں میں سے نہیں ہیں مگر فی الوقت اثر ورسوخ اور شہرت

ودبدبہ کے اعتبار سے قدیم باشندوں پر حاوی ہوتے نظر آرہے ہیں دین داری کے حساب سے بھی پیش پیش رہتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ انتہائی کم سنی کے عالم میں والدگرامی جناب طیب علی مرحوم نے بیگم گنج کے پرانے اور مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی کے حوالے کر کے کہا کہ یہ چھوٹا سا بچہ آپ کی خدمت میں دے رہا ہوں بیٹا میرا ہے مگر باقی اس کی پرورش اور صحیح تعلیم وتربیت سے آراستہ کر کے آدمی بنانا آپ کا کام ہے چناں چہ انتہائی بچپنے میں اپنے استاذ گرامی کے ساتھ یوپی کے مدرسہ فیض الرسول دولہہ پور غازی پور پہنچ کر ناظرہ سے لے کر اعدادیہ تک دوسال میں بہت ہی ذوق وشوق اور محنت کے ساتھ تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوئے پھر جب ابتدائی تعلیم میں مضبوط ہوگئے تو آگے کی تعلیم کے لیے مدرسہ اشاعت العلوم سسوابازار ضلع مہراج گنج یوپی میں داخلہ لیا اور یہاں پر کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ غوثیہ حضوریہ سریا ضلع اعظم گڈھ میں داخلہ لیا دونوں مدرسہ میں ثالثہ تک کی تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے شہر مخدوم پاک کے دارالعلوم محبوب یزدانی بسکھاری کچھوچھہ شریف میں داخلہ لیا اور یہاں پر عالمیت تک کی تعلیم حاصل کر کے ۱۴۲۵ھ میں دستار عالمیت سے سرفراز ہوئے پھر اس کے بعد فضیلت اور باقی معیاری تعلیم کے لیے جنوبی ہند کے مرکزی ادارہ جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کیرالا کے لیے روانہ ہوئے اور یہاں پہنچ کر بحمدہ تعالیٰ ثانیہ کلیۃ اللغۃ العربیۃ تا رابعہ کلیۃ اللغۃ العربیہ اور اخیر میں کلیۃ اللغۃ العربیہ فی الفقہ (سند افتا) تک کی تعلیم مکمل کی اور ۲۰۰۹ء میں دستار فراغت سے شاد کام ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ مفسر قرآن علامہ عبداللہ خاں صاحب عزیزی علیہ الرحمہ،

قمر العلما حضرت علامہ شیخ ابوبکر احمد حفظہ اللہ ورعاہ کیرالا، محدث العلما حضرت علامہ شیخ اسماعیل صاحب تلیکوٹ، راہ نمائے قوم وملت حضرت علامہ محمد عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنج، ادیب شہیر علامہ محب اللہ صاحب مصباحی مہراج گنج قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ پیر طریقت حضرت سید منظر امام صاحب ثقافی دیناج پور، حضرت سید غلام ربانی صاحب ثقافی کرناٹک، حضرت مولانا شاکر صاحب نوری ثقافی دہلی، حضرت مولانا اظہار احمد صاحب مصباحی ازہری مئو، حضرت مولانا شہاب الدین صاحب دمکا، حضرت مولانا فرید احمد صاحب رضوی بیگم گنج، مولانا منیر الدین صاحب راج محل قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خان علیہ الرحمہ بریلی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ جامعہ مرکز الثقافہ السنیہ سے ۲۰۰۸ء میں فراغت کے بعد سب سے پہلے دکھن ۲۴ پرگنہ کولکاتا کے حضرت مولانا مفتی غلام صمدانی صاحب مدظلہ العالی کے آبائی گاؤں میں انہیں کے قائم کردہ ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیا ایک سال تک یہاں رہنے کے بعد مدرسہ قادریہ خضر پور ضلع غازی پور یوپی اور پھر اس کے بعد مدرسہ نظامیہ اسلامیہ مہاراج پور ضلع مالدہ میں ایک دوسال تک تدریسی خدمات انجام دیں پھر اس کے بعد کلیمی بورڈ کی دعوت پر مالدہ کے معروف ادارہ غریب نواز مشن دریاپور آگئے اور انتہائی محنت ولگن کے ساتھ منتہی درجات کے طلبہ کو درس دینے کا حسین موقع میسر آیا جس سے طلبہ میں کافی مقبولیت بھی ہوئی تقریباً دوسال تک تدریس کے بعد کلیمی بورڈ کا دوسرا ادارہ دارالعلوم کلیمیہ فیضان رسالت ملکی ضلع مالدہ میں بحکم سرپرست بورڈ ٹرانسفر کردیے گئے اس طرح ۲۰۱۳ء سے تاحال ادارہ ہذا میں ایک سنیئر استاذ اور گاہے بگاہے شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں

ساتھ ہی خاصکول کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دیتے آرہے ہیں۔
حضرت مولانا یوسف رضا صاحب ثقافی ایک جواں سال عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین درس گاہی استاذ اور فقہ وافتا میں بھی اچھا ملکہ رکھتے ہیں افہام وتفہیم کا مادہ ماشاء اللہ بڑا عمدہ ہے اس کے علاوہ اصلاح معاشرہ کے تعلق سے انہوں نے چند سالوں میں نمایاں کام انجام دیا ہے آپ جہاں امامت کرتے ہیں اس گاؤں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ لوگوں میں خاص کر عورتوں کے اندر بدعات وخرافات اور اندھی تقلید جیسی بیماریاں بہت زیادہ پائی جاتی تھیں اور جہالت میں مشرکانہ رسوم حتی کہ پیڑ پتھر وغیرہ کو سجدہ کرنے کو برا نہیں سمجھا جاتا تھا جگہ جگہ امام باڑہ اور اس میں داہا (مٹی کا گھوڑا) اٹھا کر فاتحہ کرتے تھے اور پیر پرستی میں تو اندھے ہو چکے تھے اللہ ورسول کو چھوڑ کر ہر معاملے میں پیر کا نام لینا اور اپنے سارے معاملات کو پیر کے سپرد کر دینا ایک عام بات تھی ایسے میں مولانا نے انتہائی جدوجہد اور حسن تدبیر سے ان تمام بدعقیدگیوں کو دور کر کے مسلک اہل سنت وجماعت کے صحیح مراسم کو رائج کرنے میں غیر معمولی خدمات انجام دیں آج بفضلہ تعالیٰ بہت حد تک لوگوں نے ان باتوں سے پرہیز کرنا شروع کر دیا ہے اگر یہ تسلسل جاری رہا تو ان شاء اللہ تمام مراسم منہیہ ایک نہ ایک دن ختم ہو جائیں گے اور صحیح اسلامی معاشرہ کا قیام عمل میں آجائے گا اس کے علاوہ مولانا موصوف کی اخلاص وللّٰہیت اور جذبۂ تبلیغ حق سے متاثر ہو کر کئی لوگوں نے اپنی بدعقیدگی سے توبہ کر کے تجدید ایمان کیا بلکہ اب تک دو ہندو بھی آپ کے ہاتھ پر قبول اسلام کر چکے ہیں۔
اولاد۔ فی الوقت ایک دختر نیک اختر عزیزہ فضا آرا ہی آپ کی یادگار میں سے ہے۔

حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب بیگم گنج

مدرسہ اہل سنت حنفیہ بیگم گنج دیاڑ ٹولہ تھانہ رادھانگر

نام مع ولدیت۔ محمد عبد الرحیم ابن محمد مختار عالم ابن علیم الدین (پنڈت) ابن جوہردی مڑل ابن دولت مڑل ابن عظیم مڑل ابن جوگرو مڑل۔
تاریخ پیدائش۔ ۸؍جنوری ۱۹۹۱ء
گھر کا پتہ۔ بیگم گنج دیاڑ ٹولہ پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔
خاندانی حالات۔ بیگم گنج سے جانب مشرق تقریباً سات کلومیٹر دور گنگا ندی کے ساحل پر واقع دوگاچھی سے انتقال مکانی کر کے آباواجداد یہاں آکر آباد ہوئے پرانا مکان گنگا ندی کے کٹاؤ کی زد میں آنے کی وجہ سے آپ کا پورا خاندان یہاں آکر سکونت پذیر ہوا اثر ورسوخ رعب ودبدبہ کے اعتبار سے علاقہ بیگم گنج میں خاندان والوں کا بڑا نام ہے مسلمانان بیگم گنج کے داخلی وخارجی معاملات آپ کے خاندان والے ہی حل کرتے ہیں اور انہیں کی رائے سے بڑا سے بڑا معاملہ رفع دفع ہوتا ہے بہر حال اثر ورسوخ کے ساتھ ساتھ دینی معاملات میں بھی آپ کے خاندان کے لوگ پیش پیش رہتے ہیں۔
ابتدائی تعلیم: محلے کی جامع مسجد کے مکتب میں قاعدہ بغدادی تا ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی بعدہ دار العلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں داخلہ لے کر درجہ سادسہ تک کی تعلیم مکمل کی۔
اعلیٰ تعلیم: اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دار العلوم محبوب یزدانی بسکھاری امبیڈکر نگر یوپی میں داخلہ لیا منتہی درجات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۸ء میں فراغت حاصل کی۔
مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت مولانا عبد الخالق صاحب اشرفی راج محلی حضرت مولانا شمیم اختر

صاحب ی بھاگل پوری، حضرت مولانا فہیم اختر صاحب کٹیہاری، حضرت مولانا عبدالباری صاحب کلیمی اور حضرت مولانا عبدالمبین صاحب کلیمی قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔شہزادۂ حضور مسرور ملت حضرت سید مسعود احمد کلیمی چشتی القادری میران پور کٹرہ شریف سے ہیں۔

خدمات۔فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ کلیمیہ فیضان رسالت ملکی ضلع مالدہ سے تدریسی دور کا آغاز ہوا پھر کچھ دنوں کے لیے دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں بحیثیت مدرس درس دیا اس کے بعد مدرسہ غوثیہ بردوان بنگال میں بھی ایک سال کے لیے طالبان علوم نبویہ کو علمی فیضان سے سیراب کیا بعدۂ گذشتہ چند سالوں سے اپنے خاندان والوں کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ اہل سنت و جماعت میں بحیثیت صدر مدرس و مہتمم خدمات انجام دے رہے ہیں ساتھ ہی بیگم گنج کے نوجوان علمائے کرام میں اپنی گونا گوں خدمات و کارناموں کی وجہ سے ایک حد تک شہرت بھی حاصل کر چکے ہیں مزاج میں شدت اور زبان میں تیزی کے ساتھ ساتھ دینی معاملات میں اپنے جذبات کو برملا اظہار کرنے میں کوئی جھجھک محسوس نہیں کرتے۔

اولاد۔فی الوقت دو صاحب زادے محمد عادل محمود اور محمد ثاقب محمود آپ کی یادگار میں سے ہیں۔

مولانا وزیر احمد صاحب رضوی بیگم گنج

نام مع ولدیت۔محمد وزیر احمد ابن الحاج خورشید شیخ ابن محمد سالم شیخ مرحوم۔

تاریخ پیدائش۔۴؍دسمبر ۱۹۹۱ء

گھر کا پتہ۔دیاڑ ٹولہ بیگم گنج تھانہ رادھا گر (راج محل) ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔آپ کے مورث اعلیٰ لیبھر سی شیخ اور دادا جناب سالم شیخ یہ سب پہلے دوگا چھی

دیاڑا کے باشندے تھے گنگا ندی کے کٹاؤ سے متاثر ہوکر وہاں سے پران پور اور پران پور سے بیگم گنج میں آباد ہوئے آپ کا خاندان بیگم گنج میں ایک مشہور خاندان مانا جاتا ہے دیاڑا (چاروں طرف سے ندی اور بیچ میں آبادی) میں اب بھی اچھی خاصی کھیتی کی زمین ہے اباء واجداد عمومی طور پر کاشت کار ہی تھے دین داری میں بھی خاندان کے لوگ اچھے ہی مانے جاتے ہیں والد گرامی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد صوم وصلاۃ کے پابند ہو چکے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔انتہائی کمسنی کے عالم میں چھوٹے بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ کر استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب نے ۱۹۹۶ء اپنے ساتھ یوپی لے کر آئے اور حضرت مولانا کلیم رضا صاحب کربلا کے زیر تربیت مدرسہ فیض الرسول دولھہ پور ضلع غازی پور یوپی میں داخلہ کیا جہاں پر قاعدہ بغدادی سے لے کر درجہ اعدادیہ تک تعلیم حاصل کیے تین سال تک ادارہ ہذا میں تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوتے ہوئے ۱۹۹۷ء میں جب استاذ مکرم مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بعد فراغت ادارہ ہذا میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے تو مولانا کلیم رضا کے ساتھ ساتھ حضرت کی خصوصی اور مخلصانہ تعلیم وتربیت سے خوب خوب مستفیض ہوئے اوران کی نگاہ تربیت سے ہی اعلیٰ تعلیم کی راہ ہموار ہوئی۔ پھر کچھ دنوں کے لیے مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا میں مولانا احسان دانش صاحب کے زیر سایہ تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔درجہ ثالثہ کی تعلیم مدرسہ عزیزیہ اشاعت العلوم سسوا بازار مہراج گنج یوپی اور درجہ رابعہ کی تعلیم مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو اور درجہ خامسہ وسادسہ کی تعلیم شادی آباد غازی پور کے ایک مدرسہ میں حاصل کرنے کے بعد کچھوچھہ مقدسہ کے مدرسہ امیر العلوم میں داخلہ لیا اور اسی ادارے سے ۲۰۰۵ء میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضرت مولانا محب اللہ صاحب رضوی، حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی، حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی مدرسہ فیض العلوم، حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیض العلوم، حضرت مولانا شہباز احمد صاحب امیر العلوم، حضرت مولانا بدر عالم صاحب امیر العلوم قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ بعد فراغت چند سالوں تک امامت وخطابت اور کچھ مدرسوں میں ابتدائی درس وتدریس کے بعد گذشتہ کئی سالوں سے اپنے گھر پر رہ کر کھیتی باڑی کو ذریعہ معاش بنا چکے ہیں اور گاؤں میں رہ کر اصلاح معاشرہ سے لے کر مختلف دینی وملی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔

اولاد وامجاد۔ آپ چھ اولاد کے مالک ہیں دو صاحب زادے اور چار صاحب زادیاں۔

حضرت مولانا شیخ فرید صاحب ثقافی رضوی بیگم گنج

استاذ جامعہ مصطفویہ مصباح العلوم ساتمارا ضلع مالدہ بنگال

نام مع ولدیت۔ مع مختصر نسب نامہ۔ محمد شیخ فرید ابن محمد سیف الدین ابن فرزون علی ابن بختیار علی (بُکتار) ابن مالوت علی۔

تاریخ پیدائش۔ ۲ر فروری ۱۹۹۲ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج منشی ٹولہ پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آپ کے خاندان کے لوگ بیگم گنج کے قدیم باشندوں میں سے جانے جاتے ہیں زمین جائداد اور کھیتی باڑی میں یہ خاندان شروع ہی سے مشہور رہا ہے آج سے تقریباً سو سال قبل بیگم گنج میں مسلمانوں کی آبادی بہت مختصر تھی صرف تین چار زمیں دار خاندان کے لوگ یہاں

پر آباد تھے انہیں میں سے ایک بڑا خاندان مولانا کے آبا واجداد کا بھی تھا آج بھی یہ خاندان رعب ودبدبہ اور زمین جائداد میں کافی شہرت کا حامل ہے دینداری اور علم دوستی میں ماشاء اللہ اچھی پہچان رکھتے ہیں خاندان میں بفضلہ تعالیٰ کئی علما فی الوقت پیدا ہو چکے ہیں مرتب کتاب ''تذکرہ علماے راج محل'' بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس خاندان کی ایک بڑی خصوصیت یہ رہی کہ کافی رعب ودبدبہ کے باوجود جھگڑا جھمیلا کیس مقدمہ مار پیٹ وغیرہ بہت کم پائی جاتی ہے سیدھے سادے لوگوں پر مشتمل ایک بڑا کنبہ ہے جو کھیتی باڑی اور کاشت کاری میں اپنا گذر بسر کرتے ہیں پہلے تو زمین جائداد کافی مقدار میں تھی تاہم اب تک تقسیم در تقسیم ہوتے ہوتے انفرادی طور پر سب کے پاس بس کھانے بھر کی زمین باقی رہ گئی ہے ایک دو فریق چھوڑ کر خاندان کے سبھی لوگوں نے اپنی موروثی جائداد کو برقرار رکھا ہے۔

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گاؤں کے مکتب میں حضرت مولانا مقبول احمد صاحب رضوی سے ناظرہ وغیرہ کی معمولی تعلیم حاصل کی پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کا جب ارادہ کیا تو والد گرامی اس کے لیے تیار نہیں ہوئے بلکہ چھوٹے چچا جناب ابراہیم صاحب نے والد گرامی کے قائم مقام ہو کر اپنی ذمہ داری سے باہر بھیج کر اور ماموں جان اور ان میں سب سے زیادہ والدہ محترمہ کی مشترکہ خواہش اور تعاون سے والد گرامی کی رائے سے اوپر اٹھ کر اپنی تعلیم کی راہ ہموار فرمائی ساتھ ہی خاندان کے مؤقر عالم دین اور بیگم گنج کے مشہور نائب رسول حضرت مولانا قاری مفتی عبد السلام مصباحی کی جدو جہد سے گاؤں کے باہر کسی ادارہ میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کا موقع میسر آیا چناں چہ انتہائی کم سنی کے عالم میں حضرت مولانا مفتی عبد السلام صاحب کے ہم راہ اور ان کی سر پرستی میں گھر سے بہت دور یوپی کے مدرسہ فیض الرسول دولہہ

پور ضلع غازی پور آئے اور یہاں پر انتہائی شوق وذوق سے ابتدائی درجات کی کتابوں کی تعلیم
اور حسن تربیت سے آراستہ ہوئے اور یہیں سے دینی تعلیم کی راہ مضبوط ہوئی دو تین سال تک
پڑھنے کے بعد استاذ گرامی جب مدرسہ ہذا سے مستعفی ہو کر دوسری جگہ چلے گئے تو کئی ساتھیوں
کے ہم راہ دوسرے مدرسہ میں داخلہ کا ارادہ کیا چناں چہ دولہہ پور مدرسہ کے بعد مدرسہ اشاعت
العلوم سہسوا بازار ضلع مہراج گنج میں داخلہ لیا اور یہاں پر اولیٰ تا ثانیہ کی تعلیم مکمل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم قادریہ دائرہ شاہ احمد علیہ الرحمہ غازی پور میں
داخلہ لیا اور کئی سال تک یہاں پر تحصیل علم کے بعد ۲۰۰۵ء میں دستار فضیلت وسند فراغت
سے نوازے گئے پھر مزید تحقیق کے لیے جنوبی ہند کے مرکزی ادارہ جامعہ ثقافۃ السنیہ
کیرالا میں داخلہ لیا اور تخصص فی الادب العربی کا دوسالہ کورس مکمل کیا اور جامعہ سے ۲۰۰۷ء
میں عرب وعجم کے علما ومشائخ کی موجودگی میں دستار وسند سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ شیخ المشائخ شیخنا علامہ شیخ ابوبکر صاحب صدیقی شافعی دام ظلہ السامی کیرالا،
سماحۃ الشیخ علامہ الحاج عمر عبداللہ کامل صاحب مکہ مکرمہ، علامہ مولانا حسین صاحب چیلیکوٹ
کیرالا، علامہ عبدالحکیم الازہری کیرالا، حضرت مولانا محب اللہ خاں صاحب مہراج گنجوی، حضرت
مولانا عبدالسلام صاحب بیگم گنج، حضرت مولانا غلام حیدر صاحب وحیدی غازی پوری، حضرت
مولانا سید شاہ فرید اختر صاحب غازی پوری، حضرت مولانا کلیم رضا صاحب کربلا راج محل قابل
ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا مفتی شفیق الاسلام صاحب مصباحی بیگم گنج، حضرت
مولانا یوسف رضا صاحب ثقافی بیگم گنج، حضرت مولانا اظہار علی صاحب مصباحی ازہری مئو،

حضرت مولانا شاکر رضا صاحب نوری دہلی، حضرت مولانا سید منظر امام صاحب ثقافی دیناج
پوری اور حضرت مولانا شہاب الدین صاحب ثقافی جھارکھنڈ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ بریلی شریف سے ہیں۔

تدریسی خدمات۔ جامعہ الثقافۃ السنیہ کیرالا سے فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ عربیہ
نظامیہ اچلاہا دکھن دیناج پور بنگال میں دو سال تک تدریسی خدمات انجام دیں پھر اس کے بعد
جامعہ غوثیہ سفیریہ نور پور مانیک چک مالدہ میں مسلسل سات سال تک مدرس ونگراں کی حیثیت
سے خدمات انجام دیتے رہے بعدہ دارالعلوم حنفیہ نوریہ قاسم البرکات بادل ٹولہ راج محل میں
دو سال تک طالبان علوم نبویہ کو علم سے آراستہ کرتے رہے پھر اس کے بعد سے تادم تحریر جامعہ
مصطفویہ مصباح العلوم ساتمارا ضلع مالدہ میں درس وتدریس پر مامور ہیں۔

مولانا شیخ فرید صاحب علمائے بیگم گنج کے نوجوان عالم دین ہیں دینی وملی اور مسلکی خدمات میں ہمیشہ
پیش پیش رہتے ہیں زبان وبیان میں بیگم گنج کے علمائے موجودین میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں
مجلس علما میں اپنی رائے کا برملا اظہار کرنے کا مزاج رکھتے ہیں دینی خدمات اور مسلکی ہم دردی سے
ہمیشہ لب ریز رہتے ہیں مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج کے آپ ایک اہم رکن ہیں اور ادارہ کی ہر ضرورت
کے وقت اپنا کام چھوڑ کر خدمت کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں اپنے گاؤں بیگم گنج کی سنیت اور مسلک
اعلیٰ حضرت کے بقا وتحفظ کے لیے ہر آن تیار رہتے ہیں الحاصل مولانا موصوف علم کے ساتھ ساتھ کام
کے عالم دین ہیں۔ دعا ہے کہ مولیٰ کریم انہیں مزید خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین

نکاح واولاد۔ گاؤں کے جناب عبدل محرر کی دختر نیک اختر سے عقد نکاح ہوا جن سے فی
الوقت ۲ صاحب زادے اور ۲ صاحب زادیاں ہیں۔

حضرت مولانا عکاس علی صاحب نعیمی رضوی پران پور

استاذ مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد عکاس علی ابن فیض الدین شیخ ابن صابر علی

سن پیدائش۔ ۱۹۹۳ء

گھر کا پتہ۔ خاص محل پران پور پوسٹ پیار پور تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ بقول مولانا موصوف کے آپ ایک پس ماندہ اور معمولی گھرانے میں پیدا ہوئے گاؤں میں آبا و اجداد کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جب مولانا عالم دین ہو کر گھر آئے تو گاؤں والے خوشی میں کہا کرتے تھے کہ بنجر زمین میں گویا گلاب کا پھول کھلا ہے بہر کیف خاندان کے لوگ غربت وافلاس کے باوجود حسب حیثیت دست سخاوت بلند کرنے میں پیش پیش رہتے تھے آپ کے دادا کاشت کاری کے ساتھ ساتھ کنواں کھودنے کا کام بھی کرتے تھے اور اس کام میں ان کی بڑی شہرت تھی فی الوقت سات بھائی بہنوں پر مشتمل ایک اچھا گھرانا مانا جاتا ہے مجموعی طور پر دین داری اور نیکی کے کاموں میں گھرانے کے لوگ آگے رہتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ قرآن کریم اور ابتدائی اردو فارسی وغیرہ کی تعلیم امام محلہ جناب حافظ روح الامین صاحب سے حاصل کی پھر اعدادیہ تا درجہ ثانیہ کی تعلیم سرحدی ریاست مغربی بنگال کے مدرسہ سراج العلوم موتھاباڑی کلیا چک مالدہ میں پھر اس کے بعد اسی علاقے کے دوسرے معیاری ادارہ مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی کلیا چک میں رہ کر تحصیل علم کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ملک کی دینی تعلیم کی مرکزی ریاست یوپی جانے کا ارادہ کیا چناں چہ یوپی پہنچ کر سب سے پہلے حضور مخدوم پاک کے شہر کچھوچھہ مقدسہ کے مدرسہ

امیر العلوم میں داخلہ لیا اور یہاں پر صرف درجہ ثالثہ پڑھا پھر اس کے بعد ملک کے مشہور ادارۂ تعلیم وتربیت جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخلہ لے کر فضیلت تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد ماشاء اللہ امتیازی پوزیشن کے ساتھ ۲۰۱۲ء میں دستار فضیلت وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت علامہ مفتی ایوب خاں صاحب نعیمی، علامہ ہاشم صاحب نعیمی، علامہ غلام یسین نعیمی اساتذہ جامعہ نعیمیہ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب فیلوٹولہ ،حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی بیگم گنج، حضرت مولانا مفتی شاکر رضا صاحب نوری حسن ٹولہ، حضرت مولانا عبدالمنان صاحب پران پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے اب تک آپ نے چھوٹے بڑے کئی ایک مدارس اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں سب سے پہلے اننت ناگ کشمیر کے اسلامک انسٹی ٹیوٹ میں ایک سال کے لیے درس دیا پھر اس کے بعد علاقہ راج محل کے ایک مشہور ادارہ دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں تقریباً ڈھائی سال تک معیاری درجات کے طلبہ کے بیچ تدریسی خدمات انجام دیا پھر اس کے بعد گذشتہ پانچ سالوں سے مادر علمی مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور میں انتہائی لگن اور ذمہ داری کے ساتھ تدریسی کام انجام دیتے آرہے ہیں۔

مولانا عکاس نعیمی نوجوان علماے کرام میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں درس گاہ میں افہام وتفہیم کے مادہ کے ساتھ ساتھ طلبہ کے قلوب واذہان میں مغلق فنون وابحاث کو بہت حسین پیرائے میں ڈالنے کا بڑا اچھا ملکہ رکھتے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ میں اچھی مقبولیت حاصل ہے یاد رہے کہ درس گاہ میں افہام وتفہیم کے ذریعہ طلبہ کو خوش کرنا ہی تعلیم وتدریس کا مغز ہوتا ہے

ورنہ بڑی بڑی شخصیت کا نام سنا جاتا ہے مگر جب وہ درس گاہ میں بیٹھ کر پڑھانا شروع کرتے ہیں
تو طلبہ ہمہ تن گوش ہوکر استاد کی تقریر نہیں سنتے ہیں اور کھجلانا شروع کر دیتے ہیں بہرکیف
مولانا موصوف ایک کامیاب مدرس اور اخلاق وکردار کے اعتبار سے ہر دل عزیز شخصیت کے
حامل ہیں ساتھ ہی اصلاح معاشرہ اور اسلام کی تبلیغ کو عام کرنے میں ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

قلمی خدمات۔ مختصر سی مدت میں تصنیفی یادگار بھی وجود میں آچکی ہے (۱) انوار نعیمی مطبوعہ (۲)
تذکرۂ کلیم غیر مطبوعہ اور مختلف موضوعات پر کئی مضامین بھی سپرد قلم ہو چکے ہیں جو طباعت کے منتظر ہیں۔

اولاد۔ فی الوقت دو صاحب زادے اور ایک صاحب زادی ہیں محمد اور احمد صاحب زادوں
کے نام ہیں اور سعدیہ صاحب زادی کا نام ہے۔

حضرت مولانا مفتی وسیم جعفر صاحب رضوی کربلا

نام مع ولدیت (مختصر نسب نامہ)۔ محمد وسیم جعفر رضوی ابن ماسٹر عبدالرزاق ابن آسر حاجی ابن
نورالدین ابن کنگالی ابن جمن ابن کھکو۔

تاریخ پیدائش۔ ۶؍دسمبر ۱۹۹۳ء

گھر کا پتہ۔ محلہ کربلا آسر حاجی ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ گاؤں کے ایک معزز اور زمیں دار گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی آباء
اجداد اثر ورسوخ رعب ودبدبہ کے اعتبار سے ماشاء اللہ گاؤں میں کافی شہرت کے حامل ہیں
محلے کی سرداری بھی آپ کے گھرانے کے لوگوں میں ابتک چلی آرہی ہے ساتھ ہی دینداری
اور تقوی شعاری بھی خاندان کے بیشتر لوگوں میں کافی حد تک پائی جاتی ہے والدین کریمین
نیک ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوستی میں بھی اعلی مقام پر فائز ہیں دعا کرتے تھے کہ مولیٰ تعالیٰ

میری اولاد میں ایک باوقار عالم ومفتی پیدا فرما چنانچہ رب تعالیٰ نے ایک حد تک یہ دعا قبول
فرمائی اور مولانا موصوف کی شکل میں اپنے لخت جگر کو عالم ومفتی بنایا۔

ابتدائی تعلیم۔ قاعدہ بغدادی سے لے کر ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے
حاصل کی پھر تھوڑا سا شعور ہونے کے بعد ابتدائی اردو فارسی کی تعلیم مدرسہ غوثیہ ملتیہ کربلا سے
حاصل کی بعدہ اولیٰ تا ثانیہ کی تعلیم مدرسہ ضیاء العلوم بنگال میں رہ کر حاصل کیئے۔

اعلیٰ تعلیم۔ کے حصول کے لیے مرکز اہل سنت بریلی شریف کا سفر کیا اور یہاں کا معیاری ادارہ
جامعہ منظر اسلام میں داخلہ لے کر درجۂ ثالثہ کو مکمل کیا پھر اس کے بعد جامعہ مظہر اسلام میں
داخلہ لے کر رابعہ تا سادسہ کی تعلیم مکمل کی لیکن فضیلت کے سال دارالعلوم غریب نواز الہ
آباد (موجودہ پریاگ راج) آگئے اور دارالعلوم ہذا میں داخلہ لے کر فضیلت مکمل کیا اس طرح
۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰؍جنوری ۲۰۱۶ء بروز بدھ عرس پاسبان ملت کے موقع پر علماء
ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے پھر دو سالہ تخصص کا کورس مکمل کر کے
۹؍ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸؍دسمبر ۲۰۱۷ء کو دستار فقہ وافتا سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ حضرت علامہ مولانا مفتی عاقل صاحب رضوی جامعہ منظر اسلام بریلی
شریف، حضرت مولانا مفتی ذوالفقار خاں نوری مصباحی جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف، حضرت
علامہ مفتی شفیق احمد صاحب شریفی الہ آباد علامہ مفتی مجاہد حسین صاحب الہ آباد اور ابتدائی تعلیم
کے اساتذہ میں حضرت مولانا احسان الحق صاحب دانش رضوی، حضرت مولانا کلیم رضا صاحب
اور مولانا ریاض الدین صاحب اساتذہ کربلا مدرسہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان بریلی شریف۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے مدرسہ قادریہ الہ آباد سے تدریس کا سلسلہ شروع ہوا یہاں پر دوسال تک خدمات انجام دینے کے بعد چھپرہ بہار کے مدرسہ سعیدیہ فیضان رضا میں ایک سال تک درس دیا پھر اس کے بعد اپنے وطن مالوف میں رہ کر دارالعلوم نوریہ قاسم البرکات حاجی بادل ٹولہ میں تدریسی خدمات پر مامور ہیں۔

مولانا وسیم جعفر صاحب جواں سال عالم دین ہیں گذشتہ چند سالہ خدمات میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں مسلک وملت کی نشر واشاعت میں خوب پیش پیش رہتے ہیں مشربی رسہ کشی کو دور کر کے معاشرہ میں صالح نظریات اور اتحاد وہم آہنگی کا مزاج قائم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور بنام اہل سنت سب کو ایک پلیٹ فارم پر لانے اور نیکیوں کی دعوت عام کرنے کا اپنے اندر پورا جذبہ رکھتے ہیں دعا ہے کہ مستقبل میں ایسے عالم دین سے دین متین کا خوب سے خوب کام ہو اور خلوص وللّٰہیت سے انہیں کام کرنے کی توفیق عطا ہو۔آمین

نکاح واولاد۔ مان سنگھا بن گاؤں کے جناب معید سیٹھ کی دختر نیک عزیزہ صبیحہ خاتون سے یکم اکتوبر ۲۰۱۷ء کو عقد مسنون ہوا جن کے بطن سے فی الوقت ایک صاحب زادے یادگار میں سے ہیں۔

حضرت مولانا ثمرالدین صاحب جامعی بیگم گنج

استاذ مدرسہ منظر اسلام کراری چاند پور کلیا چک مالدہ

نام مع ولدیت۔ محمد ثمرالدین ابن محمد اویس علی ابن دل محمد مرحوم۔ تخلص۔ ثمر جامعی۔

تاریخ پیدائش۔ یکم نومبر ۱۹۹۴ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آباواجداد بیگم گنج سے تقریباً سات آٹھ کلومیٹر مشرق گنگا ندی کے ساحل پر واقع

دوگاچھی نامی گاؤں کے باشندے تھے گنگا کٹاؤ کے زد میں جب پورا گاؤں ہی گنگا کا نذر ہوگیا تو انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں دادا جان جناب دل محمد مرحوم انتقال مکانی کر کے بیگم گنج میں آباد ہوئے پھر آہستہ آہستہ بفضلہ تعالیٰ مالی حالات بھی قدرے غنیمت ہوئی خاندان کے لوگوں کا عام پیشہ کھیتی باڑی اور کاشت کاری ہی رہا ہے اگر چہ کچھ لوگ فی الوقت جزوی طور پر تجارت بھی کرنے لگے ہیں مجموعی طور پر والد گرامی اور دادا وغیرہ دین دار اور صوم وصلاۃ کے پابند لوگوں میں شمار ہوتے ہیں اور دونوں ہی محلے میں شریف اور سیدھے سادے اخلاق مند لوگوں میں گنے جاتے ہیں والدہ محترمہ بھی ماشاء اللہ نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی تلاوت بھی کثرت سے کرتی ہیں

ابتدائی تعلیم۔ اپنے گھر پر والد گرامی سے رسم بسم اللہ خوانی ہوئی پھر قاعدہ بغدادی یسرنا القرآن اور ناظرہ قرآن پاک وغیرہ کی تعلیم اپنے گاؤں کے مکتب میں (بعد میں مدرسہ اہل سنت حنفیہ دیاڑ ٹولہ) حاصل کی پھر اس کے بعد والد گرامی کے حکم سے پہلی مرتبہ تعلیم کی غرض سے گھر سے باہر جانے کا قصد کیا چناں چہ سب سے پہلے چند ماہ کے لیے اپنے موقر استاذ حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب مصباحی کے زیر سایہ رہ کر مدرسہ اشرف العلوم کھیکھر بنا کلیا چک میں ابتدائی درجہ کی تعلیم حاصل کی پھر کچھ دنوں کے لیے سٹاری مدرسہ میں رہ کر بھی تحصیل علم کیا۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے علاقہ راج محل کے مشہور ادارہ دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں داخلہ لیا اور ثالثہ تک کی تعلیم حاصل کی پھر مزید تعلیم کے لیے یوپی جانے کا قصد کیا اور یوپی پہنچ کر دارالعلوم محبوب یزدانی بسکھاری ضلع امبیڈکر نگر میں داخلہ لیا اور بحمدہ تعالیٰ

ادارہ ہذا میں عالمیت تک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۲۰۰۶ء میں دارالعلوم کے سالانہ اجلاس
کے موقع پر علماو مشائخ کی موجودگی میں بالخصوص ممتاز الخطبا علامہ سید کمیل اشرف الاشرفی
الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس ہاتھوں دستار عالمیت سے نوازے گئے پھر اس کے بعد کچھوچھہ
شریف کے مرکزی ادارہ جامع اشرف میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۷ء میں عرس مخدومی کے موقع
پر حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی موجودگی میں دستار فضیلت اور سند فضیلت سے شاد کام ہوئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں علیہ الرحمہ سے چند دنوں کے لیے
شرف تلمذ حاصل ہے جب کہ حضور شیخ اعظم علامہ سید اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ
اور حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی اور علامہ نعیم اللہ خاں صاحب بریلی
شریف وغیرہ ہم سے بالاستیاب تو نہیں لیکن چند یادگار موقعوں پر شرف تلمذ حاصل ہے ان کے علاوہ
باضابطہ طور پر حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی راج محلی، حضرت مفتی شہاب الدین اشرفی، حضرت
مولانا صدیق شاہ جہاں پوری، حضرت مولانا عبدالخالق اشرفی راج محلی، حضرت مفتی عبدالسلام
مصباحی بیگم گنج، حضرت مولانا کرامت علی نعیمی کٹھل باڑی اور مولانا عبدالمبین کلیمی قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقائے درس۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کلیمی مانیک چک مالدہ،
مولانا عبدالرحیم صاحب بیگم گنج، مولانا مفتی ارشاد عالم صاحب کٹیہاری، حضرت
مولانا ممتاز صاحب گریڈیہہ، حافظ قمر عارف جامعی ازہری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

بیعت۔ حضور تاج العرفا سید مسرور احمد صاحب کلیمی چشتی القادری علیہ الرحمہ کٹرہ شریف یوپی سے ہیں۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سب سے پہلے ۲۰۰۸ء میں مدرسہ اشرفیہ شہاب العلوم بدایوں یوپی
سے تدریس کا آغاز کیا پھر اس کے بعد شہزادۂ پیرومرشد حضرت سید مسعود احمد کلیمی کے حکم

پر دارالعلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا راج محل میں بحیثیت مدرس تقرری ہوئی اور یہاں پر مسلسل
چار سال تک پوری ذمہ داری کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیا اسی طرح الجامعۃ الآسویہ
بڑا کہلا مالدہ میں کچھ دنوں تک زینت تدریس رہنے کے بعد گذشتہ ۲۰۱۶ء سے تا حال
(۲۰۲۱ء) مدرسہ غوثیہ منظر اسلام کراری چاند پور کلیا چک میں تدریس کے ساتھ ساتھ وہاں کی
ایک جامع مسجد میں امامت وخطابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

مولانا ثمر الدین صاحب نوجوان علمائے کرام میں ایک ذی استعداد عالم دین ہیں درس گاہی
استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ فقہی نکات پر گہری نظر رکھتے ہیں درس نظامی میں فقہ حنفی کی
مشہور زمانہ کتاب ہدایہ آخرین کے مغلق ابحاث کے بارے میں بحیثیت استاذ (مرتب کتاب)
مجھ فقیر سے بھی تبادلہ خیال کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فقہ سے اچھا خاصا شغف رکھتے
ہیں۔

قلمی خدمات۔ (۱) مختار اشرف لائبریری کی خوبیاں (ایک اہم معلوماتی مضمون) صدائے
جامع اشرف ۲۰۰۸ء میں شائع ہو چکا ہے (۲) کلیمی جنتری ۲۰۱۱ء کی ترتیب آپ کا قلمی شاہ
کار ہے جب کہ چالیس احادیث نامی کتاب کی ترتیب کا کام چل رہا ہے۔

نکاح واولاد۔ ۶؍مئی ۲۰۰۹ء میں جناب یونس علی آمدہ آباد کٹیہار کی منجھلی دختر نیک اختر رضیہ خاتون
سے عقد نکاح ہوا اور ان سے فی الوقت دو صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادے یادگار میں
سے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب مصباحی مہاجن ٹولہ

استاذ ومفتی جامعہ حراء نجم العلوم بھیونڈی مہاراشٹرا

نام مع ولدیت۔ مختصر نسب نامہ کے ساتھ۔ محمد حفیظ الرحمٰن ابن محمد احسان علی ابن محمد یاد علی ابن محمد اشرف شیخ ابن عطاء شیخ ابن محمد ولی شیخ۔

تاریخ پیدائش۔ ۱۷/رمضان المبارک مطابق ۲۳/جولائی ۱۹۹۴ء

گھر کا پتہ۔ مہاجن ٹولہ پوسٹ نرائن پور تھانہ راج محل ضلع صاحب گنج۔

خاندانی حالات۔ آباواجداد مجموعی طور پر خوش حال اور دین دار تھے دادا اور پردادا تک توماشاء اللہ زمین جائداد کے اعتبار سے بڑے اچھے تھے غربا وفقرا کی امداد میں پیش پیش رہتے تھے مگر والد گرامی کا زمانہ آنے کے بعد مالی اعتبار سے ایک حد تک خستہ حالی کا شکار ہو چکے تھے جس کی وجہ سے دور طالب علمی میں آپ نے گھرانے کے طلبہ کی طرح فاخرانہ چال چلن سے اپنے کو دور رکھتے تھے بہر حال فی الوقت (۲۰۲۱ء) آپ کا گھرانہ متوسط الحال ہونے کے ساتھ ساتھ دین ومذہب سے بھی اچھا لگاؤ رکھتے ہیں علما دوستی اور غربا پروری میں بھی آ گے ہیں۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ وغیرہ کی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی پھر ابتدائی درجات کی تعلیم مدرسہ گلشن کلیمی راج محل مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالتی پور کلیا چک مالدہ اور چانچل کے ایک مدرسہ میں رہ کر حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ۲۰۰۹ء میں ملک کی مرکزی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ ثالثہ تا درجہ فضیلت پھر اس کے بعد دوسالہ تحقیق فی الفقہ کا کورس مکمل کرنے کے بعد فضیلت کی دستار بندی ۲۰۱۵ء میں اور فقہ وافتا کی

سند و دستار ۲۰۱۷ء میں حاصل کی اور ماشاء اللہ جامعہ میں ایک نمایاں پوزیشن کی حیثیت سے کامیاب ہوئے جس سے علاقہ راج محل کا نام بھی روشن کیا۔

اسناد و ڈگریاں۔ فضیلت، تخصص فی الفقہ، یوپی مدرسہ بورڈ سے مولوی تا فاضل، عربک ڈپلومہ اور CABA کمپیوٹر کورس۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ علامہ عبدالشکور صاحب قبلہ، علامہ محمد احمد صاحب قبلہ، علامہ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ، علامہ نصیر الدین صاحب قبلہ اور علامہ مفتی معراج القادری علیہ الرحمہ وغیرہ اساتذہ جامعہ اشرفیہ کے علاوہ حضرت مولانا شمیم احمد صاحب مصباحی بلرام پوری، مفتی محبوب عالم صاحب رضوی ممبئ حسن ٹولہ حضرت مولانا شاہ جہاں صاحب عزیزی کلیا چک ،حضرت مولانا محسن رضا صاحب برہانی، حضرت مولانا غلام الدین صاحب حسن ٹولہ اور مولانا اختر حسین صاحب خاص ٹولہ قابل ذکر ہیں۔

معروف رفقاے درس۔ حضرت مولانا رئیس اختر صاحب جامعہ اشرفیہ، مولانا علی رضا صاحب مصباحی، مولانا غلام محمد ہاشمی، مولانا مفتی زبد الحق صاحب مصباحی پران پوری اور مولانا عالم گیر صاحب گڈاوی قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ اختر رضا خاں ازہری قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف سے شرف بیعت حاصل ہے۔

خدمات۔ جامعہ اشرفیہ سے فقہ وافتا کی دستار کے بعد استاذ گرامی حضرت علامہ مولانا محمد احمد صاحب مصباحی دامت برکاتھم القدسیہ کے حکم پر جامعہ حراء نجم العلوم مہاپولی بھیونڈی مہاراشٹرا میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا اور فضل الٰہی سے درجات عالیہ کے طلبہ کے ساتھ

ساتھ مشق افتا اور تحقیق کرنے والے علما کو اپنے علمی فیضان سے سیراب کر رہے ہیں تا حال اسی منصب پر فائز رہ کر اپنے فرض منصبی کو بحسن وخوبی نبھا رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن صاحب مصباحی جواں سال عالم دین ہونے کے باوجود باصلاحیت مدرس اور باکمال مفتی ہیں ساتھ ہی باذوق مصنف بھی ہیں علم وعمل کے ساتھ ساتھ اصلاح معاشرہ اور تبلیغ دین کا جذبہ تو ماشاءاللہ دور طالب علمی سے ہی آپ کے اندر بہت زیادہ پایا جاتا تھا تنظیم وتحریک میں خوب دل چسپی لیتے ہیں چناں چہ علاقہ راج محل کے نونہالان اسلام کے لیے ایک تنظیم بنام ''پیغام حق آرگنائزیشن'' کی بنیاد رکھنے میں آپ کا اہم رول رہا ماشاءاللہ اس تنظیم کے ماتحت کوچنگ سنٹر اور اسلامی رسالوں کی نشر واشاعت بھی ہوتی رہی مگر تنظیم کے بعض اراکین کی سست روی کو دیکھتے ہوئے اس کی جگہ علاقہ راج محل کے نوجوان علما کے ساتھ مل کر پر دوسری تنظیم بنام (الفلاح سوشل ویلفیئر سوسائیٹی راج محل) کی بنیاد رکھی جس کے مرکزی رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں بہر حال بہت ہی مختصر سی مدت میں آپ نے جو کچھ خدمات دینیہ انجام دی ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔

قلمی خدمات۔ (۱) اسلامی عقائد ومسائل (۲) توحید واخلاص دونوں مطبوعہ ہیں۔ (۳) تقویٰ اور اہل تقویٰ۔ زیر طبع (۴) مقام امام اعظم مسودہ (۵) ''استشراقی فتنے'' کی ترتیب جاری ہے۔

اولاد۔ فی الوقت تک ۲۰۲۱ء ایک صاحب زادی یادگار میں سے ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد راج محلی (از قلم خود)

خطیب وامام مخدومیہ جامع مسجد، درگاہ حضرت مخدوم شاہ بابا وحضرت مستان شاہ بابا علیہما الرحمہ۔

ایس، وی، روڈ، ملاڈ ویسٹ، ممبئی نمبر ٦٤، مہاراشٹر۔

نام مع ولدیت: شبیر احمد شیخ بن ظہیر الدین شیخ، بن نجیب شیخ، بن گلاب شیخ، بن جمن شیخ۔

گھر کا پتہ: او پر ٹیال، نزد این ایچ ۸۰، وارڈ نمبر ۱۱، تھانہ راج محل، ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ۔

تاریخ پیدائش: باعتبار، آدھار کارڈ ۲۰/۰۱/۱۹۹۴ء ہے جب کہ اصل تاریخ پیدائش چھوٹے چاچا روزن شیخ کی ڈائری کے مطابق میری پیدائش بروز جمعہ ۰۳/۰۳/۱۹۸۹ء کو ہوئی ہے۔

(یاد رہے! چھوٹے چاچا کی ڈائری میں ہمارے خاندان کے اکثر بچوں کی تاریخ پیدائش محفوظ ہے)

خاندانی حالات: ہمارے آبا واجداد سرزمین راج محل ہی کے رہنے والے تھے اور اب بھی ہمارے خاندان کے سارے لوگ راج محل ہی کے علاقے میں آباد ہیں، ہمارے آبا واجداد محنت مزدوری کر کے عزت کی روٹی کما کر اپنی زندگی گزارتے رہے ہیں، میرے بڑے چاچا جناب بھدو شیخ کے بقول: میرے مورث اعلیٰ جناب جمن شیخ مرحوم تین بھائی تھے اور نواب دیوڑھی راج محل کے رہنے والے تھے، کسی وجہ سے نواب دیوڑھی راج محل ویران ہو گیا جس کے سبب ہمارے مورث اعلیٰ راجواڑہ راج محل موجودہ وارڈ نمبر ۱۳ میں آ کر بس گئے اور دو بھائی نیا بازار مغلانی چک راج محل (نوری مسجد موجودہ پولیس اسٹیشن کے قریب) بس گئے، یہ تقریباً ۱۸۵۰ء کے قریب کی بات ہے، پھر جناب جمن شیخ مرحوم کے دو بیٹے چلبلی شیخ، اور گلاب شیخ، دونوں کی پیدائش راجواڑہ کی ہے۔ پھر جناب گلاب شیخ مرحوم کے دو بیٹے میرے جد امجد نجیب شیخ اور سوپن شیخ، ہمارے دونوں دادا کی پیدائش بھی راجواڑہ کی ہے، پھر

راجواڑہ سے میرے دونوں دادا کسی سبب ٹمیال راج محل موجودہ وارڈ نمبر ۱۱ چلے آئے، میرے جدامجد او پر ٹمیال روڈ کے کنارے اپنی زمین پر گھر بنا لیے اور چھوٹے دادا ٹمیال کی پرانی جامع مسجد کے پاس گھر بنا لیے، یہ تقریباً ۱۹۶۸ء کی بات ہے، پھر دونوں دادا نے خوب و مشقت کر کے اپنے بال بچوں کو پالا پوسا اور گھر کے علاوہ کچھ زمینیں بھی خریدی۔ تب سے آج تک ہمارے دونوں دادا کی اولادیں او پر ٹمیال میں آباد ہیں۔ ہمارے والد ماجد پانچ بھائی سے ہیں۔ بھدو شیخ، اسد شیخ، سیدو شیخ، ظہیرالدین شیخ، روزن شیخ، اور ہمارے چھوٹے دادا کے چار بیٹے ہیں، بہر کیف! اب ہمارا خاندان الحمد للہ متوسط طبقے میں شمار ہوتا ہے اور تقریباً سارے چچاؤں کے پاس رہنے کے گھر کے علاوہ کچھ کچھ زمین بھی موجود ہیں، اور اب بھی ہمارے خاندان کے لوگ محنت و مزدوری کر کے ہی عزت کی روٹی کماتے اور کھاتے ہیں۔ اور او پر ٹمیال میں عزت دار لوگوں میں ہمارے خاندان کا شمار ہوتا ہے۔ بات کریں دین و مذہب کی تو ہمارے خاندان کے لوگ شروع ہی سے اہل سنت و جماعت پر قائم ہیں، معمولات اہل سنت پر عمل، اولیاے کرام کے نام کی فاتحہ و نیاز اور علماے کرام سے عقیدت و محبت کرتے رہے ہیں، لیکن کم نصیبی کہیں کہ ہمارے پورے خاندان میں میرے مورث اعلیٰ تک ایک بھی عالم نہیں گزرے، ہاں! میرے جدامجد نے میرے چاچا جناب اسد شیخ کو مدرسہ باب رحمت پھول بڑیا میں پڑھایا لیکن وہ مکمل عالم نہ بن سکے لیکن ضروری مسائل سے ضرور واقف ہو گئے اسی کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے **مولانا عبدالرحیم صاحب** کو عالم بنانے کے لیے کم عمری ہی سے اسلامی تعلیمات میں مشغول رکھا، آج وہ عالم دین بن کر خدمت دین کر رہے ہیں، ساتھ ہی میرے والد بزرگوار نے مجھے بھی کم عمری ہی سے اسلامی تعلیمات کے حصول

میں لگایا جس کے نتیجے میں آج لوگ مجھے **مولانا شبیر احمد راج محلی** کے نام سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ آج الحمد للہ میری والدہ ماجدہ ذاکرہ بی بی (المعروف۔ ذکھو بی بی) پانچوں وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتی ہیں اور ماشاءاللہ نماز تہجد بھی ادا کرتی ہیں اور میرے والد ماجد بھی ماشاءاللہ سنت رسول سے چہرے کو سجائے ہوئے ہیں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور ہم چار بھائی ہیں شہیر شیخ، شبیر احمد شیخ، مدثر شیخ، اور اکثر شیخ، اب تک ایک ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں، ہم بھائیوں کی خواہش ہے کہ ہمارے والدین حج بیت اللہ کے شرف سے مالا مال ہو جائیں اس کے لیے ۲۰۲۱ء تک دو مرتبہ والدین کے سفر حج کے لیے فارم بھی بھر چکے ہیں لیکن کم نصیبی کہیں کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے دونوں بار سفر حج سے محروم ہو گئے۔ اب آگے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ والدین کے نصیب میں حج بیت اللہ ہے کہ نہیں۔

تعلیمی سفر: بغدادی قاعدہ تا ناظرہ کی ابتدائی تعلیم میں نے عالیہ مدرسہ کلیمیہ امینیہ پھول بڑیا اور جامع مسجد ٹمیال کے مکتب میں حاصل کی (**یاد رہے! ٹمیال میں اس وقت صرف ایک مسجد تھی اب ٹمیال میں دو مسجد اور قائم ہو چکی ہیں لیکن ٹمیال کی پرانی مسجد تین گنبد والی ہے جو ہمارے بیچ گاؤں میں واقع ہے**)، درجہ ابتدائیہ کی تعلیم دارالعلوم گلشن کلیمی میں، درجہ اعدادیہ تا اولی کی تعلیم جامعہ رزاقیہ کلیمیہ شیدا پور مرشد آباد کی شاخ مدرسہ انجمن کلیمیہ اہیرن میں، درجہ اولی تا مولوی کی تعلیم اہل سنت و جماعت کا مشہور زمانہ قدیم مدرسہ اہل سنت جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں، اور درجہ مولوی تا عالم کی تعلیم مرکز عرفان کچھوچھہ مقدسہ کا مرکزی ادارہ جامع اشرف میں حاصل کیا، پھر جب جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں سالانہ امتحان کے بعد یہ اعلان کیا

گیا کہ اب سے درجہ عالمیت کو بھی درجہ مولویت کی طرح عالم اول اور عالم دوم کیا جا رہا ہے اس لیے اس بار جن بچوں نے درجہ عالمیت کا امتحان دیا ہے انہیں بھی آئندہ سال عالم دوم پڑھنا ہوگا تبھی عالمیت کی سند اور دستار ملے گی ،جس کے سبب میں نے اور میرے کئی ساتھیوں نے جامع اشرف چھوڑ دیا، پھر میں عروس البلاد ممبئی چلا گیا اور مرکزی دار العلوم غریب نواز اسکواٹر کالونی ممبئی ملاڈ میں داخلہ لیا اور درجہ فضیلت مکمل کی ،اور پھر ۲۰۱۱ء کو مشائخین عظام اور علمائے کرام خصوصاً **پیر طریقت علامہ سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ قادری میاں** کے مقدس ہاتھوں سے میرے سر دستار فضیلت سجائی گئی ،اور اعلیٰ نمبر کے سند فضیلت سے نوازا گیا۔

مشہور اساتذۂ کرام: مولانا عنایت حسین کلیمی مٹیال پرنسپل کلیمیہ امینیہ پھول بڑیا، حضرت مولانا عبد الخالق جامعی اشرفی راج محلی موجودہ صدر المدرسین جامع اشرف کچھوچھہ شریف، حضرت مولانا عبد الحق اشرفی ،حضرت مولانا عبد الباری کلیمی ،وغیرھم، اساتذۂ گلشن کلیمی ۔حضرت مولانا نقیر الدین اشرفی خیر پاڑا راج محل، حضرت مولانا شمس تبریز نعیمی انگلش راج محل، اساتذۂ مدرسہ **انجمن کلیمیہ مرشد آباد۔** جامع معقولات ومنقولات علامہ ہاشم نعیمی ،حضرت مولانا مفتی غلام یٰسین نعیمی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا اکبر علی نعیمی، حضرت مولانا خلیل الرحمٰن نعیمی پورنوی، وغیرھم، اساتذۂ جامعہ نعیمیہ۔ حضرت مولانا سید قمر عالم جامعی اشرفی ،حضرت مولانا نوشاد عالم جامعی اشرفی ،حضرت مولانا حافظ ہارون اشرفی ،حضرت مولانا عارف اشرفی ،حافظ وقاری لائق احمد اشرفی ، اساتذۂ جامع اشرف۔ حضرت مفتی سلیم اختر مصباحی مجددی، مفتی ابو القاسم رضوی، حضرت مفتی مزمل حسین، حضرت مولانا زاہد الرحمٰن نوری، وغیرھم، اساتذۂ دار العلوم غریب نواز۔

مشہور رفقائے درس! مولانا رفیق الاسلام نعیمی پران پور، مولانا غلام یوسف نعیمی کلیمی، مولانا

حافظ وقاری اطہر حسین جامعی اشرفی کٹیھاری مدرس مخدوم اشرف مشن ،مولانا حافظ الحاج عبد الکریم جامعی اشرفی استاذ جامع اشرف، حضرت مولانا مفتی محمد نثار احمد جامعی راج محلی استاذ جامعہ چشتیہ، حضرت مولانا حافظ وقاری سید مہتاب عالم جامعی اشرفی کلکتوی، وغیرھم۔

اسناد وڈگریاں: درس نظامی سند فضیلت، الہ آباد یوپی بورڈ منشی تا مولوی، جھارکھنڈ بورڈ وسطانیہ تا عالم۔

ایوارڈ: ۱۱ر جب المرجب ۱۴۳۰ھ کو بموقع عرس اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ میں مادر علمی جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں ''ہم شبیہ غوث جیلاں تقریری ونعتیہ انعام مقابلہ'' میں حصہ لیا، موضوع خطاب تھا'' **مسلمانوں کے پستی کے اسباب اور اس کا حل**'' جس میں الحمد للہ، عالم ربانی (سید احمد اشرف اشرفی جیلانی) ایوارڈ انعام دوم سے نوازا گیا۔

بیعت وارادت: شہزادۂ سرکار کلاں حضور سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ سے بیعت وارادت حاصل ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جب میں جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں درجہ عالمیت میں زیر تعلیم تھا تو عرس مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کے موقع پر ختم بخاری شریف کی مجلس مختار اشرف لائبریری کے نیچے احمد اشرف ھال میں سجی تھی اور علما کی ایک بڑی جماعت وہاں حاضر تھیں، دورۂ حدیث کے طلبہ بخاری شریف لے کر سامنے بصد احترام بیٹھے ہوئے تھے اور میر مجلس کے طور پر **پیر طریقت حضور سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ شیخ اعظم رحمۃ اللہ علیہ** جلوہ افروز تھے اور بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا رہے تھے دوران درس ایسے ایسے علمی نکات حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ کی زبان پاک سے نکل رہے تھے کہ علمائے کرام سبحان اللہ، ماشاء اللہ، کی صدائیں بلند کر رہے تھے، فقیر بھی سامعین میں حاضر تھا اسی مجلس میں حضور شیخ اعظم علیہ الرحمہ

کی جلالت علم سے متأثر ہوکر بعد مجلس فوراً شرف بیعت سے اپنے آپ کو مشرف کرلیا۔ الحمدللہ۔

طالب: جانشین مفتی اعظم ہند علامہ مفتی اختر رضا خان بریلوی ازہری قادری المعروف بہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر طالب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ فراغت کے ایک سال کے بعد غالبا ۲۰۱۲ء میں جب منصب امامت کے لیے عروس البلاد ممبئی جانا ہوا اور وہی مسلسل رہنا شروع کیا تو میں جس علاقے میں رہتا تھا وہی تھوڑی دور پٹھان واڑی ملاڈ ایسٹ ممبئی میں مولانا مقبول احمد امجدی نے ایک شاندار کانفرنس کا انعقاد فرمایا یہ غالباً ۲۰۱۶ء کا آخر یا ۲۰۱۷ء کا شروع مہینہ تھا جس میں خصوصی مہمان کی حیثیت سے **حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ** کا ورود مسعود ہوا آپ کے ساتھ آپ کے شہزادے حضرت عسجد رضا خان بریلوی مدظلہ العالی بھی حاضر تھے اور مقرر کی حیثیت سے مفتی امان الرب صاحب قبلہ مدعو تھے سامعین کی حیثیت سے آس پاس کے علمائے کرام حاضر بھی تھے یہ فقیر بھی اس میں شامل تھا ،حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو کبھی سامنے سے دیکھا نہیں تھا، حالاں کہ بریلی شریف تو عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر جامعہ نعیمیہ کے تعلیم کے دوران ہر بار جانا ہوا لیکن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زیارت کبھی نہیں ہو پائی تھی اس سبب اس بار موقع ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتا تھا، بہر کیف! حاضر ہوا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی محفل میں آمد ہوئی، سامعین کی تعداد اچھی خاصی تھی بھیڑ کے سبب اسٹیج میں بیٹھنے کا موقع نہ مل سکا دور ہی سے تقریریں سماعت کر رہا تھا، **یاد رہے!** اس علاقے کے کانفرنس کا غالباً حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا یہ آخر دورہ تھا ،خیر! مفتی امان الرب صاحب قبلہ کی جوشیلی تقریر ہو رہی تھی ''شان تاج الشریعہ علیہ الرحمہ'' پر اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بھی مجلس میں رونق افروز تھے تقریر کے دوران مفتی امان الرب

صاحب نے کچھ ایسی باتیں کیں جس سے ایسا لگنے لگا کہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس صدی کے مجدد ہیں پھر جب مفتی امان الرب صاحب کی تقریر ختم ہوئی تو شہزادۂ تاج الشریعہ نے ایک نعت پڑھی پھر جب مائک حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو پیش کیا گیا تو سلام و دعا کے بعد آپ نے فرمایا جس کا مفہوم کچھ یوں تھا کہ: **آپ لوگ خوب اچھی طرح یاد رکھیں! مجھے مجدد نہ کہیں میں اس طرح کی بات ہرگز پسند نہیں کرتا۔** (اس حق گوئی پر میں فدا ہوگیا) پھر مختصر نصیحت آمیز گفتگو کے بعد دعا فرمائی اس کے بعد لوگ مرید ہونے لگے میں نے سوچا موقع بڑا اچھا ہے بس کیا تھا میں بھی طالب ہونے کی نیت سے مرید ہونے والوں میں شامل ہوگیا۔ الحمدللہ۔ **مجھے اپنی قسمت پر ناز ہے کہ ایک طرف میں مرید ہوں اولاد رسول حضور شیخ اعظم اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کا تو دوسری طرف طالب ہوں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا۔**

خدمات: بعد فراغت ممبئی اور مہاراشٹر کی کئی مسجدوں میں عارضی طور پر امامت و خطابت کی خدمت انجام دینے کے بعد گاؤں آگیا، اور ایک چھوٹی سی دکان کھول کر تجارت شروع کردی لیکن تجارت کی طرف آنے کی وجہ سے گاؤں کے لوگ خوش نہیں تھے کیوں کہ آج کل عموماً لوگوں کا نظریہ بن گیا ہے کہ علما کا کام فقط تدریس، امامت یا خطابت ہے اور اسی غلط فکر کے سبب بے شمار علماے کرام غربت و افلاس کی زندگی بسر کر رہے ہیں، خیر! جب یہی معاملہ میرے ساتھ بھی پیش آیا تو میں نے تجارت ترک کردی، بعدہ شہر ممبئی ملاڈ ویسٹ سے امامت کے لیے جگہ آگئی پھر ممبئی کے لیے روانہ ہوگیا اور حضرت مخدوم شاہ بابا و حضرت مستان شاہ بابا علیہما الرحمہ کی مزار پاک جو کہ ملاڈ ویسٹ ایس، وی، روڈ ممبئی نمبر ۶۴ پر سب سے مشہور مزارات میں سے ایک ہے، وہیں بالکل مزار شریف سے قریب ایک چھوٹی سی مسجد تھی، وہاں امامت شروع کردی اور ۲۰۱۲ء سے

لے کر ۲۰۲۰ء تک مسلسل وہیں امامت پر فائز رہا، امامت کے علاوہ دیگر خدمات دینیہ بھی انجام دیتا رہا، مختصراً عرض کروں تو یہ کہ چھوٹی سی مکتب نما مسجد جس میں صرف پانچ وقتوں کی نماز ہوتی تھی اور جمعہ کی نماز خود میں دوسری سنی مسجد میں پڑھنے جاتا تھا، لیکن میرے پیچھے نماز پڑھنے والے کم علم سنی حضرات قریب میں سنی مسجد نہ ہونے کے سبب ہماری مسجد سے بالکل قریب ہی دیوبندی امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا کر لیتے تھے جس سبب مجھے بڑی تکلیف ہوتی تھی گاہے گاہے لوگوں کو سمجھاتا بھی تھا۔ یاد رہے! ہماری مسجد سے قریب جو مسجد ہے جس پر آج دیوبندیوں کا قبضہ ہے یہ اصل میں سنیوں کی قائم کردہ مسجد ہے لیکن آج سے قریب چالیس سال پہلے مسجد دیوبندیوں کے قبضے میں چلی گئی، اور آہستہ آہستہ آس پاس کے اکثر لوگ دیوبندیت کی طرف چلے گئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہاں حضرت مخدوم شاہ و حضرت مستان شاہ علیہما الرحمہ کی مزار پاک ہے جس کے وسیلے سے کچھ سنیت باقی رہی ورنہ مجھے لگتا ہے ایک بھی سنی گھر باقی نہ رہتا۔ خیر! نماز پڑھاتا رہا، اس درمیان کئی بار طبیعت چاہتی تھی کہ جگہ چھوڑ دوں کیوں کہ جگہ چھوٹی تھی اتنی چھوٹی کہ امام بھی میں مؤذن بھی میں اور کبھی کبھی فجر میں اکیلے میں ہی نماز پڑھتا تھا، تب کمیٹی کے لوگوں کے سامنے یہ ساری باتیں رکھی اور کہا کہ ہمیں بھی جمعہ قائم کر دینا چاہیے تا کہ لوگوں کی نماز جمعہ برباد نہ ہو، انہیں میری بات سمجھ آئی، لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جمعہ قائم ہو گی تو نمازی کہاں سے لائیں گے! یہاں تو کچھ ہی لوگ سنی باقی ہیں وہ بھی نمازی نہیں ہیں پھر بھی ہم نے اللہ کا نام لے کر رمضان کے مبارک مہینے میں نماز جمعہ قائم کر دی، پہلے جمعہ میں لگ بھگ تیس چالیس لوگ ہوں گے بچے، جوان، بوڑھے سب کو لے کر پھر جب سب کو معلوم ہو گیا کہ ہماری مسجد میں بھی اب جمعہ کی نماز ہوتی ہے، تو کچھ ہی جمعہ کے اندر ہماری مسجد بھرنے لگی اور جس مسجد پر دیوبندی قابض ہے وہ خالی ہونے لگی گویا یوں کہیں کہ جتنے بھی لوگ ابھی تک پکے دیوبندی نہیں بنے تھے اور کم علمی کے

سبب وہاں نمازیں اور خاص کر نماز جمعہ پڑھ لیتے تھے سب کے سب آہستہ آہستہ ہمارے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے لگے، جس سے دیوبندیوں کو بڑی تکلیف بھی ہوئی، پھر ہم نے درس نماز شروع کر دی، پھر گاہے گاہے دکانوں پر جا جا کر تبلیغ شروع کی اس طرح سے لوگوں کو آہستہ آہستہ کر کے اپنی مسجد کی طرف لانے لگا اور الحمد للہ ایک سال کے اندر اتنے زیادہ نمازی جمعہ میں ہو گئے کہ مسجد میں جگہ کی قلت ہونے لگی پھر کمیٹی کے ساتھ مل کر مشورہ کیا کہ مسجد کی توسیع کی جائے اور جامع مسجد کی شکل دی جائے، کمیٹی نے بھرپور طریقے سے ساتھ دیا پھر جمعہ کی نماز میں لوگوں سے تعاون کی درخواست کی الحمد للہ چندہ کے لیے کہیں باہر نہیں گیا جتنے لوگ جمعہ میں آتے تھے انہیں سے کہتا انہیں حضرات کی مدد سے آہستہ آہستہ کام چلتا رہا آج الحمد للہ تین منزلہ عمارت پر مشتمل ایک خوبصورت مسجد بن چکی ہے جس میں بقول کمیٹی کے اب تک لگ بھگ ۴۰ سے ۴۵ لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں، اور اب تک کام چالو ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ جمعہ میں نمازیوں کی تعداد بڑھتی رہی آج نمازیوں کی تعداد کی بات کریں تو ۱۲ سو سے زیادہ لوگ نماز جمعہ ادا کرنے اس مسجد میں آتے ہیں، اور پانچوں وقت ۷۰ سے ۸۰ کے قریب لوگ مسلسل نماز ادا کرتے ہیں، میں سمجھتا ہوں اب وہاں سنیت کو تنزلی نہیں بلکہ عروج ہی عروج ہے۔

اہم کارنامہ۔

اہم کارنامہ کی بات کریں تو ماقبل میں جو کچھ مذکور ہوا میرے حساب سے یہی میری زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور رب العزت کے کرم پر بھروسہ ہے کہ بروز حشر اس کا بدلہ عطا فرمائے گا، پھر بھی کچھ اور بڑے کارناموں کی بات کروں تو تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ میں نے تبلیغ دین اور مسلک اہل سنت و جماعت کی اشاعت کے لیے سوشل میڈیا پر کام کرنا شروع کیا،

کئی لوگوں نے کہا کہ سوشل میڈیا پر کچھ غلط ہو جانے سے مقدمہ بھی درج ہو جاتا ہے تب میں نے سوچا کہ اپنا ایک عرفی نام رکھوں تاکہ مجھ سے اگر کوئی خطا بھی ہو جائے تو زیادہ پریشانی نہ ہو حالاں کہ یہ میری کم علمی تھی کیوں کہ اگرچہ آپ فیک آئی ڈی بھی بنالیں اور کچھ غلط کریں تو آپ پکڑے جائیں گے بہر حال! میں نے اپنا ایک عرفی نام رکھا **”شاہر رضا“** اور اس نام سے سوشل میڈیا پر مسلسل کام کرنے لگا خاص کر رد دیوبندیت و وہابیت پر تقریراً و تحریراً اور وہابی مولویوں سے بحث و مباحثہ بھی کرنے لگا، اس کام میں اتنی دل چسپی ہو گئی کہ اپنے جیب خاص سے وہابی مولویوں کی کتابیں منگوانا شروع کیا، پھر آہستہ آہستہ ایک چھوٹی سی لائبریری ہی مسجد میں قائم کر لیا، اب میرا کام فقط امامت و خطابت کے علاوہ یہ تھا کہ کتابوں کا مطالعہ کرو اور فیس بک واٹس ایپ، ٹیلیگرام پر اپنی تحریرات کو وائرل کرو، اور دیوبندیوں سے بحث و مباحثہ کرو اس طرح لگ بھگ تین سال تک مسلسل رد دیوبندیت و وہابیت پر کام کیا جس کے سبب مجھے کافی شہرت ملی اتنی شہرت کہ سوشل میڈیا پر جہاں کہیں کوئی وہابی دیوبندی کسی سنی بھائی کو پریشان کرتا اور وہ سنی بھائی مجھے جانتے تو مجھے یاد کرتے یا کسی گروپ پر کوئی دیوبندی وہابی مولوی بحث و مباحثہ کرنا چاہتا اور اس گروپ پر مجھے کوئی جاننے والا سنی ہوتا تو میرا نمبر اس گروپ پر ایڈ کروا دیتا، مختصر یہ کہ روز کسی نہ کسی وہابی سے میری بحث و تکرار ہوتی رہتی، اور اصل نام سے تو سوشل میڈیا کے لوگ مجھے بہت کم ہی جانتے تھے سب **”شاہر رضا“** کے نام سے جانتے تھے، اس طرح رد دیوبندیت و وہابیت پر میری اتنی تحریریں سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی ہیں کہ سب کو جمع کر کے کتابی شکل دی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، پھر ایک دور ایسا بھی آیا کہ روزانہ کسی نہ کسی وہابی مولوی سے فون کالنگ کے ذریعے سے بحث و مباحثہ کرتا جس کی اوڈیو رکارڈ کر کے ویڈیو کی شکل دے کر یوٹیوب چینلوں پر ڈلواتا، اور عارف بھائی ممبئی حال مقیم قطر یہ سارا کام کرتے تھے۔

یعنی! میرا معمول بن گیا تھا رد دیوبندیت و وہابیت اور اہل سنت و جماعت کا دفاع کرنا، اس کے لیے مجھے کافی مطالعہ کی بھی ضرورت پڑتی تھی، اب تک کئی یوٹیوب چینلوں بشمول مشہور یوٹیوب چینل **”رد وہابی نیٹ ورک“** پر لگ بھگ دو سو سے زائد میری اوڈیوز ویڈیوز کی شکل میں موجود ہیں **”شاہر رضا“** نام سے جس میں کئی کئی گھنٹوں کے مناظرے مباحثے بھی موجود ہیں جسے ہند و بیرونی ہند میں خوب سنا جاتا ہے اور کئی لوگ تو فون کر کے بتایا بھی ہے کہ **”شاہر رضا صاحب“** ہم نے آپ کی اوڈیوز سن کر اپنے عقیدے کو مضبوط کیا ہے، اور کئی نوجوان لڑکے تو ماشاءاللہ ہماری اوڈیوز سن کر بدمذہبیت سے تائب ہو گئے ہیں، یہاں تک کہ ہماری اوڈیوز سن کر ہمارے کئی عام سنی بھائی وہابیوں سے بحث مباحثہ کرنے کا طریقہ سیکھ چکے ہیں جس میں قابل ذکر یہ دو نام ہیں: **فاروق رضا اشرفی، علی خان بھائی**۔ اور یہ دونوں رد بدمذہب میں اتنے ماہر ہو چکے ہیں کہ بدمذہب مولویوں کے دانت کھٹے کر دیتے ہیں۔

اسی طرح اپنے مقتدیوں کی صلاح فلاح کے لیے واٹس ایپ پر ایک گروپ بنام ”اسلامی تعلیمات“ تشکیل دیا جس میں ہمارے پیچھے نماز جمعہ ادا کرنے والوں میں اکثر لوگوں کے نمبروں کو ایڈ کیا اس کے ذریعے مسلسل ایک سال تک درس حدیث کے نام سے ایک حدیث اور اس کی مختصر تشریح بیان کرتا رہا جس سے لوگ بڑے متأثر ہوئے اتنے متأثر کے کبھی کسی دوسرے کام کی وجہ سے حدیث رکارڈ نہیں کر پاتا تو لوگ فون کر کے کہتے کہ امام صاحب! کیا بات ہے آج حدیث رکارڈ نہیں کیے کیا!

اسی طرح عارف بھائی ممبئی جنھوں نے بڑی محنتیں کر کے ہماری اکثر اوڈیوز کو ویڈیوز کی شکل دے کر یوٹیوب پر ڈالا ہے ان کو میں نے ایک تنظیم قائم کرنے کا مشورہ دیا اور تنظیم سے جڑے لوگ

کس طرح کام کریں گے ساری باتیں ان کو بتائی، الحمدللہ ان کو باتیں پسند آئی پھر انہوں نے ہند سے باہر قطر میں رہنے والے کچھ مخصوص ہندی دوستوں کے ساتھ مل کر ایک تنظیم قائم کی اور میرے مشورے پر تنظیم کا نام رکھا گیا **”فروغ اہل سنت لائبریری“** الحمداللہ اس تنظیم کے ذریعے سے اب تک ملک ہند کے درجنوں سے زائد مساجد کے ائمہ اور مدارس کے مدرسین تک حدیثوں کی کتابیں پہنچائی گئی ہیں، المختصر یہ کہ اس تنظیم کا کام صرف اہل سنت و جماعت کے علماے کرام خصوصاً ائمہ مساجد تک حدیثوں کی کتابیں پہچانی ہے اور یہی کام پر بالکل دل جمعی کے ساتھ تنظیم کے لوگ فوکس کیے ہوئے ہیں۔

اسی طرح اہل سنت و جماعت کی جانب سے کوئی ایسا اپلیکیشن گوگل پلے اسٹور پر موجود نہ تھا جس میں یونیکوڈ کی شکل میں کتب احادیث کا ترجمہ موجود ہو، جس کی وجہ سے سنی عوام کی اکثریت اور کچھ خواص بھی وہابیوں کی جانب سے بنائے گئے اپلیکیشن کو لوڈ کر کے ان سے احادیث کا ترجمہ پڑھا کرتے تھے جس کی وجہ سے عوام اہل سنت کے اعتقاد میں بگاڑ پیدا ہونے کے بہت زیادہ امکانات تھے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے جناب فاروق رضا اشرفی کے ساتھ مل کر مشورہ کرتا رہا آخر کار اللہ تعالیٰ کے کرم سے انہوں نے ہمت کی اور اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ایک تنظیم بنام **”اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن“** کی بنیاد رکھی اور فاؤنڈیشن کو رجسٹریشن بھی کروایا گیا جس کی باگ ڈور فاروق رضا اشرفی کو سونپی گئی اور تنظیم کی سرپرستی اب تک مجھ فقیر کے ذمہ ہے اس تنظیم کے ذریعے سے گوگل پلے اسٹور پر پہلا حدیث اپلیکیشن بنام **”ٹرو اسلام ایپ“** بنا کر ڈالا گیا اور آج گوگل پلے اسٹور میں یہ اپلیکیشن موجود ہے جس کو سنی حضرات استعمال کر کے اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں، چوں کہ یہ بہت بڑا کام ہے اور اس کے لیے کافی سال درکار ہے لیکن مختصر سے وقت میں بھی اس ایپلیکیشن میں اتنے کام ہو چکے ہیں کہ لوگ خوب دعائیں دے رہے ہیں اس

اپلیکیشن میں سال ۲۰۱۹ء سے مسلسل کام جاری ہے کتب احادیث کے ترجمہ کی ٹائپنگ کا کام چالو ہے ساتھ ہی عقائد اہل سنت بھی رومن انگلش میں ٹائپ کر کے ڈالا جا رہا ہے اور کنزالایمان کا ترجمہ اردو کے ساتھ الحمدللہ رومن انگلش میں بھی ٹائپ کر کے ڈالا جا چکا ہے اور اب تفسیر پر کام چالو ہے یہ سارا کام مجھ فقیر کی نگرانی میں ہو رہا ہے بلکہ فقیر خود بخاری شریف کی عربی عبارت و ترجمہ کی ٹائپ کر رہا ہے اور بقیہ دیگر کتب احادیث پر ٹائپنگ کا کام ہمارے دوسرے علما کر رہے ہیں اور ایڈیٹنگ کا کام یہ فقیر انجام دے رہا ہے اور باقی دیگر جو بھی کام اس اپلیکیشن پر ہو رہے ہیں سب میں نظر ثانی اور حذف و اضافات کا کام اب تک اس فقیر کے ذمہ ہے۔

قلمی خدمات: اب تک میں نے کئی رسائل لکھے لیکن چوں کہ آج کا دور پی ڈی ایف پڑھنے کا ہے اس وجہ سے اکثر کی پی ڈی ایف بنا کر سوشل میڈیا پر عام کر دیا، ان میں سے ایک رسالہ بنام” **رد روافض تعلیمات مخدوم اشرف کی روشنی میں، مع سنی شیعہ اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے**“ چھپ کر منظر عام پر بھی آ چکا ہے۔ اور ایک کتاب بنام” **خانوادۂ اشرفیہ اور حافظ ملت روابط و تعلقات**“ لکھی ہے جو کہ ابھی علماے کرام کی بارگاہ میں نظر ثانی اور پروف ریڈنگ کے لیے حاضر کی گئی ہے بعدہ اس کی اشاعت ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ، ایک مشہور زمانہ کتاب علامہ محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ (پاکستان) کی بنام” **دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ جلد اول دوم** پر میں نے تخریج کا کام کیا، میری تخریج کے ساتھ یہ کتاب ہند سے چھپ چکی ہے، باقی رسائل پی ڈی ایف کی شکل میں دنیا بھر میں سوشل میڈیا کے ذریعے عام ہے ان میں سے چند رسائل کے نام یہ ہیں:”(۱) کیا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض تھیں؟“ (۲)”تاج الشریعہ اپنے ملفوظات کے آئینے میں“(۳)”اکابر دیوبند کیسے تھے؟ ۴)”شمشیر برہنہ بر گردن دیابنہ“(۵)”کیا رسول اللہ ﷺ کو راعی امت کہنا گستاخی

ہے؟(٦)"کیا نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟"(٨)" مجھے آج کی شدت کیوں پسند نہیں"(٩)" اعلیٰ حضرت کی حقانیت مخالفین کے گھر سے"(١٠) مدارس اسلامیہ کی پستی کا ذمہ دار کون؟"(١١)"کون ہیں مخدوم اشرف سمنانی چشتی رضی اللہ عنہ" یہ رسالہ اختصار کے ساتھ الاشرفی جنتری میں بھی چھپ چکا ہے۔اسی طرح ماہنامہ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ میں میرے دو مضمون چھپے(١)حضور غریب نواز اپنے ملفوظات کے آئینے میں"(٢)"شان اعلیٰ حضرت اور تعلیمات شیخ الاسلام" اسی طرح الاشرفی جنتری میں میرا ایک مقالہ" سیرت اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ" بھی چھپ چکا ہے جو کہ از قلم ابو الفیض راج محلی کے نام سے درج ہے۔اسی طرح پیغام جمعہ راج محل جو کہ تنظیم **"الفلاح سوشل ویلفیئر سوسائٹی راج محل"** کے زیر اہتمام نکلتا ہے اور سوشل میڈیا کے ذریعے پوری دنیا میں عام کیا جاتا ہے جس میں تقریری انداز میں مضمون ترتیب دیا جاتا ہے، اب تک پیغام جمعہ راج محل میں میرے دس خطبات عام ہو چکے ہیں جن کے عنوانات کچھ یوں ہیں:(١) سیرت غریب نواز(٢) تارک زکوٰۃ کا انجام(٣) فضائل شب قدر(٤) نبی کریم کی عید الفطر(٥) شرابی کا انجام(٦) جوا دنیا و آخرت کی بربادی کا سبب(٧) قربانی کیجیے(٨) سیرت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا(٩) سیرت حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا(١٠) سیرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔

زیارت حرمین شریفین: الحمد للہ فقیر ناچیز کو دسمبر ۲۰۱۹ء میں عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی، ساتھ ہی زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ بھی۔ممبئی سے ۸ دسمبر ۲۰۱۹ء کو عمرہ کے لیے روانگی ہوئی تھی اور ۲۲ دسمبر ۲۰۱۹ء کو ممبئی واپسی ہوئی تھی۔عمرہ سے واپسی کے بعد کچھ دن ممبئی میں رہنے کے بعد وطن راج محل آیا تو کورونا کی وجہ سے لاک ڈاؤن لگ گیا، جس کے سبب ممبئی جانا مشکل ہو گیا اسی

پچ خیر پاڑا (کھوچ پاڑا) کی سب سے پرانی یعنی بڑی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے لیے میرا انتخاب ہوا، سات ماہ تک یہاں رہا اس دوران حافظ شجیر الدین صاحب خطیب و امام جہان ٹولہ جامع مسجد اور مفتی محمد حفیظ الرحمٰن مصباحی، مولانا آزاد حسین، مفتی فیروز احمد مصباحی اور مولانا بہاء الدین مصباحی وغیرھم کے ساتھ مل کر پھول بڑیا سے امانت پیار پور، پران پور، وغیرہ کے علماے کرام کے ساتھ کئی میٹنگ کی پھر تمام نوجوان علماے کرام کے مشورہ کے بعد **تنظیم الفلاح سوشل ویلفیئر سوسائٹی راج محل"** کی بنیاد رکھی جس کی صدارت اتفاق رائے سے حافظ مولانا نصیب مصباحی کو اور سیکریٹری کا عہدہ مجھ فقیر کو اور کیشیر حافظ شجیر الدین صاحب کو منتخب کیا گیا، ماشاء اللہ اب تک اس تنظیم نے پیغام جمعہ نام سے ۲۸ خطبے نکال چکی ہے ساتھ ہی ایک لائبریری بنام **"الفلاح سوسائٹی لائبریری"** کا قیام بھی عمل میں آ چکا ہے جس میں بہت سے کتابیں آ چکی ہیں اور دیگر کتابوں کے انتظام میں ہماری ٹیم لگی ہوئی ہے، پھر جب ممبئی کی مسجد سے بار بار بلاوا آنے لگا تو پھر ممبئی چلا گیا، وہاں جاتے ہی دوسرا کورونا کا دور شروع ہو گیا پھر وہاں سات ماہ رہا اس درمیان میرے ایک شہزادے کی پیدائش ہوئی جن کا نام **"فضل احمد"** رکھا، لیکن ڈھائی ماہ کے بعد عید الاضحیٰ کا دن گزر کر رات کو میرے شہزادے **"فضل احمد"** کا انتقال ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون، جس کے سبب گاؤں آنا پڑا لیکن نماز جنازہ میں شامل نہ ہو سکا اب گھر والوں کا کہنا ہے کہ گاؤں میں رہو! اور اہلیہ کی خواہش تو شروع ہی سے ہے کہ میں گاؤں میں رہوں، پھر خیر پاڑا کے لوگوں نے مجھے اپنے گاؤں میں رہنے کی دعوت دی اب پھر سے یہاں امامت وخطابت سنبھال رہا ہوں۔دیکھتے ہیں آگے ممبئی جانا ہوتا ہے یا یہی اب مستقل رہنا ہوگا۔

نکاح و اولاد: چھوٹے دادا سوپن شیخ مرحوم کے بیٹے عبد السلام (المعروف بہ سلامن شیخ) کی بڑی شہزادی صاحبہ خاتون کے ساتھ بروز جمعہ ماہ اکتوبر ۲۰۱۶ء میں نکاح خوانی ہوئی۔جن

سے اب تک دو شہزادے فیض احمد، اور فضل احمد (جن کا ڈھائی ماہ کے بعد بچپن میں انتقال ہو گیا) اور ایک شہزادی عرشی فاطمہ ہے۔

نوٹ: یہ تو تھا عزیز گرامی حضرت مولانا شبیر احمد راج محلی کی سوانح حیات کی ایک جھلک جسے من و عن نقل کیا گیا۔ یاد رہے! مولانا موصوف راج محل کے نوجوان علماے کرام میں ایک روشن نام ہے، جنہوں نے سوشل میڈیا سے لے کر تحریری میدان میں احقاق حق وابطال باطل کے لیے اچھا خاصا کام کیا ہے، موجود وقت میں سوشل میڈیا پر دفاع سنیت کے تعلق سے آپ کا کام قابل ستائش ہے اور ناچیز (عبدالسلام مصباحی مرتب کتاب) اس سے ایک حد تک متاثر بھی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کے علم وفضل میں برکتیں عطا فرمائے اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ خدمات دینیہ کی توفیق رفیق بخشے، آمین۔

حضرت مولانا شوکت علی صاحب مصباحی بیگم گنج

استاذ مدرسہ درس نظامیہ سلطان پور ضلع مرشدآباد بنگال

نام مع ولدیت۔ محمد شوکت علی ابن برکت علی ابن خورشید ابن ایز ردی۔

تاریخ پیدائش۔ ۵؍نومبر ۱۹۹۶ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج شیخو ٹولہ پوسٹ بیگم گنج تھانہ رادھانگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ۔

خاندانی حالات۔ آباواجداد متوسط الحال لوگوں میں سے تھے خاندان کے لوگ پہلے دوگاچھی دیاڑا میں آباد تھے یہ گاؤں گنگا ندی کے کٹاؤ کے زد میں آنے کی وجہ سے پردادا جناب ایز ردی صاحب انتقال مکانی کر کے پیارپور بوئیل ٹولی اور اس کے بعد بیگم گنج میں آ کر مستقل سکونت اختیار کیے دین داری اور اخلاق وکردار کے اعتبار سے خاندان کے لوگ مجموعی طور پر اچھے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

ابتدائی تعلیم۔ ناظرہ وغیرہ کی تعلیم وتربیت اپنے گاؤں کے پرانے مدرسے میں حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مصباحی بیگم گنج اور مولانا نورالدین صاحب سابق امام وخطیب منشی ٹولہ جامع مسجد کے زیر سایہ رہ کر حاصل کیے دینی تعلیم کی ترغیب اور خصوصی توجہات میں حضرت مولانا عبدالخالق صاحب کا بڑا ہاتھ رہا انھوں نے ہی تعلیمی راہ میں چلنا پھرنا سکھایا اس اعتبار سے مربیٔ اول اور محسن کی حیثیت سے ان کا نام آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے حتی کہ اگر ان کی ترغیبات شامل نہ ہوتیں تو شاید عالم دین ہونے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا بہر کیف بیگم گنج مدرسہ میں ناظرہ وغیرہ کی تعلیمات سے آراستہ ہونے کے بعد مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور تھانہ رادھانگر میں داخلہ لے کر ابتدائیہ واعدادیہ کی تعلیم حاصل کیے اس ادارہ میں حضرت مولانا روح الامین صاحب کی خصوصی توجہات شامل حال رہیں۔ پھر اس کے بعد مدرسہ گلشن کلیمی پھول بڑیا راج محل میں داخلہ لیا اور یہاں پر تین سال تک تحصیل علم کر کے ثانیہ تک کی تعلیم مکمل کیے پھر اس کے بعد جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک میں دو سال تک تعلیم حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یوپی جانے کا عزم کیا اور یہاں آ کر سب سے پہلے مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں داخلہ لیا اور سادسہ تک کی تعلیم ادارہ ہذا میں حاصل کرنے کے بعد ہندوستان کی سب سے بڑی اور مرکزی درس گاہ از ہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور دو سال تک جامعہ میں رہ کر فضیلت تک تعلیم مکمل کی اس طرح ۲۰۱۶ء میں علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت وسند فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذہ کرام۔ صدر العلما علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتھم العالیہ، محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین صاحب رضوی دام ظلہ اساتذہ اشرفیہ۔ حضرت مولانا نصر اللہ صاحب رضوی،

حضرت مولانا عارف اللہ صاحب فیضی اساتذہ فیض العلوم محمد آباد۔ اور حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب پورنوی، حضرت مولانا مفتی ممتاز صاحب حبیبی مصباحی، حضرت مولانا مفتی واعظ الحق صاحب حبیبی مصباحی، حضرت مولانا نور الحق حبیبی مصباحی علیہ الرحمہ اور مولانا اسلام الدین صاحب نیپالی اساتذہ جامعہ قادریہ مظہر العلوم علی پور کلیا چک اور مولانا عبد الخالق صاحب اشرفی ومولانا شمیم احمد صاحب مصباحی اساتذہ گلشن کلیمی قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ جانشین مسرور ملت سید شاہ مسعود احمد کلیمی میران پور کٹرہ ضلع شاہ جہاں پور یوپی۔

خدمات۔ فراغت کے بعد سے تا حال (۲۰۲۱ء) مدرسہ درس نظامیہ سلطان پور مرشد آباد میں تدریسی خدمات انجام دیتے آرہے ہیں ساتھ ہی سلطان پور کی جامع مسجد میں امامت وخطابت بھی آپ کے ذمہ ہے۔

عزیز القدر حضرت مولانا شوکت علی صاحب مصباحی نوجوان علمائے کرام میں ایک ذی استعداد عالم دین ہیں مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ محنت وکاوش میں اپنی خاص پہچان رکھتے ہیں چھ سالوں میں آپ نے تعلیمی اعتبار سے سلطان پور مدرسہ کو تابناک بنادیا ہے خالص بنگالی علاقہ میں رہ کر ادارے کے طلبہ کو اردو عربی انگریزی میں تقریر بھی کراتے ہیں جس کی وجہ سے مدرسہ کے ارکان کی نظر میں ایک خاص مقام حاصل کر چکے ہیں حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت میں بھی اپنی مثال آپ ہیں دینی مسلکی اور معاشرتی امور میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں اخلاق وکردار کے اعتبار سے بھی علمائے بیگم گنج میں ایک بڑا مقام حاصل ہے۔

نکاح واولاد۔ ۲۰۱۹ء میں امانت پیار پور کے جناب مجلس کی دختر نیک اختر سے عقد مسنون ہوا اور ان کے بطن سے فی الوقت ۲۰۲۱ء ایک بچی پیدا ہوئی ہے۔

حضرت مولانا اسد اقبال صاحب امجدی بیگم گنج

نام مع ولدیت۔ محمد اسد اقبال ابن محمد معین الدین ابن عبد الرحمن ابن مولی بخش (مالو مڑل)

تاریخ پیدائش۔ ۳/اپریل ۱۹۹۸ء

گھر کا پتہ۔ بیگم گنج تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ

خاندانی حالات۔ بیگم گنج کے ایک قدیم گھرانے میں آپ کی پیدائش ہوئی رعب ودبدبہ اور اثر ورسوخ کے اعتبار سے پورا گھرانہ مشہور ومعروف ہے آپ کے پردادا جناب مولیٰ بخش مرحوم اپنے زمانے میں بیگم گنج کے ایک دین دار اور زمین دار لوگوں میں شمار ہوتے تھے مہمان نوازی اور غربا پروری بھی آپ کے اندر کافی حد تک پائی جاتی تھی صوم وصلاۃ کی پابندی کے ساتھ ساتھ علما، صلحا اور پیر ومشائخ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اس زمانے کے مشہور عالم دین حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب پنچانند پوری اپنے ہم راہ تعلیم وتربیت کے خواہش مند طلبہ وطالبات کے ساتھ بیگم گنج کا جب دورہ کرتے تھے تو ہفتوں اور مہینوں تک پوری میزبانی جناب مولیٰ بخش ہی کرتے تھے۔ گویا ان کا پورا گھر ہی عارضی طور پر مدرسہ اور سلوک وتصوف کے لیے خانقاہ بن جاتا تھا۔ بہر حال مولانا موصوف کا گھرانہ اب بھی اپنے اعتبار سے اچھا گھرانہ ہے والد گرامی بھی ایک حد تک مولیٰ بخش کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین داری اور علما دوستی میں پیش پیش رہتے ہیں۔

تعلیم وتربیت۔ ناظرہ اور عم پارہ وغیرہ کی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ اور بڑی بہن سے حاصل کی پھر ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ فیضان رسول پران پور تھانہ رادھا نگر ضلع صاحب گنج جھارکھنڈ میں حاصل کیا پھر اس کے بعد دار العلوم گلشن کلیمی پھول بڑیا میں بھی کچھ دنوں تک تعلیم حاصل کی

بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے یو پی کا سفر کر کے مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع مئو میں داخلہ لیا اور یہاں پر درجہ خامسہ تا درجہ سابعہ کی تعلیم مکمل کی پھر فضیلت کے لیے ملک کا مشہور ادارہ طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی میں داخلہ لیا اور ۲۰۱۹ء میں عرس امجدی کے حسین موقع پر علما ومشائخ کے مقدس ہاتھوں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

مشہور اساتذۂ کرام۔ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ مدظلہ النورانی، مفتی شمشاد صاحب قبلہ، مفتی ابوالحسن صاحب قبلہ اور مولانا بدرالدجی صاحب رضوی، حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مصباحی بیگم گنج، مولانا شمیم احمد صاحب مصباحی بھاگل پوری، مولانا لطف الرحمن صاحب پران پور، مفتی اسراء الحق صاحب پران پور اور مولانا روح الامین صاحب پران پور قابل ذکر ہیں۔

بیعت وارشاد۔ حضور محدث کبیر شہزادۂ حضور صدرالشریعہ علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری رضوی امجدی زیب سجادہ خانقاہ امجدیہ رضویہ گھوسی شریف سے مرید ہیں۔

خدمات۔ دارالعلوم نصیرالدین اولیا چوبیس پرگنہ (کولکاتا) میں تدریسی خدمات پر مامور ہیں۔

عزیز القدر مولانا اسد اقبال صاحب نوجوان علماے کرام میں بالکل نوخیز ہیں مگر علمی صلاحیت اور دین ومسلک کی حمیت میں نمایاں حیثیت کے مالک ہونے کی وجہ سے تذکرہ میں نام آنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج۔ایک نظر میں

علاقۂ راج محل کے جنوبی حصے اور بنگال کی سرحد پر واقع ایک چھوٹا سا گاؤں بیگم گنج ہے اس علاقے میں یہ گاؤں پس ماندہ اور بیک ورڈ مانا جاتا تھا مگر ادھوا سے فرکا ہائی وے (Highway) تک جانے کے لیے بیگم گنج ہو کر شارٹ کٹ کا پختہ روڈ بن جانے کی وجہ سے اس کی اہمیت کافی حد تک بڑھ گئی اور علاقے کے ہزاروں لوگوں کا روزانہ آنا جانا اسی راستہ سے ہونے لگا ہے۔ بہرکیف مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج اسی گاؤں میں واقع ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ مختصر سی مدت میں معرض وجود میں آنے کے بعد مکتب سے مدرسہ کی شکل میں تبدیل ہو کر فی الوقت متوسطات کی پڑھائی ہونے لگی ہے۔ اس ادارہ کے محرکین میں سے سرفہرست جناب امیر علی مرحوم کا نام درج کیا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ نوے کی دہائی میں مدرسہ کی زمین ملنے سے پہلے امیر علی صاحب (دیاڑٹولہ) ہمارے خاندان کے لوگوں کے پاس آتے تھے اور اس زمین کو (جس پر مدرسہ واقع ہے) مدرسہ میں وقف کرنے کی وکالت کرتے تھے ہمارے خاندان کے لوگوں میں میرے والد محترم جناب الحاج مفیضول شیخ اور ہمارے داداؤں میں ابصار علی تیمور علی اور آزاد علی مرحومین کے پاس آ کر جناب امیر علی کہتے تھے کہ آپ لوگوں کے پاس زمین وجائداد زیادہ ہے اس لیے اس زمین کو مدرسہ میں وقف کر دیجیے آپ لوگوں کی سرپرستی میں مَیں سکریٹری ہوں گا تو آپ کے خاندان کے عبدالسلام (اس وقت میں رابعہ میں پڑھتا تھا) اس مدرسہ کے صدر مدرس (ہیڈ مولانا) ہوں گے۔ اس طرح امیر علی مرحوم کے جہد مسلسل سے ہمارے خاندان کے لوگ آخر کار زمین دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور بالآخر ۲۰۰۱ء مین بنام مدرسہ حنفیہ رضویہ رجسٹری ہو گئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مدرسہ

کا نام رکھنے میں امیر علی مرحوم نے بیگم گنج کے چاروں محلوں ''منشی ٹولہ دیاڑ ٹولہ شیخو ٹولہ اور حبوا ٹولہ'' کے لوگوں کو یک جا کر کے مولانا احسان علی صاحب دانش رضوی صدر مدرس کربلا مدرسہ کی موجودگی میں اور ان کی رہ نمائی میں مدرسہ کا نام ''مدرسہ حنفیہ رضویہ'' رکھا گیا اور اس پر مڑل سردار اور باقی شرکاے میٹنگ نے دستخط بھی کیا (دستخط شدہ کاپی امیر علی مرحوم کے گھر ہونا چاہئے) بہر کیف رجسٹری ہونے کے بعد شروع میں کچے مکان میں مکتب کی شکل دے کر تعلیم شروع ہوگئی اور امیر علی کی نگرانی میں اولاً چاروں محلوں کے ائمہ حضرات صبح ۱۰ ربجے تک پڑھاتے رہے۔ اس دوران مدرسہ ہذا کے بغل میں مہاجن (ہندو زمیں دار) کی تقریباً دو بیگھہ زمین خالی پڑی تھی ادارہ کے صحن کو بڑھانے کے لیے امیر علی صاحب نے بیگم گنج کے مڑل سردار کو بلا کر مشورہ کر کے اس زمین کو خریدنے کا پلان بنایا اور چاروں محلوں کے فطرے اور عشرے کی رقم اور دیگر عطیات سے طے شدہ رقم ادا کر دی گئی مگر رجسٹری سے پہلے محلاتی عصبیت کی وجہ سے اختلاف ہو گیا حالاں کہ امیر علی کی محنت و کاوش سے چاروں محلوں کے لوگوں کو متحد کر کے اس دوران میری امامت میں ایک مرتبہ عید کی نماز بھی ہو چکی ہے یہ تاریخ میں صرف ایک مرتبہ ہی ایسا ہوا کہ چاروں محلہ کے لوگوں نے مدرسہ حنفیہ رضویہ کی ملحقہ عید گاہ میں ایک ساتھ عید کی نماز ادا کی۔ بہر حال اختلاف کی وجہ سے مہاجن کی زمین کی رجسٹری کا کام دو تین سال کے لیے رک گیا مگر بالآخر امیر علی صاحب نے ہی مہاجن سے دوسرے مدرسہ کے نام زمین رجسٹری کرا لی کیوں کہ امیر علی نے مہاجن سے بات کی تھی اور وہی رقم بھی ادا کیے تھے مہاجن امیر علی کو ہی جانتے تھے جس کی وجہ سے کسی دوسرے کی اس نے ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ اس طرح ایک ہی جگہ دو مدرسے معرض وجود میں آ گئے۔

بہر کیف مدرسہ حنفیہ رضویہ بدستور مکتب کی شکل میں چلتا رہا لیکن امیر علی کے انتقال کے بعد گذشتہ ۲۰۱۳ء میں ناچیز کی پہل پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اس کمیٹی میں جناب انصار الحق کو سکریٹری بنایا گیا اور اسی سال بعد رمضان نئے تعلیمی سال میں پہلی مرتبہ عزیز القدر مولانا مفتی شفیق الاسلام صاحب کو بحیثیت مدرس میں نے رکھا اور باضابطہ مدرسہ کی شکل میں ابتدائیہ واعدادیہ کی پڑھائی شروع ہوئی اور اس وقت سے تا حال تعلیمی ترقی ہوتی رہی اور الحمد للہ اس وقت (بوقت تحریر مضمون) چھ مدرسین کی سرکردگی میں درجہ رابعہ تک کی پڑھائی کے ساتھ ساتھ حفظ و قرأت کی دستار بندی بھی ہو رہی ہے۔ یہ ہے مدرسہ مذکورہ کی مختصر تاریخ۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ادارہ ھذا کو دین وسنیت کے لیے مضبوط قلعہ بنائے اور اس کے تمام واقفین سے لے کر محرکین ومعاونین کی خدمات کو قبول فرما کر انہیں دارین کی سعادت سے سرفراز فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

محمد عبد السلام مصباحی

سرپرست۔ مدرسہ حنفیہ رضویہ بیگم گنج، صاحب گنج جھارکھنڈ

استاذ مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم، خالص پور، ادری، مئو، یوپی

۳ رذی الحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴ر جولائی ۲۰۲۱ء